1167

علم و شانِ نبوی ﷺ پر مشتمل 12 ایمان افروز

علمی مقالات

مُحقق العصر حضرت مولانا

مُفتی محمد خان قادری مدظلہ

جلد دوم

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

Marfat.com

Marfat.com

علمِ نبوی ﷺ پر مشتمل 12 ایمان افروز

علمی مقالات

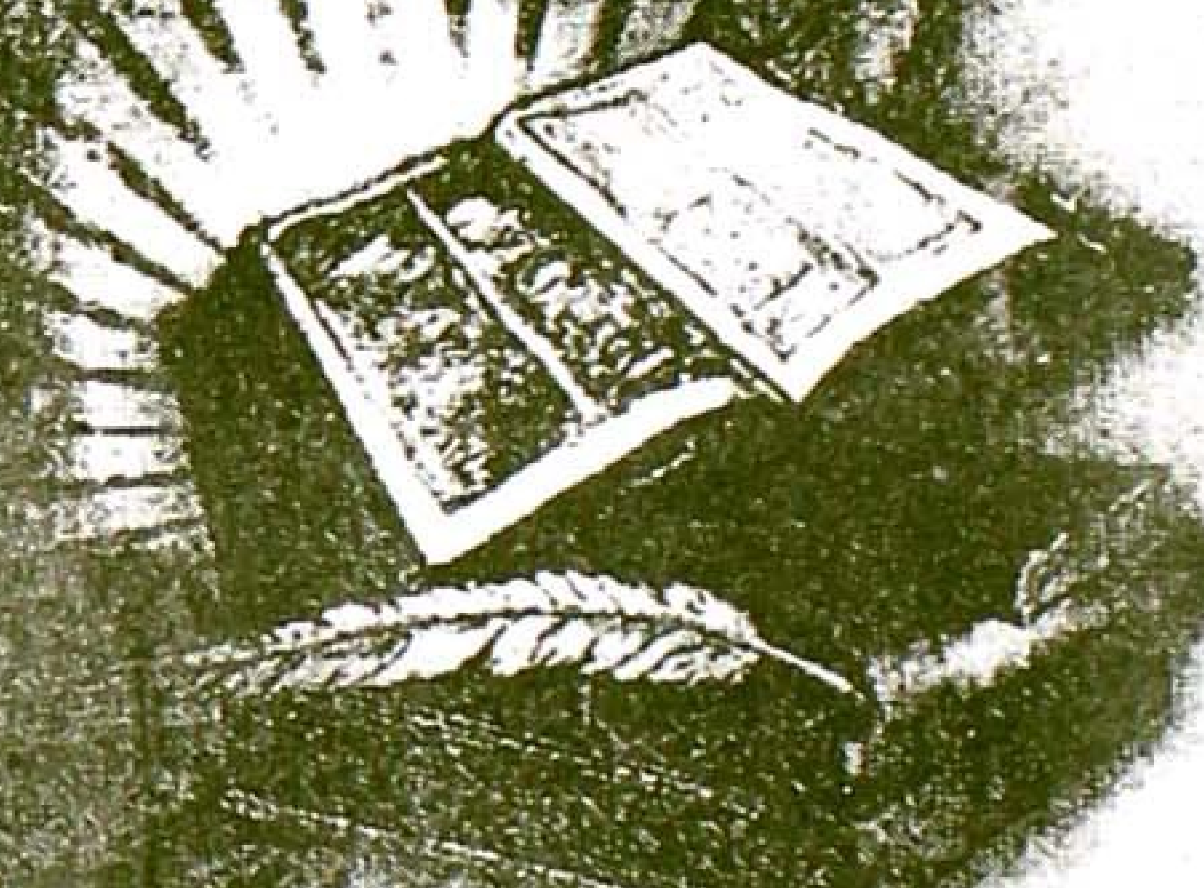

محققُ العصر حضرت مولانا

مفتی محمد خان قادری مدظلہ

جلد دوم

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

85170

نام کتاب	علمی مقالات
تصنیف	مفتی محمد خان قادری
اہتمام	محمد فاروق قادری
جلد دوم صفحات	450
ناشر	کاروان اسلام پبلی کیشنز
قیمت	270
اشاعت اول	اکتوبر 2008

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور
☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ مکتبہ نوریہ رضویہ مین گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم مین دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ مین گنج بخش روڈ لاہور
☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی
☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ نبویہ مین گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ دارالعلم مین دربار مارکیٹ لاہور
☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

0300,4407048/042,5300353

Marfat.com

مقالات کے نام

مقالہ 1۔ انتم اعلم باموركم كا صحيح مفہوم

5 تا 10

مقالہ 2۔ صحابہ اور علم نبوی ﷺ

11 تا 113

مقالہ 3۔ وسعت علم نبوی ﷺ

115 تا 175

مقالہ 4۔ قرآن اور روحانی علوم

177 تا 222

مقالہ 5۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

223 تا 258

مقالہ 6۔ قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا علمی محاسبہ

259 تا 290

Marfat.com

مقالہ 7۔ حضور ﷺ کے ظاہر و باطن پر فیصلے
(طرح السقط للسیوطی کا ترجمہ)

318 تا 291

مقالہ 8۔ حضور ﷺ کے ظاہر و باطن پر فیصلے
(شعلۃ نار للسیوطی کا ترجمہ)
332 تا 319

مقالہ 9۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

354 تا 333

مقالہ 10۔ نعل پاک حضور ﷺ

376 تا 355

مقالہ 11۔ کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں؟

416 تا 377

مقالہ 12۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر

432 تا 417

اہم نوٹ،
تفصیلی فہرست کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجئے

Marfat.com

روزنامہ "جنگ" کے کالم نگار جناب ارشاد حقانی کے جواب میں

ارشاد نبوی ﷺ

"انتم اعلم بامور دنیا کم"

کا صحیح مفہوم

تحریر: مفتی محمد خان قادری

۳۱ مارچ ۲۰۰۱ء کو آپ (روزنامہ "جنگ" کے کالم نگار جناب ارشاد احمد حقانی) نے "طالبان کا فہم اسلام" کے عنوان سے جو کالم تحریر کیا اس میں حضور ﷺ کی متعدد حیثیات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا۔ ایک خاص طرح سے دو قسم کی کھجوروں کو پیوند کرنے کا واقعہ تو مشہور ہے جس میں آپ کے تجویز کردہ طریقے سے کم پھل آنے پر آپ نے فرمایا تھا "انتم اعلم بامور دنیا کم" یعنی اپنے دنیاوی امور کو تم بہتر سمجھتے ہو اس کی صحیح وضاحت نہ ہونے کے سبب قارئین اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ اگر اس فرمان نبوی ﷺ کا یہ مفہوم لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ادا شدہ الفاظ خلاف واقع تھے ورنہ نقصان نہ ہوتا اور آپ ﷺ دنیاوی امور سے کامل آگاہی نہیں رکھتے۔ بلکہ امت زیادہ آگاہ ہو سکتی ہے یہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے ایسا ممکن نہیں ورنہ زبان مصطفوی ﷺ پر اعتماد ختم ہو جائے گا حالانکہ اسلام کی تمام تعلیمات بلکہ جمیعت قرآن کی بنیاد بھی اسی پر ہے خود رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے "میری زبان سے حق کے سوا کچھ صادر ہو ہی نہیں سکتا" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے میں رسول اللہ ﷺ کی ہر بات نوٹ کر لیا کرتا کچھ قریشی لوگوں نے مجھے یہ کہتے ہوئے اس سے منع کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی انسان ہیں کبھی حالت غضب میں ہوتے ہیں [illegible] میں، میں نے متاثر ہو کر ارشادات عالیہ کو نوٹ کرنا چھوڑ دیا آپ علیہ السلام کے پوچھنے پر میں نے ماجرا عرض کیا تو فرمایا لکھا کرو،

Marfat.com

قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے میرے منہ سے حق ہی صادر ہوتا ہے (سنن ابی داؤد حدیث ۳۶۴۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے ساتھ مزاح بھی تو فرماتے ہیں؟ فرمایا اس صورت میں بھی میں حق ہی کہتا ہوں۔ (سنن ترمذی حدیث ۲۰۵۸)

چونکہ ان ارشادات نبویہ اور مذکورہ فرمان میں تعارض تھا اس لئے محدثین اور اہل سیر نے اس کا مفہوم کچھ یوں بیان کیا ہے کہ تعارض نہ رہے ان میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

ا۔ حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کا ظن بالکل درست تھا اگر صحابہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے پیوند کاری کا تکلف نہ کرنا پڑتا اگر سال دو سال صبر سے کام لیتے تو پھل پہلے سے زیادہ ہو جاتا۔

رہا اس پھل کا کم ہو جانا تو وہ معمول و عادت کے مطابق بھی ہو سکتا ہے نہ کہ فرمان نبوی کی وجہ سے (شرح شفاء، جلد ا، ص ۳۳۸)

اس مفہوم پر محدثین نے متعدد احادیث بطور تائید ذکر کیں ہیں مثلاً مسند احمد میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ ایسی دعوت میں شریک ہوئے جہاں آپ کے لئے بکری بھنی گئی تھی فرمایا دستی لاؤ! پیش کی گئی آپ نے کچھ تناول فرما کر اسے تقسیم فرما دیا فرمایا: دستی لاؤ، پیش کی گئی اسی طرح آپ نے کچھ تناول فرما کر تقسیم فرما دی تیسری دفعہ دستی لانے کا فرمایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کی دستیاں دو ہی ہوتی ہیں۔ فرمایا: اگر تم خاموش رہتے اور میرے کہنے کے مطابق دستی لاتے رہتے تو کبھی ختم نہ ہوتیں۔ محدثین فرماتے ہیں یہ جاننے کے باوجود کہ بکری کی دستیاں دو ہی ہوتی ہیں مگر تیسری کے بارے میں فرمایا تاکہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالی کے ہاں حضور ﷺ کا کتنا بلند مقام ہے لیکن جب لانے والے خاموش نہ رہے تو اظہار معجزہ نہ ہوا کیونکہ اس کے لئے تسلیم کامل ہونا ضروری تھا (شرح المواہب للزرقانی جلد ۴، ص ۳۲۸) یہاں بھی آپ علیہ السلام کھجور کے بارے میں خوب جانتے تھے اگر صحابہ صبر سے کام لیتے تو آئندہ سالوں میں کمی نہ آتی۔

Marfat.com

۲۔ شیخ محمد سنوسی کہتے ہیں آپ علیہ السلام کا مقصود انہیں تعلیم دینا تھا کہ ہر وقت اسباب کی طرف ہی نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ بعض اوقات ان سے بالاتر ہو کر اپنے خالق پر کامل بھروسہ اور اعتماد ہونا چاہیے صحابہ اس طرح متوجہ نہ ہو سکے اگر وہ عمل پیرا ہو جاتے تو پھل میں اضافہ ہی ہوتا کیونکہ آپ ان معاملات کو ان سے کہیں زیادہ جاننے والے ہیں۔ (نسیم الریاض جلد ۳، ص ۲۲۳) حضرت ملا علی قاری اور امام خفاجی نے اس توجیہہ کو نہایت ہی خوبصورت اور لطیف قرار دیا ہے۔

۳۔ آپ ے نے یہ جملہ "انتم اعلم بامور دنیاکم" بطور تواضع ارشاد فرمایا امام شہاب الدین خفاجی اسی توجیہہ کو سامنے لاتے ہوئے لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام کائنات سے بڑھ کر عقل و دانش عطا فرمائی ہے اسی طرح اس نے آپ کو موجودات کے اسرار و رموز سے بھی آگاہ فرما رکھا ہے خواہ وہ نقصان دہ ہیں یا نافع، وہ مذموم ہیں یا ممدوح، اس شان کا تقاضا یہ ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ ﷺ دنیاوی امور بھی تمام لوگوں سے بڑھ کر جاننے والے ہیں رہا "انتم اعلم بامور دنیاکم" کا معاملہ تو اس سے آپ کا مقصد بطور تواضع صحابہ کے دلوں کو پریشان نہ کرنا اور اپنی ذات اقدس کی مدح نہ کرنا ہے نہ یہ کہ آپ دنیوی امور سے آگاہ نہ تھے۔ (نسیم الریاض جلد ۴، ص ۲۶۰)

۴۔ بعض محدثین نے لکھا یہ جملہ بطور ناراضگی و توبیخ ہے جب انہوں نے اس پر عمل نہ کیا حالانکہ اس میں ان کی بہتری تھی اور تا قیامت پیوند جیسے عمل کی ضرورت نہ رہتی تو آپ نے فرمایا تم جانو اور تمہاری دنیا جانے (شرح شفاء، جلد ۱، ص ۲۰۷) اس میں دنیاکم (تمہاری دنیا) کا لفظ بھی اسی کی تائید کر رہا ہے ورنہ آپ فقط لفظ دنیا فرما دیتے اس پر علماء نے محاورات عرب بھی پیش کئے ہیں مثلاً والد بیٹے کی بہتری کے لئے کوئی کام کہے اور وہ قبول نہ کرے تو کہا جاتا ہے "انت اعلم" اس کا مفہوم لغت عرب میں ہے "انت و شانک" (تو جان، تیرا کام جانے) یاد رہے مسند احمد میں اس روایت کے الفاظ "فشانکم بہ" کے ہیں یعنی تم جانو اور تمہاری دنیا جانے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر ولی کسی خاتون کا نکاح کروانے کے بعد اسے اطلاع دے اور وہ آگے سے کہے "انت اعلم" تو یہ اس کی رضا نہیں بلکہ ناراضگی کا اظہار ہوگا۔ (فتاوی ظہیریہ، فتاوی عالمگیری، کتاب النکاح) فتاوی قاضی خان میں امام ابو یوسف کا یہ فتویٰ موجود ہے اگر کسی غلام نے اپنے مالک سے اجازت نکاح چاہی تو اس نے جواباً کہا "انت اعلم" تو یہ اجازت و رضا نہ ہوگی

Marfat.com

بلکہ یہ ناراضگی ہے اسی طرح آپ ﷺ کے یہ الفاظ گرامی بھی بطور ناراضگی ہیں نہ کہ عدم علم کا اظہار ہے شیخ کمال الدین بن ابی شریف اور علامہ نبہانی نے اسے زجر قرار دینے کی توجیہہ یوں لکھی کہ جب دینی معاملات (جو اہم ہیں) تمہیں میرے بغیر سمجھ نہیں آسکتے تو دنیاوی امور (جو حقیر ہیں) وہ تمہیں میری رہنمائی کے بغیر کیسے سمجھ آجائیں گے لہذا آپ نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ تم جانو اور تمہاری دنیا جانے ہمارے ہاں بھی یہ محاورہ معروف ومشہور ہے تم جانو اور تمہارا کام جانے اور اسے ناراضگی پر ہی محمول کیا جاتا ہے نہ کہ کہنے والے کے عدم علم پر۔

۵۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اس فرمان مبارک کے تحت لکھا کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ کہ آپ کی توجہ کا مرکز یہ دنیاوی امور نہیں بلکہ اخروری امور ہیں ورنہ آپ ﷺ تمام کائنات سے بڑھ کر تمام امور کا علم رکھتے ہیں خواہ ان کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے۔

شیخ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ یعنی مرا کارے والتفات بداں نیست والا آنحضرت ﷺ دانااست از همه در همه کار هائے دنیا و آخرت (اشعۃ اللمعات جلد ا، ص ۴۲۹)

۶۔ امام جلال الدین سیوطی اور امام عبدالوہاب شعرانی نے فرمایا چونکہ آپ کے علم کی تکمیل تدریجاً ہوئی تو بعض اوقات مشاہدہ ذات حق میں استغراق کی وجہ سے امور دنیاوی کی طرف توجہ نہ رہتی یہ موقعہ بھی انہیں میں سے ہے بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس حجاب کو ختم فرمادیا۔ (الیواقیت والجواہر ا، ۳۳۳)

۷۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں بھی آپ ﷺ کی اتباع واطاعت کا حکم دیا ہے وہاں ایک مقام پر بھی دینی اور دینوی امور کی تقسیم نہیں کی بلکہ کچھ لوگوں نے دنیاوی امور میں اتباع سے گریز کیا تو اس پر زجر وتوبیخ کا نزول ہوا مثلاً حضرت زینب بن جحش نے جب حضرت زید سے نکاح سے انکار کیا تو آیت مبارکہ نازل ہوئی "جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دیں تو کسی مومن مرد اور عورت کو اسے مسترد کرنے کا اختیار نہیں رہ جاتا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ سخت گمراہی میں چلا گیا۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۶) جس معاملہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منافق کی گردن اڑائی تھی وہ بھی نماز روزہ کا مسئلہ نہ تھا بلکہ دنیاوی معاملہ تھا جب لوگوں نے اس پر شور کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ

Marfat.com

حکم نازل فرمایا تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپ ﷺ کا حکم نہ مانیں اور آپ ﷺ کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم نہ کرلیں (سورۃ النساء آیت ۶۵)

اگر نبی دنیاوی امور میں امت سے زیادہ علم نہیں رکھتے تو پھر ان میں اتباع و اطاعت کا حکم ہی لایعنی ہو کر رہ جاتا ہے تو اصول کے مطابق مذکورہ حدیث کی ایسی توجیہہ کرنا ضروری ہے جو قرآن کے مطابق ہو ورنہ خبر واحد ہے قرآن کے مقابل ترک کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ اسلام کا مطالعہ رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ آپ ﷺ نے امور دنیا کے حوالے سے کس قدر تعلیمات عطا کی ہیں دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں تعلیمات نبویہ موجود نہ ہوں خواہ وہ زراعت ہے یا تجارت، صنعت ہے یا حرفت، سیاست ہے یا معیشت، قاضی عیاض لکھتے ہیں آپ ﷺ سے امور دنیا، مصالح دنیا اور اہل دنیا کے حوالے سے جس قدر تواتر سے منقول ہے وہ عقول بشری سے ماوراء ہے۔ (الشفاء جلد ۱ ص ۸۷۳) امام زرقانی شرح میں اس کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر امانت عظمیٰ عطا فرمائی ہے تاکہ آپ ان کی اصلاح فرمائیں اور انہیں اپنی اطاعت کی دعوت دیں تو اب اس کا لازمی تقاضا یہ تھا کہ آپ کو لوگوں کے جمیع احوال سے آگاہی عطا فرمائی جائے خواہ ان کا تعلق دنیا سے ہو یا دین سے تاکہ منصب کی تکمیل اور اس میں کامیابی حاصل ہو البتہ اگر شاذ و نادر کسی معاملہ کی طرف توجہ نہ گئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ بیک وقت سربراہ مملکت بھی ہیں قاضی بھی اور مفتی بھی (زرقانی جلد ۴، ص ۲۶۱)

۹۔ ہمیں اس پر بھی غور کرنا چاہیے کیا اس فرمان نبوی "انتم اعلم بامور دنیاکم" کے بعد کسی صحابی یا تابعی سے یہ ملتا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے اقوال کی یہ تقسیم کی ہو کہ یہ دین سے متعلق ہے اس پر عمل کریں گے اور یہ دنیا سے متعلق ہے اور اس پر عمل کی ضرورت نہیں بلکہ ان کی محبت کا عالم تو یہ ہے کہ اگر کوئی آپ کی پسند پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتا تو اس سے ناراضگی اختیار کرتے خواہ، وہ اولاد ہی کیوں نہ ہوتی۔

۱۰۔ زراعت کے حوالے سے یہاں ان احادیث مبارکہ کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے جن میں واضح طور پر صحابہ نے کہا کہ ہمیں بے شک پہلے بھی اس سے نفع اور فائدہ ہوتا تھا مگر جب ہم نے حضور

Marfat.com

ﷺ کی ہدایت پر عمل کیا تو کہیں زیادہ بہتر نتائج سامنے آئے مثلاً حضرت رافع بن خدیج ؓ اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے معاملے سے روک دیا جو ہمارے لیے آسان ومفید تھا آپ نے مجھے بلا کر پوچھا کھیتیوں کا معاملہ کیسے کرتے ہو؟ عرض کیا ہم چوتھائی پیداوار کے عوض کھیتیوں کو اجارہ پر دیتے ہیں فرمایا ایسا مت کرو خود کاشت کرو یا دوسرے کو بلا اجرت کاشت کرنے کے لئے دو میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہی حق ہے اور آپ کا حکم ہماری سر آنکھوں پر (بخاری جلد ا ص ۳۱۵)

نسائی کی روایت کے الفاظ ہیں ہمارا عمل نافع تھا مگر آپ کا حکم انفع (زیادہ نفع دینے والا) ٹھہرا (سنن نسائی جلد ۲ ص ۱۴۱) اگر آدمی کتب حدیث میں ابواب زراعت کا ہی مطالعہ کرے تو محسوس کرے گا کہ حضور ﷺ زراعت کے معاملہ میں بھی ساری کائنات کے سب سے بڑے ماہر تھے

۱۱۔ یاد رہے ایک سعودی نامور عالم دین الشیخ عبدالبدیع حمزہ نے اس مذکورہ حدیث کے تمام پہلوؤں پر 120 صفحات پر مشتمل کتاب ''معجزات نبویہ نلمسها من لمعات مضية على احاديث ء ایقاف تابیر الخنیل ''لکھی جس میں انہوں نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔

۱۲۔ اور آخری گزارش یہ ہے کہ بھلا کوئی بھی معقول آدمی کسی ایسے معاملہ میں دخل اندازی کرتا ہے جس کا اُسے علم نہ ہو اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسے بہت ہی معیوب ونامعقول سمجھا جاتا ہے اور اس کائنات میں آپ ﷺ سے بڑھ کر صاحب فہم وذکا کون ہے؟ اگر آپ اس معاملہ کو جانتے نہ تھے تو آپ ﷺ دخل اندازی کیوں فرماتے؟ آپ کا رہنمائی فرمانا بتا رہا ہے کہ آپ اس سے آگاہ تھے۔

اس مفصل گفتگو کے بعد امید ہے کہ اس حدیث مبارکہ کے حوالے سے پیدا کی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

صحابہ اور علمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تالیف

مُفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور
جامعہ اسلامیہ لاہور 1 - میاں دسٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
0300,4407048/042,5300353

Marfat.com

Marfat.com

اِنتساب

صاحبُ سِرِّ النّبیؐ

حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم

کے راز دان صحابی

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

جنہیں رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم

نے منافقین کے بارے میں علم عطا فرمایا۔

محمّد خان قادری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

بڑے دکھ کی بات ہے اس امت میں افتراق و انتشار کم ہونے کے بجائے دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس امت میں شدید اختلاف پیدا ہو چکا ہے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو زیر بحث لایا اس بارے میں کوئی کہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، کوئی کہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال کے بعد امت سے کوئی تعلق نہیں رہا، کوئی کہتا ہے آپ صرف مذہبی معاملات کے ماہر تھے دنیاوی معاملات آپ کے بس کی بات نہیں، یعنی دنیاوی معاملات میں دوسرے لوگ آپ سے آگے بڑھ سکتے ہیں اور اس سے آپ کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اور کوئی یہاں تک جا پہنچتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنے حسن خاتمہ کا بھی علم نہیں، قرآن (جو تمام علوم کی جامع کتاب ہے) اسے آپ کے سینہ اقدس پر نازل فرمایا اس کے تعلیم و تشریح تمام خود عطا فرمائی ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ — رحمٰن نے خود آپ کو قرآن کی تعلیم دی۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا — اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے

اس کے بعد آپ کی ذاتِ گرامی کے بارے میں یہ پست خیال ہرگز مناسب نہیں ہاں اتنی بات کہنا ایمان کا حصہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالےٰ کے علم کے برابر نہیں، آپ کا علم ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی عطا ہے جب وہ خود اپنی عطا کو کثیر فرما رہا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ — ہم نے آپ کو ہر چیز ہر ایک سے بڑھ کر عطا فرمائی ہے۔

تو ہمیں اسے قلیل نہیں کہنا چاہیئے بلکہ اسے کائنات کی ہر شئی سے بڑھ کر کثیر سمجھنا چاہیئے اس مقالہ میں ہم نے صحابہ کرام سے کچھ روایات جمع کی ہیں جن سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ان لوگوں کی اس بارے میں کیا رائے تھی؛ تاکہ ہم بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرلیں۔ بندہ کے مطالعہ میں یہ چیز نہیں آئی کہ صحابہ کرام یہ کہتے ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں کا علم نہیں اور فلاں کا ہے وہ تو ہر معاملہ میں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں اللہ ورسولہ اعلم (اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں) ہاں منافقین کا وطیرہ سامنے آتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ علمی پر زبان طعن دراز کرتے تھے یہ آسمانوں کی خبر تو

Marfat.com

دیتا ہے مگر اپنی گمشدہ اونٹنی کے بارے میں جانتا نہیں جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لا کر فرماتے مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھ لو میں اس مقام پر کھڑے کھڑے سب کچھ بتاؤں گا، صحابہ زار و قطار رونے اور عرض کرتے یا رسول اللہ ان گھٹیا حرکت کرنے والوں کی وجہ سے آپ پریشان نہ ہوں ہم آپ کی علمی شان اور مقام کو تسلیم کرتے ہیں خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کرتے۔

رضیت باللہ ربًا و بالاسلام دینًا و بمحمد رسولاً و بالقرآن امامًا	ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین، حضرت محمد کے رسول اور قرآن کے رہنما ہوتے پر مطمئن ہیں۔

ہمیں چاہیئے ان معاملات میں نہایت محتاط رہیں کیونکہ اللہ تعالے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس کا معاملہ نہایت ہی نازک ہے۔ اللہ تعالے سے دعا ہے اس مقالہ کو ہمارے لئے مفید بنائے اور امت کے انتشار میں کمی کا باعث ہو۔

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

بروز منگل ۸ محرم الحرام ۱۴۱۹

۵ مئی ۱۹۹۸

Marfat.com

Marfat.com

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی شانِ علمی بیان کیا کرتے

Marfat.com

Marfat.com

جس طرح تمام مخلوق کا علم باری تعالٰی کے علم کی نسبت ایک قطرہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح اللہ تعالٰی کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت تمام مخلوق کا علم قطرہ کی حیثیت نہیں رکھتا، اللہ تعالٰی نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جن علوم و معارف سے نوازا ہے۔ صحابہ کرام ہمیشہ ان کا تذکرہ کر کے لوگوں کو اس سے آگاہ کرتے تاکہ امتیوں کے اذہان میں یہ بات واضح رہے کہ اللہ تعالٰی نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر علم سے نوازا رکھا ہے۔

آیئے ہم بھی ان میں سے چند تذکروں کا مطالعہ کرتے ہیں

۱۔ میں نے زمین و آسمان کی ہر شے کو جان اور پہچان لیا ہے

حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھانے کے لیے تاخیر سے تشریف لائے، نماز پڑھائی اور فرمایا تم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ میں تاخیر سے آنے کی وجہ بیان کرنا چاہتا ہوں، فرمایا میں رات کو اٹھا، اللہ تعالٰی کی توفیق سے نوافل پڑھے، دوران نماز مجھے نیند نے آلیا۔

Marfat.com

فاذا انا بربی عزوجل — تو میں نے نہایت ہی حسین
فی احسن صورۃ — صورت میں اپنے رب کا دیدار کیا۔

اللہ رب العزت نے فرمایا، اے محمد بتاؤ آسمانی فرشتے کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا، اے میرے رب میں نہیں جانتا، اللہ رب العزت نے کرم فرمایا۔

فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی — میرے دونوں کاندھوں کے
حتی وجدت برد انامله — درمیان اپنا مبارک دست قدرت
بلین صدری — رکھا حتی کہ میں نے اپنے سینے
میں ٹھنڈک پائی۔

اس کے بعد میری کیفیت تھی۔

فتجلی لی کل شئ وعرفت — مجھ پر ہر شے روشن ہو گئی اور میں
(مسند احمد، ۵: ۲۴۳) — نے اسے پہچان لیا۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فعلمت ما فی السموات — میں نے ہر شے کو جان لیا جو آسمانوں
والارض — اور زمین میں ہے۔

۲- دنیا و آخرت کے تمام امور سے مجھے آگاہ کر دیا گیا ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی آپ تشریف فرما رہے حتی کہ نماز چاشت ادا فرمائی، اس سے بعد آپ نے تبسم فرمایا پھر آپ تشریف فرما رہے حتی کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ادا فرمائی، کسی کے ساتھ کوئی گفتگو بھی نہ فرمائی

85170

Marfat.com

عشاء کے بعد آپ گھر کی طرف چلے تو میں نے عرض کیا آج کیا معاملہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عرض علی ما ھو کائن من امر الدنیا و امر الاخرۃ	دنیا و آخرت میں ہونے والے تمام امور سے مجھے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

(مسند احمد۔ ۱، ۴۰۱)

۳۔ ابتدائے خلق سے لے کر دخول جنت تک :۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آپ کے علم مبارک کے بارے میں بتایا کرتے تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ و نسیہ من نسیہ	اور ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے تک آگاہ فرما دیا۔ اسے یاد رہا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جس نے بھلا دیا۔

(البخاری، ۱ = ۴۵۳)

امام طیبی اس کے تحت فرماتے ہیں۔

دل ذٰلِکَ اِنَّہ اخبر عن جمیع احوال المخلوقات (حاشیہ البخاری، ۱: ۴۵۳)	یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ آپ نے تمام مخلوقات کے احوال سے صحابہ کو آگاہ کر دیا تھا۔

Marfat.com

۴۔ عالم ما کان وما یکون

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ آپ کے مرتبہ علمی کا تذکرہ یوں کیا کرتے تھے،

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے ظہر تک آپ نے خطبہ دیا پھر ظہر کی نماز کے بعد عصر تک خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر اتر کر آپ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔

فاخبرنا بما کان وبما هو كائن فاعلمنا احفظنا (المسلم، ۲-۳۹)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ کے ذریعے ہمیں ہر اس شے سے آگاہ فرمایا دیا جو ہو چکی تھی یا ہونے والی ہے پس ہم میں سے اس نے زیادہ محفوظ کر لیا جو زیادہ عالم تھا۔

۵۔ ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نہایت ہی محبت کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقدس فرمان اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کو سنایا کرتے۔

ان اللہ ذوی لی الارض حتیٰ رایت مشارقھا ومغاربھا (المسلم، ۲: ۳۹)

اللہ تعالےٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا حتیٰ کہ میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو جان لیا۔

Marfat.com

امام طبرانی نے معجم کبیر، امام نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور امام ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا الی ماھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ جلیانا من اللہ جلاہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین من قبلہ
(انباء المصطفیٰ، ۷)

بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے میرے سامنے دنیا رکھدی تو میں اسے اور اس میں تا قیامت ہونے والے سب واقعات کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے روشن کی تھی۔

۶- قیامت تک کے معاملات کو میں ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ علم پر گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ذکر کیا۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر

اللہ تعالےٰ نے میرے لئے دنیا اس طرح آشکار کر دی کہ اس کے تمام گوشے سامنے آگئے تو میں اسے اور اس میں تا قیامت

Marfat.com

الی کفی ھذہ — ہونے والے واقعات کو اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

امام زرقانی نے مع شرح اس حدیث کو ان الفاظ میں ذکر کیا۔

— انہ نظر حقیقۃ — یہ بھی واضح ہے کہ یہ حقیقۃ دیکھنا

دفع بہ احتمال انہ — ہے، محض علمی طور پر دیکھنے کا

اراید بالنظر العلم — احتمال ختم ہو گیا۔

(المواہب اللدنیہ مع زرقانی، ۷، ۲۰۴)

۷۔ جو چاہو مجھ سے پوچھو

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی اشیاء کے بارے میں سوالات کئے گئے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ فرماتے تھے۔ جب یہ معاملہ بڑھ گیا تو آپ ناراض ہوئے اور

ثم قال للناس سلونی عما شئتم — پھر لوگوں سے فرمایا جو چاہو مجھ سے پوچھو۔

ایک آدمی نے پوچھا میرا والد کون ہے؟ فرمایا

ابوك حذافۃ — تیرا والد حذافہ ہی ہے۔

دوسرے نے کھڑے ہو کر یہی سوال کیا تو فرمایا۔

ابوك سالم مولی شیبۃ — تیرا والد سالم شیبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ ناراضگی دیکھی تو عرض کیا یارسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم

انا نتوب الی اللہ عزوجل — ہم اللہ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ سوالات سے توبہ کرتے ہیں۔

(البخاری ۲، ۱ = ۱۹)

۸۔ ہر سوال کا جواب لے لو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ایک ایسی مجلس کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے فائدہ اور ناپسندیدہ سوالات کثرت کے ساتھ کیئے تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور یہ اعلان فرمایا۔

لا تسألونی عن شئی الا بینت لکم — تم مجھ سے جس شے کے بارے میں پوچھو گے میں اسے بیان کر دوں گا۔

ایک ایسا آدمی اٹھا جس کے نسب پر لوگ طعن کیا کرتے تھے۔

یا نبی اللہ من ابی قال ابوک حذافہ — اے اللہ کے نبی میرا والد کون ہے؟ فرمایا تیرا والد حذافہ ہی ہے۔

(المسلم ، ۲ = ۲۶۳)

یعنی لوگ غلط کہتے ہیں۔ تیرا نسب صحیح ہے۔ بخاری [illegible] کی روایت کے الفاظ ہیں۔

ثم اکثر ان یقول سلونی فبرك عمر — پھر آپ نے بار بار فرمایا مجھ سے پوچھو مجھ سے پوچھو

Marfat.com

علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ثلثا فسکت

البخاری (۱/۲۰)

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر معافی مانگتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالے کے رب، اسلام کے دین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ یہ تین دفعہ انہوں نے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔

بخاری کے "باب وقت الظہر عند الزوال" میں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ آپ ظہر پڑھا کر منبر پر تشریف فرما ہوئے، قیامت کا تذکرہ کیا اور فرمایا۔

من احب ان یسأل عن شئ فلیسأل فلا تسألونی عن شئ الا اخبرتکم ما دمت فی مقامی ھذا

جو کوئی کسی شے کے بارے میں مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے پوچھے میں اسی مقام پر کھڑے تمہارے ہر سوال کا جواب دونگا

اس پر صحابہ نے رونا شروع کر دیا آپ بار بار فرماتے رہے پوچھ لو پوچھ لو جو پوچھنا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر معافی مانگنے لگے اور عرض کیا۔

رضینا باللہ ربًا و بالاسلام دینًا و بمحمد نبیا

ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد کے نبی ہونے

Marfat.com

پر مطمئن ہیں۔ (البخاری ۱: ۷۷)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے۔

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اشیاء کرھھا فلما اکثروا علیہ المسألۃ غضب فقال سلونی فقام رجل فقال یا رسول اللہ من ابی قال ابوک حذافہ ثم قام اخر فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابی فقال ابوک سالم مولی شیبۃ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ایسی اشیاء کے بارے میں سوال کیا گیا جنہیں آپ نے ناپسند فرمایا، جب بار بار سوال ہوتے تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ میرا والد کون ہے؟ فرمایا تیرا والد حذافہ ہے۔ پھر ایک اور آدمی اٹھا اور کہا میرا والد کون ہے؟ فرمایا تیرا والد سالم مولیٰ شیبہ ہے

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی کیفیت دیکھی تو عرض کرنے لگے۔

انا نتوب الی اللہ	ہم اللہ تعالے سے معافی مانگتے ہیں۔

(البخاری ۲۷: ۱۰۸۳)

ایک مجلس کا منظر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں بھی سنیئے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے، ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، قیامت کا اور اس سے پہلے منصہ شہود پر آنے والے بڑے بڑے واقعات کا تذکرہ فرمایا پھر فرمایا۔

من احب ان یسأل	جو کسی بھی شئی کے بارے
عن شئی فلیسأل عنه	میں مجھ سے پوچھنا چاہے
فواللہ لا تسألونی عن	پوچھ لے۔ اللہ کی قسم تم جو
شئی الا اخبرتکم به	بھی مجھ سے پوچھو گے میں
ما دمت فی مقامی هذا	اسی مقام پر اس کے بارے
	تمہیں بتاؤں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ناراضگی کی حالت میں آپ نے یہ کلمہ کہا۔

فاکثر الناس البکاء	تو تمام صحابہ زار و قطار رو
واکثر رسول اللہ صلی	پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیه وسلم ان یقول	بار بار یہ فرما رہے تھے۔ پوچھو
سلونی	مجھ سے جو پوچھنا ہے۔

اس پر ایک آدمی اٹھا اور اس نے سوال کیا۔

این مدخلی	میرا ٹھکانہ کون سا ہے؟

آپ نے فرمایا۔

النار	تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

پھر عبداللہ بن حذافہ اٹھے اور عرض کیا۔

Marfat.com

من ابی یا رسول اللہ — اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کون ہیں؟

فرمایا۔

ابوک حذافہ — تیرے والد حذافہ ہی ہیں۔

اس کے بعد بھی۔

اکثر ان یقول سلونی — بار بار آپ نے فرمایا مجھ سلونی — سے پوچھو جو پوچھنا ہے۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔

رضینا باللہ ربًا و بالاسلام دینًا و بمحمد رسولاً (البخاری ۲: ۱۰۸۳) — ہم اللہ تعالیٰ کے رب، اسلام کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر نہایت ہی خوش و مطمئن ہیں۔

میرے دائیں بائیں تمام صحابہ رو رہے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس مجلس کا منظر کچھ اس طرح بھی بیان ہوا ہے۔

سأل الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احفوہ بالمسألۃ فصعد المنبر ذات یوم فقال — لوگوں نے بہت سے سوالات کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کر دیا تو آپ ایک دن منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور فرمایا مجھ سے پوچھو جو پوچھو

Marfat.com

لا تسألونی عن شئ الا — گے میں اسے بیان کروں گا۔

بینتہ لکم

صحابہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی یہ کیفیت دیکھی

فجعلت انظر یمینا — تو میں نے دیکھا میرے

وشمالا فاذا کل انسان — دائیں بائیں ہر آدمی کپڑے

لاو راسہ فی ثوبہ — میں سر ڈھانپے رو رہا تھا۔

یبکی۔

ایک ایسا آدمی اٹھا جس کے والد کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف تھا اس نے پوچھا میرا والد کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا والد حذافہ ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معافی مانگتے ہوئے عرض کیا۔

رضینا باللہ ربا وبالاسلام — ہم اللہ کے رب، اسلام کے

دینا وبمحمد رسولا — دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

نعوذ باللہ من شر — رسول ہونے پر خوش ہیں، ہم

الفتن — فتنوں کے شر سے اللہ تعالی

(مسند احمد، ۴=۱۸) — کی پناہ مانگتے ہیں

امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے "یایھا الذین امنوا لا تسألوا عن اشیاء" کی تفسیر میں امام سدی سے یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں۔

فقام الیہ عمر فقبل — اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے

رجلیہ وقال یارسول — آپ کے مقدس قدموں پر بوسہ

Marfat.com

اللہ رضینا باللہ ربا وبک نبیا و بالقران اما ما فاعف عنا عفا اللہ عنک فلم یزل بہ حتی رضی

(جامع البیان، ۵ : ۱۱۰)

دیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم اللہ کے رب، آپ کے نبی، قرآن کے رہنما ہونے پر نہایت ہی خوش ہیں۔ ہم سے درگزر فرمائیے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ وہ بار بار یہی کلمات کہتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے۔

آپ ناراض کیوں ہوتے تھے؟

یہاں یہ بات ذہن میں پیدا ہوتی ہے کہ آخر اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کن سوالات پر اور کن کے سوالات پر ناراض ہوتے، کیا یہ سوالات آپ کے غلاموں کی طرف سے تھے یا مخالفین کی طرف سے تو واضح رہنا چاہیئے۔ یہ سوالات ان مخالفین کی طرف سے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کا مذاق اڑاتے اور اس پر طعن کرتے تھے۔

منافقین کے سوالات کا نمونہ

ہم یہاں ان سوالات کا بطور نمونہ ذکر بھی کئے دیتے ہیں۔ جو منافقین اور دشمنانِ اسلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک پر طعن کرتے ہوئے

Marfat.com

کرتے تھے۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

کان قوم یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استھزاءً فیقول الرجل من ابی ویقول الرجل تضل ناقتہ این ناقتی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرتے ہوئے کچھ لوگ سوال کرتے کوئی پوچھتا میرا والد کون ہے؟ کسی کی اونٹنی گم ہو جاتی تو پوچھتا بتاؤ میری اونٹنی کہاں ہے۔

(البخاری، ۲ = ۶۶۵)

۲۔ یہ آسمانی خبریں تو دیتا ہے مگر اپنی اونٹنی کے بارے نہیں جانتا

غزوہ تبوک کے سفر کے دوران ایک مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی، صحابہ اس کی تلاش میں نکلے، وہاں ایک شخص زید بن لصیت تھا جو پہلے یہودی تھا بظاہر اسلام لایا مگر منافق تھا، اس نے یہ کہنا شروع کر دیا۔

محمد یزعم انہ نبی وھو یخبرکم عن خبر السماء وھو لایدری این ناقتہ؟	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے میں نبی ہوں اور وہ تمہیں آسمانی خبریں دیتا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق یہ کہہ رہا ہے۔

انی واللہ لا اعلم الا ما	اللہ کی قسم میں وہی جانتا ہوں

Marfat.com

علمنی اللہ تعالیٰ — جو مجھے اللہ بتاتا ہے۔

اور میرے رب نے مجھے اونٹنی کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے اور اس کی نکیل درخت میں پھنس گئی ہے، صحابہ کو بھیجا اور وہ وہاں سے آپ کی سواری لے آئے

(سبل الہدیٰ، ۵ : ۴۴۹)

امام ابن جریر طبریؒ یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاءَ کے تحت لکھتے ہیں۔

ان هذه الآية انزلت	یہ آیت مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ
علی رسول اللہ صلی اللہ	علیہ وسلم پر ان مسائل کے سبب
علیہ وسلم بسبب مسائل	نازل کی گئی جو آپ سے کیے جاتے
کان یسألها ایاه اقوام	بعض سوالات بطور امتحان اور
امتحاناً له احیاناً واستهزاءً	بعض بطور مذاق و تمسخر تھے مثلاً
احیاناً فیقول له بعضهم	میرا والد کون ہے؟ اونٹنی گم ہو
من ابی؟ و یقول له بعضهم	گئی ہے بتاؤ وہ کہاں ہے؟
اذا ضلت ناقته این ناقتی؟	

(جامع البیان، ۵ : ۱۰۷)

امام بدر الدین عینی شیخ مہلب کے حوالے سے آپ کے خطبہ مبارک ارشاد فرمانے اور ناراض ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔

لانه بلغه ان قوماً من	کچھ منافقین نے آپ سے سوالات
المنافقین فیسألون منه	کیے اور کہا یہ ہمارے سوالات

Marfat.com

ويعجزونه عن بعض	کا جواب دینے سے عاجز ہیں
ما يسألونه فتغيظ و	اس پر آپ ناراض ہوئے اور
قال لا تسألون عن	بر سر منبر آکر فرمایا پوچھو جو پوچھو
شئ الا اخبرتكم به	گے میں اس کا جواب دوں گا

(عمدۃ القاری، ۵ = ۲۷)

مسلمانوں کے بارے میں تو آپ نے پڑھا وہ زار و قطار رو دیئے کہ ہمارے پیارے آقا کو ان منافق لوگوں نے پریشان کر رکھا ہے۔ کہیں آپ کی ناراضگی کی وجہ سے عذاب الٰہی ہی نہ آجائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کیفیت اور الفاظ پر بھی غور کر لیجئے وہ کس طرح معافی کے خواستگار ہیں، ان کے کلمات بھی بتا رہے ہیں کہ صحابہ آپ سے ایسے سوالات کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے بعد آپ ہی کا مقام اور درجہ مان رکھا ہے۔ فاروق اعظم کے یہ الفاظ "ہم نے آپ کو نبی تسلیم کر رکھا ہے" آگاہ کر رہے ہیں وہی شخص آپ کو نبی و رسول مانتا ہے جس نے آپ کے علمی مقام کو تسلیم کر لیا جو آپ کے علم مبارک پر طعن کرتا ہے یا اسے دوسروں سے کم مانتا ہے۔ وہ منافق تو ہو سکتا ہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

۹- کل فلاں کافر اس جگہ پر مرے گا

غزوہ بدر کے موقع پر اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ میں ان مقامات پر اپنے مبارک ہاتھوں سے نشان لگا دیئے تھے۔ جہاں جہاں کس کس کافر نے مرنا ہے۔

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا مصرع فلان ویضع یدہ علی الارض	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں کے مرنے کی جگہ ہے۔ اور دست اقدس سے نشان بھی لگایا۔

اس کے بعد ہوا یہ

فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ان میں سے ایک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کے نشان سے تھوڑا بھی دُور نہیں ہوا۔

(المسلم ۲ = ۱۰۲)

۱۰- میں ہر شے کا مشاہدہ کر رہا ہوں

بخاری میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ ایک مرتبہ سورج گرہن کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اللہ تعالے کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

ما من شئ لم اکن اریتہ الا رأیتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار	کوئی ایسی شے نہیں جسے میں اس مقام پر کھڑے ہو کر نہیں دیکھ رہا حتیٰ کہ جنت و دوزخ بھی سامنے ہیں۔

(البخاری ۱ = ۱۸)

Marfat.com

۱۱- اہل جنت اور دوزخ کے ناموں کا علم

اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل جنت و دوزخ کے تمام ناموں سے بھی آگاہ فرما دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

خرج علینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وفی
یدہ کتابان فقال اتدرون
ما ھذان الکتابان قال
قلنا لا الا ان تخبرنا یا
رسول اللہ قال للذی
فی یدہ الیمنی ھذا
کتاب من رب العالمین
تبارک وتعالیٰ باسماء
اھل الجنۃ واسماء
ابائھم وقبائلھم
ثم اجمل علی اخرھم
لا یزاد فیھم ولا
ینقص منھم ابدا
ثم قال للذی فی
یسارہ ھذا کتاب اھل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو آپ کے دستِ اقدس
میں دو کتابیں تھیں فرمایا جانتے
ہو یہ کتابیں کونسی ہیں؟ عرض
کیا ہم نہیں جانتے فرمایا سنو،
جو کتاب میرے دائیں ہاتھ
میں ہے یہ رب العالمین کی
طرف سے ہے اس میں اہلِ
جنت کے نام، ان کے قبیلہ
کے نام ہیں آخر میں ان کا ٹوٹل
دیا گیا ہے جس میں نہ کوئی اضافہ
کیا جائے گا اور نہ کمی پھر فرمایا
جو کتاب بائیں ہاتھ میں ہے
اس میں اہل نار کے نام اور
ان کے قبیلہ کا نام ہے آخر
میں ان کا ٹوٹل ہے جس میں

Marfat.com

النار باسماء هم، واسماء — نہ کوئی اضافہ کیا جا سکتا ہے
ابائهم وقبائلهم ثم — اور نہ کمی۔
اجمل علی اخرهم لا يزاد
فيهم ولا ينقص منهم
ابدا"

(مسند احمد، ۲ = ۳۵۴)

۱۴۔ تو جنتی اور تو دوزخی ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا قریش کا خاندان امن میں رہے گا حتی کہ اسے کفر کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

فقام اليه رجل فقال — ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض
یا رسول اللہ انی الجنة — کیا یا رسول اللہ میں جنتی ہوں
انا ام فی النار قال فی الجنة — یا دوزخی فرمایا جنتی ہے۔
اس پر دوسرا آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا۔
انی الجنة انا ام فی النار — کیا میں جنتی ہوں یا دوزخی
قال فی النار — فرمایا دوزخی

(مسند ابو یعلی)

۱۳۔ تین صد سے زائد فتنہ پرور لیڈروں کے نام ولدیت اور قبیلہ کی نشاندہی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تا قیامت

Marfat.com

آنے والے فتنہ پرور تین صد لیڈروں کے نام، ولدیت اور ان کے قبائل کی نشاندہی فرمادی تھی۔ فرماتے ہیں۔

واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا واللہ ما ترك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ معہ ثلاث مائۃ فصاعدا الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ (ابوداؤد، کتاب الفتن)

اللہ کی قسم میں نہیں جانتا میرے دوست بھول گئے یا بھلا دیئے گئے ہیں اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختتام دنیا تک ہر فتنہ کے سربراہ کا نام، اس کے والد کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا اور ان کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔

۱۴۔ مجھے تاقیامت فتنوں کے بارے میں آگاہ فرمایا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے۔

واللہ انی لاعلم الناس بکل فتنۃ ھی کائنۃ فیما بینی وبین الساعۃ وما بی الا ان یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسر الی فی ذلک شیئا لم یحدثہ غیری (المسلم، ۲، ۳۹۰)

اللہ کی قسم میں سب لوگوں سے ہر فتنہ کو زیادہ جانتا ہوں جو کہ میرے اور قیامت کے درمیان رونما ہونے والا ہے اور یہ کیوں؟ یہ اس لیے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راز دارانہ طور پر مجھے بتا دیا ہوا ہے جبکہ میرے سوا کسی کو نہیں بتایا۔

Marfat.com

۱۵۔ مجھے تاقیامت معاملات سے آپ نے آگاہ فرمایا

اسی صحابی سے مروی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاقیامت معاملات کے بارے میں عرض کیا آپ نے مجھے تمام سے آگاہ فرما دیا ہاں اتنا نہ پوچھ سکا کہ اہلِ مدینہ کو مدینہ سے کونسی شی نکالے گی ؟ مسلم میں الفاظ روایت ہیں۔

اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ھو کائن الی یوم القیامۃ فما منہ شئ الا وقد سألتہ عنہ الا انی لم اسألہ ما یخرج اھل المدینۃ من المدینۃ (المسلم)

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کے بارے میں آگاہ فرما دیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شی کے بارے میں سوال کیا ماسوائے اس کے کہ اہل مدینہ کو مدینہ سے کونسی شی نکالے گی

اسی صحابی سے ایک اور روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں۔

فما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدثہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ھؤلاء وانہ لیکون منہ الشئ قد نسیتہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ

جس میں تاقیامت ہونے والے معاملات کو بیان فرمایا جسے یاد رہنا تھا رہا جسے بھولنا تھا بھول گیا، میرے ساتھی جانتے ہیں جب بھی کوئی معاملہ سامنے آتا ہے میں اسی طرح پہچان لیتا ہوں جیسے کسی آدمی نے دوسرے کو دیکھا وہ غائب ہونے کے

Marfat.com

الرجل اذا غاب منه	بعد واپس آئے تو وہ اسے
ثم اذا راہ عرفہ	پہچان لیتا ہے۔

(المسلم ۲ : ۳۹)

یاد رہے اسی صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کا علم بھی عطا فرمایا۔

۱۶۔ فضاؤں میں اڑنے والے پرندوں تک کا علم ہمیں عطا فرمایا

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسقدر مستقبل کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما فی السماء طائر یطیر بجناحیہ الا ذکر لنا منہ علماً	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آسمان پر کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا اور کہا اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اسی بات کا تذکرہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں منقول ہے۔

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علماً	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور ہمیں آپ نے آسمان پر اڑنے والے پرندوں کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

Marfat.com

۱۷۔ جو کچھ فرماتے ہیں ہو کے رہتا ہے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ علمی یوں بیان کرتے ہیں۔

نبی یری مالا یری الناس حوله ۔۔۔ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشهد

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے ہیں جو دوسرے نہیں دیکھتے اور وہ ہر جگہ اللہ کی کتاب کا درس دیتے ہیں)

فان قال فی یوم مقالة غائب ۔۔۔ فتصدیقها فی ضحوة الیوم او غد

(اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غائب کے بارے میں کچھ فرمایا تو اس کا ثبوت آج یا کل اعلانیہ ہو کر رہتا ہے)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

وفینا رسول اللہ یتلو کتابه ۔۔۔ اذا انشق معروف من الصبح ساطع

(ہمارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں)

ارانا الهدی بعد العمی فقلوبنا ۔۔۔ به موقنات ان ما قال واقع

(ہمارے نابینا ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں راہ دکھائی ہمارے دل اس بات کی تصدیق کرتے ہیں جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ہو کر رہنا ہے)

۱۸۔ امت کا نیکی و بدی کے ساتھ پیش کیا جانا

مسلم، مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عرضت علی امتی ۔۔۔ میری ساری امت کو ان کے

Marfat.com

باعمالها حسنها و قبحها	نیک اور برے اعمال کے ساتھ میری بارگاہ میں پیش کر دیا گیا۔

۱۹۔ میں امت کے ہر شخص کو پہچانتا ہوں

امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور شیخ ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عرضت علی امتی البارحة لدی هذه الحجرة حتی لانا اعرف بالرجل منهم من احدکم بصاحبه	پچھلی رات میری تمام امت اس حجرہ کے پاس مجھ پر پیش کی گئی حتیٰ کہ میں ان میں سے ہر شخص کو اس سے کہیں زیادہ پہچانتا جانتا ہوں جو تم اپنے کسی دوست اور ساتھی کو جانتے ہوں

۲۰۔ آپ آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انی لانظر الی ما وراء ظهری کما انظر الی امامی	میں پیچھے کا بھی اسی طرح مشاہدہ کرتا ہوں جیسے آگے کا کرتا ہوں

Marfat.com

(سبل الہدی، ۲: ۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو میں تمہارا امام ہوں، رکوع اور سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔

فانی اراکم امامی ومن خلفی (المسلم، کتاب الصلوٰۃ)

میں آگے اور پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔

۲-آپ پر ہمارا رکوع وخشوع مخفی نہ تھا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرا چہرہ قبلہ کی طرف دیکھتے ہو۔

فواللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم انی لاراکم من وراء ظهری (البخاری، باب الخشوع فی الصلاۃ)

اللہ کی قسم مجھ پر تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع پوشیدہ نہیں اور میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

۳-رات کی تاریکی میں دن کی طرح دیکھتے

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یری فی ظلمۃ کما یری فی الضوء (الوفاء ۱ = ۳۴۴)

تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے جیسے روشنی اور اجالا میں دیکھتے

Marfat.com

۲۳۔ حضور کے علم کے بارے میں بھیڑیئے کا اعلان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک علم کے بارے میں ایک بھیڑیے کا واقعہ بیان کیا کرتے تھے۔ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ اچانک بھیڑیئے نے بکری اٹھالی، چرواہے نے اس کا پیچھا کر کے بکری چھڑالی، بھیڑیئے نے بلند جگہ پر چڑھ کر کہا بڑے دکھ کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا تو تنے مجھ سے وہ رزق چھین لیا، چرواہا حیران رہ گیا کہ بھیڑیئے نے کلام کرنا اور بولنا شروع کر دیا، اس پر بھیڑیئے نے کہا یہ کیا تعجب والی بات ہے۔ اس سے بڑھ کر تعجب خیز معاملہ یہ ہے۔

رجل فی النخلات بین	شہر مدینہ میں ایک شخص ہے جو
الحرتین یخبرکم بما	تمہیں گزشتہ اور آنے والے تمام
مضی وما هو کائن بعدکم	واقعات کی خبر دیتا ہے مگر تم
(مشکوٰۃ المصابیح، ۵۴۱)	ایمان نہیں لا رہے۔

چرواہا یہودی تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تمام واقعہ عرض کیا اور اسلام لے آیا۔

۲۴۔ یہ بکری بغیر اجازت ذبح ہوئی ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نماز جنازہ کے لئے ایک خاتون کے پاس سے گزرے تو واپسی پر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے گھر آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم صحابہ سمیت تشریف فرما ہوئے صحابہ کا معمول تھا۔

وکانوا لا یبدؤن حتی یبتدئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شروع کے بغیر صحابہ ابتدا نہیں کیا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لقمہ اٹھایا مگر اسے نہ کھایا اور فرمایا جس بکری کا گوشت پکایا گیا ہے

ذبحت بغیر اذن اھلہا — اسے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے۔

لہذا اسے نہ کھائیں خاتون سے پوچھا گیا تو اس نے کہا بات یوں ہی ہے ہمارا اس کے مالک کے ساتھ لین دین رہتا ہے وہ گھر نہیں تھا ہم نے اسی بنا پر بغیر اجازت بکری ذبح کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا گوشت قیدیوں کو کھلا دیا جائے۔

(سنن دارقطنی، ۴: ۲۸۵) (ابو داؤد کتاب البیوع)

۲۵۔ تمہارا والد تو فلاں ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے خیبر سے واپسی پر ایک یہودی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کیا جو زہر آلود تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھا تو وہ بول پڑا آپ کھانا نہ کھائیں مجھے زہر آلود کیا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کھانے سے منع فرما دیا پھر وہاں کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں تم سے ایک بات پوچھوں گا کیا تم سچ بتاؤ گے کہنے لگے ہاں سچ کہیں گے فرمایا۔

Marfat.com

من ابوکم؟ قالوا ابونا فلان — تمہارا والد کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا والد فلاں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کذبتم بل ابوکم فلان — تم نے جھوٹ بولا تمہارا والد تو فلاں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کیا اب سچ جواب دو گے فرمایا یہ زہر تم نے کیوں ملایا کہنے لگے ہم نے سوچا اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو جان چھوٹ جائے گی اور اگر یہ سچا ہے تو اسے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

(البخاری، کتاب الطب)

۱۔ تم نے حج اور نماز کے بارے میں پوچھنا ہے

امام بزار، اصبہانی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا میں مسجد خیف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا دو آدمیوں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کہا ہم آپ سے کچھ چیزیں پوچھنا چاہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان شئتما اخبرتکما بما تسألانی عنہ فعلت و ان شئتما ان اسکت و تسألانی عنہ فعلت — اگر تم چاہو جو تم نے پوچھنا ہے میں خود ہی بتا دوں تو ایسا ہو سکتا ہے یا میں خاموش رہتا ہوں تم سوال کرو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی بتا دیں۔

Marfat.com

اخبرنا نزدد ایمانا تاکہ ہمارے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے گا۔
آپ نے فرمایا تم میں ایک حج کے ثواب اور دوسرا نماز کے ثواب بارے میں پوچھنا چاہتا ہے پھر تفصیل کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا ثواب بیان فرمایا۔ (سبل الہدی، ۱۰: ۵۱)

۲۷۔ تم پوچھو گے یا میں بتاؤں؟

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت وابصہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس ارادہ سے حاضر ہوا کہ آپ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھوں گا میں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے، میں آہستہ آہستہ آپ کے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگا صحابہ نے مجھے منع کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں آگے آنے دو میں آپ کے سامنے حاضر ہو گیا فرمایا۔

اتسألنی ام اخبرك؟ — کیا تم پوچھو گے یا میں ہی بتا دوں؟

عرض کیا میں نہیں پوچھتا آپ ہی بتا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر دست اقدس رکھ کر فرمایا۔

البر ما اطمأنت الیہ النفس واطمأن الیہ القلب والاثم ما حاك فی نفسك وتردد فی — نیکی وہ ہے جس میں نفس اور دل مطمئن رہے اور گناہ وہ ہے جس میں دل کھٹکے اور سینے میں تردد پیدا کرے اگرچہ لوگ

Marfat.com

الصدر، وان افتاك الناس — اس کے خلاف تجھے فتویٰ دیں
وافتوك

(سبل الهدیٰ، ۱: ۵۱)

۲۸۔ حضور، آپ کو مبارک ہو

کچھ لوگ بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاتمہ سے بھی آگاہ نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شان بخشا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف لوگوں خصوصاً دس صحابہ کو جنتی قرار دیا اور انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے آئیے اس سلسلہ صحابہ کی رائے ملاحظہ کرتے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے جب مقام حدیبیہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ — اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے معاملات کو معاف فرما دیا۔

تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ

هنيئا مريئا لقد بين لك الله ماذا يفعل بك ؟ — بہت مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وہ تمام واضح فرما دیا جو کچھ آپ کے ساتھ ہوگا۔

لیکن یہ بیان نہیں ہوا۔

فماذا يفعل بنا ؟ — ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟

امام ترمذی نے اس روایت کے بارے میں فرمایا۔

Marfat.com

هذا حدیث حسن صحیح — یہ حدیث حسن اور صحیح ہے

(الترمذی، ابواب التفسیر)

باقی رہی یہ بات کہ قرآن مجید میں ہے۔

قل ما کنت بدعًا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم — اے نبی آگاہ کردیجئے میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ مجھے ذاتی طور پر اس بات کا علم نہیں کیونکہ درایت کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہوتا ہے اپنی ذاتی کاوش و کوشش سے جاننا تو یہ بات بالکل حق ہے کہ حضور ذاتی طور پر کچھ نہیں جانتے جو کچھ جانتے ہیں اپنے رب کی عطا سے جانتے ہیں، جب قرآن اور حدیث صحیح کے ذریعہ سے واضح ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم عطا فرمادیا گیا تو اس کے بعد مذکورہ قول کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی بلکہ اب ایسا کہنا سوائے گمراہی اور بے ادبی کے کچھ نہیں۔

یہاں یہ بات نہایت قابل توجہ ہے کہ صحابہ ہر جگہ اللہ کے علم کے ساتھ حضور کے علم کا تذکرہ کرتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کبھی منع نہیں فرمایا، اگر یہ بات ناجائز ہوتی تو آپ منع فرمادیتے چند مقامات ملاحظہ کیجئے۔

اللہ و رسولہ اعلم

صحابہ کرام کا ایک نہایت اہم معمول اور ادب یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی معاملہ کے بارے میں سوال فرماتے تو وہ عرض کرتے۔

Marfat.com

اللہ ورسولہ اعلم — اللہ تعالے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے بہتر جانتے ہیں۔

بعض اوقات انہیں علم بھی ہوتا مگر پھر بھی ادباً مذکورہ جملہ کہتے ہوئے خاموش رہتے۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ دس ذوالحج کو مقام منیٰ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا تو ہم سے آپ نے پوچھا۔

آج کون سا دن ہے؟

اتدرون ای یوم ھذا؟ — جانتے ہو آج کون سا دن ہے؟

ہم نے عرض کیا۔

اللہ ورسولہ اعلم — اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے خاموشی اختیار فرمائی ہم نے محسوس کیا شاید آپ اس دن کا نام یوم نحر کے علاوہ لیں تو آپ نے فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم نحر ہی ہے۔

کون سا مہینہ ہے؟

پھر آپ نے پوچھا۔

ای شھر ھذا؟ — مہینہ کون سا ہے؟

Marfat.com

ہم نے عرض کیا۔

اللہ ورسولہ اعلم — اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے خاموشی اختیار فرمائی ہم محسوس کرنے لگے شاید اس کا نام اور لیں تو آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحج نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ذوالحج ہی ہے۔

یہ کونسا شہر ہے؟

پھر آپ نے ہم سے پوچھا۔

ای بلد ھذا؟ — یہ کونسا شہر ہے

ہم نے عرض کیا

اللہ ورسولہ اعلم — اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے تھوڑی دیر خاموشی فرمائی حتیٰ کہ ہمیں یہ گماں ہوا شاید کوئی اور نام لیں گے تو فرمایا کیا یہ بلد حرام ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بلد حرام ہی ہے؟

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان دماءکم واموالکم — تمہارا خون، مال اور عزت ایک دوسرے
وعرضکم حرام کحرمۃ — پر اسی طرح حرام ہے جیسے آج
یومکم ھذا فی شہرکم — کا دن، اس ماہ اور شہر میں ہے
فی بلدکم ھذا الی یوم تلقون — یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو

Marfat.com

ربکم الاھل بلغت قالوا نعم
(البخاری، باب الخطبۃ ایام منیٰ)

کیا میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہاں آپ نے پہنچا دیا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ سے کہا آج مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے محسوس ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت بھوک میں ہیں، اگر گھر میں کچھ ہے تو وہ آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دے۔ اس وقت ہمارے گھر میں تھوڑے سے جو تھے اس کی روٹیاں پکا کر دستر خوان میں رکھیں، میں آپ کی خدمت اقدس میں بلانے کے لیے حاضر ہوئی، آپ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ (میری خواہش تھی میں آپ سے آہستہ سے عرض کروں گی) مگر آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔

ارسلک ابو طلحہ؟ آپ کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے ہی بھیجا ہے۔ آپ نے تمام صحابہ کو ساتھ چلنے کا حکم دیا، میں نے گھر پہنچ کر ابو طلحہ کو بتایا تو وہ کہنے لگے ام سلیم

قد جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس ولیس عندنا من الطعام ما نطعمھم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت سے لوگوں کو لے آئے ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں جو انہیں پیش کریں۔

میں نے ان سے کہا آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ ورسولہ اعلم — اللہ اور اس کے رسول سب سے بہتر جانتے ہیں۔

ابوطلحہ، حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کر دیا فرمایا جو روٹیاں اور سالن ہے۔ اسے رکھ دو اور دس دس افراد کو کہو داخل ہوتے جاؤ اور سیر ہوتے جاؤ، تقریباً ستر یا اسی افراد نے کھانا کھایا (البخاری، ۲ : ۹۸۹)

عقلاً اپنے گھر کا معاملہ انسان خود بہتر جانتا ہے مگر شرعاً امتی کا معاملہ یہ ہونا چاہئے کہ میں کیا جان سکتا ہوں میرا اللہ اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

ساری زندگی شرمندگی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رئیس المنافقین، عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہوا، اس کے بیٹے نے آپ کو جنازہ کے لیے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے بدبخت کا جنازہ پڑھانے لگے جس نے ہمیشہ آپ کی اور اسلام کی مخالفت کی ہے۔

فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخر عنی یا عمر — آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا مجھے چھوڑ دو۔

جب میں نے بہت ضد کی تو آپ نے فرمایا۔

انی خیرت فاخترت لو اعلم ان زدت علی ... — مجھے اختیار دیا گیا ہے اگر میں جان لوں کہ ستر سے زائد دفعہ

السبعین یغفر لہ لزدت علیھا	عرض کرنے سے اسے معافی مل سکتی ہے تو میں اس میں اضافہ کر دیتا۔

یعنی اس کا اپنا ظرف ہمارا اپنا ظرف ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ زیادتیاں کیں، مگر ہم اس کا بدلہ دعاؤں سے دیتے ہیں۔ آپ نے جنازہ پڑھایا۔ (آپ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے) اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی۔

ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ	ان منافقین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو ہر گز کبھی ان کا جنازہ نہ پڑھاؤ اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

حضرت فاروق اعظم کہتے ہیں۔

فعجبت بعد من جرأتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ واللہ ورسولہ اعلم	اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میں نے جو جرات کی اس پر مجھے شرمندگی ہے۔ بس اللہ اور اس کے رسول سب سے بہتر جانتے ہیں۔

صحابہ کرام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ادب و احترام کرتے، ہزار ہا صحابہ دن، مقام، مہینہ اور شہر کے بارے میں جاننے کے باوجود یہی عرض کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ باادب شاگرد کبھی بھی اپنے شیخ اور استاذ کے سامنے اپنی علمیت کا اظہار نہیں کیا کرتے۔

Marfat.com

انہیں اپنے علم پر فخر کے بجائے اپنے شیخ کے علم پر فخر ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہوئے بھی اپنے شیخ سے علمی اضافہ کے لیے ہمیشہ رجوع کرتے ہیں۔ صحابہ جانتے ہیں اس ذات اقدس کے سامنے ہمارے علم کی کیا حیثیت ہ کسی دوسرے شخص کے بارے میں یہ تصور ممکن ہو نہ ہو مگر اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کامل یقین ہے۔ آپ کے مبارک منہ سے جو نکلے گا وہی ہوگا، ہم دن کہیں آپ رات فرما دیں تو رات ہی ہوگی ہم رات کہہ دیں آپ اسے دن قرار دیدیں تو وہ دن ہی ہو جائے گا، اس لیئے صحابہ خاموشی اختیار کرتے۔

حضور کا اپنے خالق کی بارگاہ میں ادب

جب صحابہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ادب واحترام کا یہ عالم ہے کہ بات کا علم ہونے کے باوجود عرض کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں تو سوچیئے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا عالم کیا ہوگا؟ بلا شبہ اس کائنات میں سید المتأدبین (ادب کرنے والوں کے سربراہ) آپ ہی کی ذات اقدس ہے۔ بارگاہ الٰہی کے آداب واحترام سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہی و واقفیت ہے کوئی دوسرا اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

اگر کسی مقام پر آپ اپنے خالق کی بارگاہ میں یہ عرض کرتے ہیں اے میرے رب اس معاملہ کو تو ہی بہتر جانتا ہے،، تو اس سے یقینی طور پر آپ کے علم کی نفی نہیں ہوتی بلکہ نفی کا احتمال ہوتا ہے تو جیسے نفی کا احتمال ہے ایسے ہی اثبوت کا بھی احتمال موجود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن وحدیث

Marfat.com

کے متعدد مقامات پر " ما ادری " " لا ادری " کے الفاظ آئے ہیں۔ جو درایت سے مشتق ہیں۔ ان کا معنی یہ ہوتا ہے۔ میں اپنی عقل کی بنا پر نہیں جانتا، میں اپنے کسب و حواس کے ذریعہ سے نہیں جانتا، رہا یہ معاملہ کہ اللہ کی عطا سے جانتا ہوں اس کی نفی نہیں ہوتی، ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر ایسا مقام آ جائے تو امتی یہ سمجھ کر پڑھے یہ بڑوں کے راز ہیں ہم اس میں دخل اندازی کیوں کریں بس وہ یہی کہے۔

اللہ و رسولہ اعلم　　اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

نوٹ۔ ہم صرف اتنا ہی کہتے ہیں اللہ اعلم (اللہ تعالے اسے بہتر جانتا ہے) ہمیں بھی اس ادب و احترام کو بروئے کار لاتے ہوئے صحابہ کا معمول اپنانا چاہیئے۔ جب بھی کسی معاملہ میں ہم یہ کلمات کہیں تو اللہ تعالے کے ساتھ رسول اللہ کا تذکرہ بھی کیا کریں۔

Marfat.com

فصل

صحابہؓ کے مستقبل کے بارے میں اطلاعات و ارشادات

نوٹ :۔ ان میں سے اکثر روایات حجۃ اللہ علی العالمین از امام نبہانیؒ سے لی گئی ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تمہارے پاس جنتی شخص آئے گا۔

فطلع ابوبکر فسلم ثم جلس اتنے میں ابوبکر آ گئے سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے۔

(المستدرک)

چاروں خلفاء کا جنتی ہونا

امام احمد، امام بزار اور امام طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیئے تشریف لائے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے فرمایا تمہارے پاس جنتی آنے والا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء ترتیب وار اس مجلس میں تشریف لائے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین - ۱/۷۴)

خلافت کے بارے میں اشارہ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے ہے جب مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی گئی تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اینٹ رکھی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اینٹ رکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هولاء ولاة الامر بعدی	میرے بعد یہی لوگ امیر ہوں گے۔

(المستدرک)

خلافت تیس سال تک رہے گی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک نشاندہی فرما دی کہ میرے بعد خلافت محض تیس سال تک رہے گی اس کے بعد ملوکیت شروع ہو جائے گی، امام ابوداؤد، احمد، ترمذی اور امام طبرانی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ثم ملك بعد ذلك	میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی اس کے بعد ملوکیت کا دور آجائے گا۔
(سبل الهدی، ۱۰، ۸۴)	

نبی، صدیق اور دو شہید

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی نشاندہی فرما دی، حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہم احد پر تشریف فرما ہوئے تو وہ خوشی سے جھوم اٹھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔

اثبت احد فما علیك	احد ساکن ہو جا تجھ پر ایک

Marfat.com

الا نبی و صدیق و شہیدان — نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

(مسند ابو یعلی بسند صحیح)

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر رضی اللہ تعالے عنہم حرا پر تشریف فرما ہوئے تو وہ خوشی سے حرکت میں آگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اھدا فما علیک الانبی — ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، صدیق
اوصدیق او شھید — اور شہید ہیں۔

(المسلم)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔

جب تک عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہے تم پر فتنہ کا دروازہ بند رہیگا

امام بزار، طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا یہ فتنہ کی بندش کا سبب ہیں۔

لا یزال بینکم وبین — تمہارے اور فتنہ کے درمیان
الفتنۃ باب شدید — شدید دروازہ قائم رہے گا
الغلق ما عاش ھذا بین — جب تک یہ (عمر) تمہارے

Marfat.com

ظہرا نیکہ ۔ درمیان زندہ ہیں۔

ہمارے بغیر عثمان طواف نہیں کریں گے

امام بیہقی نے حضرت عروہ سے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ گئے، ان کے لوٹنے سے پہلے مسلمانوں نے یہ خیال کیا۔

خلص عثمان الی البیت	حضرت عثمان کو موقع مل گیا ہے
فطاف به	وہ طواف کر کے ہی لوٹیں گے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما اظنه طاف بالبیت	ہمارے محصور ہوتے ہوئے
ونحن محصورون ۔	عثمان طواف نہیں کریں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس لوٹے صحابہ نے کہا تم نے تو طواف کر لیا ہوگا فرمانے لگے۔

بئس ما ظننتم فوالذی	تمہارا گمان درست نہیں قسم مجھے
نفسی بیدہ لو مکثت	ذات اقدس کی جس کے قبضہ
بها مقیما سنة و	میں میری جان ہے۔ اگر میں
رسول اللہ صلی اللہ علیه	وہاں اور رسول اللہ صلی اللہ
وسلم مقیم بالحدیبیة	علیہ وسلم مقام حدیبیہ میں ایک
ما طفت به حتی یطوف رسول	سال تک بھی مقیم رہتے تو اس
اللہ صلی اللہ علیه وسلم ولقد	وقت تک میں طواف نہ کرتا
دعتنی قریش الی الطواف	جب تک رسول اللہ صلی اللہ
بالبیت فابیت فالك	علیہ وسلم طواف نہ کرتے۔ قریش

Marfat.com

المسلمون رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان اعلمنا باللہ احسننا ظناً

نے مجھے طواف کعبہ کا کہا تھا مگر میں نے انکار کر دیا تھا تو پھر مسلمانوں نے کہنا شروع کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی زیادہ جانتے ہیں۔

معانی قرآن پر حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاد کریں گے

امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نعل مبارک ٹوٹ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے گانٹھا تھوڑی دیر چلنے کے بعد فرمایا تم میں کون معانی قرآن پر اس طرح جہاد کریگا جیسے میں نے اس کے نزول پر کیا ہے؟ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے عرض کیا "وہ ہم"، فرمایا تم نہیں۔

ولکن خاصف النعل

یہ نعل گانٹھنے والے کو یہ شرف ملے گا۔

یہی بات مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی

حمیدی اور حاکم نے نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کا پاؤں رکاب میں تھا کہنے لگے علی عراق نہ جانا اگر تم وہاں گئے تو تلواروں سے تمہارا گھیراؤ ہو گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

وایم اللہ لقد قالہا	اللہ کی قسم یہی بات تم سے پہلے
لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ	مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم قبلک	نے فرما دی تھی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت

امام حاکم نے حضرت ثور بن مجزاۃ سے نقل کیا میرا یوم جمل کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اس وقت گزر ہوا جب ان کے آخری سانس تھے پوچھنے لگے کون ہو؟ میں نے بتایا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ اصحاب میں سے ہوں فرمانے لگے۔

ابسط یدک ابایعک	ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تمہاری
فبسطت یدی و بایعنی	بیعت کروں میں نے ہاتھ
وفاضت نفسہ	آگے کیا انہوں نے بیعت کی
	اور روح پرواز کر گئی۔

میں نے یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ اکبر

صدق رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ وسلم ابی اللہ ان یدخل	سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طلحہ کو جنت
طلحۃ الجنۃ الا و بیعتی	میں داخل نہیں فرماتے مگر
فی عنقہ	اس وقت جب میری بیعت
	ہو گئی۔

Marfat.com

کل اسے جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ خیبر فتح ہو جائے گا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے مقام پر فرمایا۔

لاعطین الرایۃ غدا	کل میں ایسے آدمی کو جھنڈا
رجلاً یحب اللہ ورسولہ	دوں گا جو اللہ تعالےٰ اور اس
یاخذھا عنوۃ	کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
	محبت رکھتا ہو گا۔اس کے
	ہاتھوں خیبر فتح ہو جائے گا۔

جب صبح ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔

فتفل صلی اللہ علیہ وسلم	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
فی عینیہ ثما وجعنا	کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا
ثم اعطاہ الرایۃ	فی الفور درد ختم ہو گیا پھر انہیں
(بیہقی وابو نعیم)	جھنڈا عطا فرمایا۔

میرے بعد تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو گا

امام بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

سیولد لک بعدی	میرے بعد تمہارے ہاں لڑکا
غلام فقد نحلتہ باسمی	پیدا ہو گا اس کا نام اور کنیت

Marfat.com

وکنیتی   میرے نام وکنیت پر رکھنا۔

اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب بھی پوچھا جاتا کہ تم نے بیٹے کا نام اور کنیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام وکنیت پر کیوں رکھا ہے تو وہ یہی بیان کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خود اس بات کا حکم دیا تھا۔ (سبل الہدی ۱۰، ۱۰۴)

فاطمہ، تم سب سے پہلے مجھے ملو گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جب سورۃ النصر کا نزول ہوا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر بتایا میرے وصال کا وقت قریب ہے وہ رو پڑیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تبکی فانک اوّل اھلی لاحقابی   نہ رو میرے خاندان میں سے سب سے پہلے تم ہی میرے پاس آؤ گی۔

یہ سن کر وہ ہنس پڑیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے جب رونے اور ہنسنے کی حکمت پوچھی تو بتایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے وصال کے بارے میں آگاہ فرمایا تو میں رو پڑی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بشارت عطا فرمائی کہ سب سے پہلے تمہاری ملاقات میرے ساتھ ہو گی تو میں ہنس پڑی۔ صحیح روایت کے مطابق

Marfat.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چھ ماہ بعد وصال فرمائیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ۴۷۶)

میرا بیٹا حسن دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔

ان ابنی ھذا سید ولعل	یہ میرا بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ
اللہ یصلح بہ بین فئتین	اس کے ہاتھوں پر مسلمانوں کے
عظیمتین من المسلمین	دو بڑے گروہوں کے درمیان
(البخاری)	صلح فرمائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصال کے چھ ماہ بعد دور خلافت مکمل ہوتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی جس سے امت کے دو گروہوں میں جنگ ختم ہو گئی۔

میرے بیٹے حسین کو شہید کیا جائے گا

امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ایک دن میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھا، میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں سے آنسو بہتے لگے اور فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے تھے انہوں نے بتایا۔

Marfat.com

ان امتی سیقتل ابنی	میرے اس بیٹے کو امت شہید
هذا و اتانی بتربة	کر دے گی اور یہ اس مقام کی
من تربته حمراء	سرخ مٹی بھی لائی گئی ہے۔

(المستدرک)

امام ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ ایک دن امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں کھیل رہے تھے جبریل امین آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام دیا کہ آپ کے اس بیٹے کو شہید کیا جائے گا ساتھ مقام شہادت کی مٹی بھی لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی مجھے عنایت کی اور فرمایا۔

اذا تحولت هذه التربة	جب یہ مٹی خون ہو جائے
دمًا فاعلمی ان ابنی قد	تو جان لینا میرا بیٹا شہید ہو
قتل	گیا ہے۔

تو میں نے اسے شیشی میں محفوظ کر لیا۔

تم میں سے ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے

امام بزار اور امام ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے مخاطب ہو کر فرمایا تم میں سے صاحبہ جمل کون ہے؟

تخرج حتی تنبحها	وہ گھر سے نکلے گی اس پر مقام
کلاب الحواب یقتل	حواب کے کتے بھونکیں گے اور
حولها قتلی کثیرة	وہاں کثیر لوگ قتل ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت قلیس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جنگ جمل کے موقعہ پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب بنو عامر کے علاقہ میں پہنچیں تو آپ نے کتے بھونکنے کی آواز سنی، پوچھا۔

ایما ھذا قالو الحواب — یہ کونسا مقام ہے عرض کیا حواب

آپ نے فی الفور وہاں سے ہی واپسی کا ارادہ فرما لیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت آپ آگے بڑھیں شاید آپ کی وجہ سے دونوں گروہوں کے درمیان صلح ہو جائے فرمایا مجھے واپس ہونے دو کیونکہ

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کیف باحداکن اذا تنجبتها کلاب الحواب — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا وقت ہو گا جب تم میں سے کسی ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

یہ اسی سائل کا معاملہ ہے

امام بیہقی اور امام ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ایک دن میرے پاس گوشت کا ٹکڑا بطور ہدیہ لایا گیا میں نے خادم سے کہا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر آؤ اتنے میں دروازے پر سائل نے صدا دی، صدقہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے ہم نے اسے دعا دی اور معذرت کر لی وہ سائل چلا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے میں نے خادم سے کہا جلدی سے وہ گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرو جب وہ اسے اٹھا کر لائی۔

فاذا ھی قد صارت — تو وہ پتھر بن چکا تھا۔

Marfat.com

مروۃ حجر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا۔ جسے تم نے کچھ دیئے بغیر واپس کر دیا میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا۔

فان ذالك لذالك یہ اسی سائل کا معاملہ ہے۔

فرماتی ہیں وہ پتھر میرے گھر محفوظ رہا۔

تم میں سے طویل ہاتھ والی پہلے ملے گی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواج مطہرات نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اینا اسرع بك لحوقا ہم میں سے سب سے پہلے آپ سے کس کی ملاقات ہوگی؟

یعنی کس کا پہلے وصال ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اسرعکن لحوقا بی اطولکن تم میں سے طویل ہاتھ والی سب سے پہلی ملاقات کا شرف پائے گی۔

اس کے بعد ازواج مطہرات ایک دوسرے کے ہاتھ ماپا کرتیں۔

لیکن جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو پھر واضح ہوا۔

انها کانت اطولهن یدا لانها کانت تعمل بیدها و تصدق کہ وہ خیرات اور صدقہ میں دوسروں سے بڑھ کر تھیں۔

(سنن البیہقی ۔ المسلم)

Marfat.com

مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا تھا تمہاری موت مکہ میں نہ ہوگی

امام ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن اصم سے نقل کیا۔ حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں بیمار ہو گئیں، فرمانے لگیں مجھے مکہ سے باہر لے چلو یہاں مجھے موت نہیں آئے گی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی انی لا اموت بمکۃ

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آگاہ فرما دیا تھا تمہاری موت مکہ میں نہیں آئے گی۔

لہذا جب انہیں اٹھا کر مقام سرف میں اسی جگہ لے گئے جہاں ان کا نکاح ہوا تھا تو وہاں ان کا وصال ہوا۔

تم کافی عمر زندہ رہو گے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مکہ میں شدید بیمار ہونے کی وجہ سے قریب المرگ ہو گئے۔ حالانکہ وہ مکہ میں فوت ہونا پسند نہ کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے انہوں نے اپنی اس پریشانی کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لعلک تخلف حتی ینتفع بک اقوام و یستضربک آخرون

تم زندہ رہو گے تمہاری وجہ سے بہت سے لوگوں کو نفع ہوگا اور کچھ کو نقصان ہوگا۔

(بخاری و مسلم)

انہیں اللہ تعالٰی نے شفا عطا فرمائی اس کے بعد پچاس سال تک

Marfat.com

زندہ رہے ان کے ہاتھوں عراق فتح ہوا ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے اور کثیر تعداد میں کفار قتل ہوئے۔

تمہارے ہاں بیٹا ہوگا جو خلفاء کا باپ بنے گا

امام ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میری والدہ ماجدہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری فرمایا تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، جب اس کی ولادت ہو تو اسے میرے پاس لانا، ولادت کے بعد بچے کو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی۔

والباہ من ریقہ وسماہ	لعاب مبارک سے گھٹی دی،
عبد اللہ وقال اذھبی	نام عبداللہ رکھا اور فرمایا اس
بابی الخلفاء	خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔

میں نے اپنے شوہر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع دی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مذکورہ بات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا بات اسی طرح ہے جو ام فضل نے بتائی ہے یہ بچہ خلفاء کا باپ ہے۔ (حجۃ اللہ، ۴۸۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ان کی اولاد میں سے بہت سے خلفاء مثلاً سفاح اور مہدی وغیرہ ہوئے۔

Marfat.com

ان کی بینائی ختم ہو جائے گی اور موت کیوقت لوٹ آئے گی

امام بیہقی اور امام ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کام کے لیے بھیجا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی کے ساتھ محو گفتگو تھے عبداللہ واپس آ گئے میں نے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی مصروفیت اور عبداللہ کی واپسی کا عرض کیا فرمایا ہاں۔

ذاک جبریل ولن یموت حتی یذھب بصرہ ویؤتی علماً

یہ جبریل تھے، موت سے پہلے ان کی نظر ختم ہو جائے گی اور انہیں علم کی دولت نصیب ہو گی۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

سیذھب بصرک ویرد علیک فی موتک

عنقریب ان کی نظر جاتی رہے گی اور موت سے پہلے لوٹ آئے گی۔

ہم نے انکو دفن کرتے وقت یہ آواز سنی

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو وصال کے بعد کفن دیا تو ایک سفید رنگ کا پرندہ ان کے کفن میں آکر غائب ہو گیا ہم سمجھ گئے۔

ھذہ بشری رسول اللہ

یہ وہی بشارت ہے جو انہیں

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم التی قال لہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی۔

جب ہم نے انہیں لحد میں رکھا ہم تمام نے سنا غائبانہ آواز میں یہ کلمات پڑھے گئے۔

یا یتھا النفس المطمئنۃ	اے نفس مطمئنہ اپنے رب
ارجعی الی ربک راضیۃ	کی طرف راضی خوشی لوٹ آ
مرضیۃ فادخلی فی	میرے بندوں میں داخل ہو
عبادی وادخلی جنتی	جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

ابو درداء اسلام لانے کیلئے آئے ہیں

امام بیہقی اور ابو نعیم نے خیبر بن تصیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضرت ابو درداء نے گھر بت رکھا ہوا تھا اس کی پوجا کرتے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالے عنہما نے وہاں داخل ہو کر اسے توڑ ڈالا جب انہوں نے دیکھا تو افسوس کرتے ہوئے بت سے کہنے لگے تو اپنی حفاظت بھی نہ کر سکا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گئے، جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالے نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو کہا۔

ھذا ابو الدرداء وما اراہ جاء الا فی طلبنا	ابو درداء ہمیں ڈھونڈنے آئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

لٰا انما جاء لیسلم فان ربی وعدنی بابی الدرداء ان یسلم	ایسا نہیں وہ تو اسلام قبول کرنے آئے ہیں میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ ابودرداء اسلام لا رہے ہیں۔

جاؤ خاتون سے خط لاؤ

بخاری و مسلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس راستہ پر جاؤ جب باغ آئے تو وہاں دیکھنا ایک بوڑھی عورت ہوگی اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ لے آؤ، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق چلے باغ آگیا وہاں وہ عورت بھی تھی ہم نے اس خط کا پوچھا تو کہنے لگی میرے پاس ہرگز کوئی خط نہیں ہم نے اسے کہا۔

لتخرجن الکتاب او لنلقین الثیاب	جلدی خط نکال ورنہ ہم تیری تلاشی لیں گے۔

تو اس نے اپنے سر کی مینڈھیوں سے خط نکال کر ہمیں دیا۔ ہم لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ خط حضرت حاطب بن بلتعہ نے مشرکین مکہ کی طرف لکھا تھا جس میں انہیں بعض امور کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ عمل اسلام کے بعد کفر و ارتداد کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ فقط ان کے حلیف ہونے کی وجہ سے کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

دعنی اضرب عنق ھذا المنافق — مجھے اجازت فرمائیے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بدری صحابی ہیں اللہ تعالےٰ نے اہل بدر کو معاف فرما دیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء — اے اہل ایمان میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بنایا کرو۔

تمہاری موت اسلام پر آئے گی

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

انت علی الاسلام حتی تموت (البخاری) — تمہیں موت اسلام پر آئے گی۔

تم شہادت کا درجہ نہ پاسکو گے

امام بیہقی نے انہی سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

ذاك منزل الشھداء ولن تنالہ — تم شہدا کا مقام نہیں پاسکو گے۔

Marfat.com

میں اونٹنی لے آیا

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ہم حدیبیہ سے واپسی پر ایک مقام پر رکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہرہ کون دے گا؟ میں نے عرض کیا بندہ حاضر ہے فرمایا تم سو جاؤ گے پھر فرمایا کون پہرہ دے گا عرض کیا بندہ حاضر ہے؟ میں نے پہرہ دینا شروع کیا جب طلوع فجر کا وقت آیا تو

ادرکنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تنام فنمت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔

طلوع شمس پر ہم بیدار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ چاہتا تو تم نہ سوتے لیکن اس نے بعد میں آنے والے لوگوں کی تعلیم کے لیئے ایسا کیا ہے۔ اس کے بعد تمام نے اپنی اپنی سواریاں حاصل کیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری نہ ملی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا۔

اذھب ھھنا فذھبت حیث وجھنی فوجدت زمامھا قد التوی بشجرۃ فجئت بھا

اس طرف جاؤ میں آپ صلی اللہ کی ہدایت کے مطابق اس منعین جیت کی طرف گیا تو میں نے دیکھا اونٹنی کی نکیل درخت کی شاخوں میں پھنسی ہوئی تھی میں وہاں سے اس کی نکیل کھول کر اسے لے آیا۔

Marfat.com

تجھے باغی گروہ شہید کرے گا

امام بخاری و مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔

تقتلک الفئة الباغیة — تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔

امام سیوطی لکھتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے اسے دس سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے۔ امام ابو نعیم حضرت کے خادم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ بیمار ہوئے اور غشی طاری ہو گئی ہوش آیا تو دیکھا ہم ان کے اردگرد رو رہے ہیں فرمانے لگے کیا تم نے یہ محسوس کیا ہے میں بستر پر مر جاؤں گا۔

اخبرنی حبیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — مجھے میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی۔

تجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔

وان اخر زادک من الدنیا مذقة من لبن — اور تمہارا دنیا سے آخری کھانا دودھ ہو گا۔

آج ہنسنے کی کیا وجہ ہے

آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے جنگ حنین کے دن دودھ پیتے ہوئے ہنس رہے تھے پوچھا گیا۔

مم تضحک ؟ — ہنسنے کی کیا وجہ ہے ؟

فرمانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

Marfat.com

آخر شراب یشربہ من الدنیا شربۃ لبن ثم تقدم فیہ قتل

تمہارا دنیا کا آخری پینا دودھ ہوگا اس کے بعد میدان جنگ میں نکلے اور شہید ہو گئے۔

اس روایت کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ (المستدرک)

تم ان میں سے نہیں ہو

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے فرمایا ہے لوگ ایمان کے بعد مرتد ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اجل ولست منھم فتوفی ابو الدرداء قبل ان یقتل عثمان (سنن بیہقی)

ہاں فرمایا لیکن تم ان میں سے نہیں ہو تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل ہو گیا۔

جب تمہارے پاس بالشت زمین کا کیس آئے تو وہاں سے نکل جانا

محدث طیالسی نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا کہ دو آدمی ایک بالشت زمین کا کیس حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس لائے تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب تم ایسے مقام پر ہو۔

Marfat.com

فسمعت رجلین یختصمان فی شبر من الارض فاخرج منها فخرج ابو الدرداء الی الشام

کہ وہاں دو آدمیوں کو بالشت زمین میں جھگڑا کرتے ہوئے سنو تو وہاں سے نکل جاؤ تو اس وقت حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف نکل گئے۔

تم میں سے آخری فوت ہونے والا آگ میں فوت ہو گا

امام عبدالرزاق نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ اور ایک شخص سے فرمایا۔

آخرکم موتا فی النار

تم میں سے آخری کی موت آگ میں ہو گی۔

وہ تیسرا شخص جلدی فوت ہو گیا، جب بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے پریشان کرنا ہوتا تو وہ کہتا، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے یہ سنتے ہی آپ بے ہوش ہو جاتے اور ہوا یہ کہ پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اور پھر حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور ان کے وصال کا واقعہ حضرت ابویزید المدینی سے یوں منقول ہے کہ انہیں سردی ہو گئی تھی اور علاج کے لیے ان کے اردگرد آگ جلائی گئی لیکن صحت و شفا نہ ہوئی اس حال میں ان کا وصال ہو گیا۔

مکہ میں چار آدمی اسلام کی طرف راغب ہو چکے ہیں

ابن عساکر نے حضرت عطاء سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے غزوہ فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا چار آدمیوں کے دل اسلام کی طرف راغب ہو چکے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نام کیا ہیں؟ فرمایا عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو اور یہ تمام کے تمام بعد میں مسلمان ہو گئے۔

قاتل جنت میں مقتول کے ساتھ

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ اسلام لانے سے قبل حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صخر انصاری رضی اللہ عنہ کو شہید کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو تبسم فرمایا، تبسم کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔

وھو معہ فی درجتہ	یہ قاتل اس مقتول کے ساتھ
ای فی الجنۃ	جنت میں ہو گا۔

اس کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

اسے جنتی کھائے گا

امام حاکم اور ابن سعد نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیالہ میں کھانا پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تناول فرمایا کچھ باقی بچ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یجیئ رجل من ھذا الفج	اس راستہ سے ایک جنتی شخص
من اھل الجنۃ فیاکل ھذہ	آئے گا جو بچا ہوا کھانا کھائے
الفضلۃ	گا۔

Marfat.com

تو اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے اور انہوں نے وہ کھانا تناول کیا۔

حضرت ثابت اور تین بشارتیں

امام حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو تین بشارتیں عطا فرمائیں فرمایا اے ثابت کیا تمہیں پسند نہیں۔

ان تعیش حمیداً وتقتل	تم قابل رشک زندگی بسر کرو
شہیداً وندخل الجنۃ	شہادت کی موت پاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

عرض کیا آقا کیوں نہیں، مجھے یہ نہایت ہی پسند ہیں، مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں یہ شہید ہوئے۔

بغیر حساب جنت میں داخلہ

امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا، یہ بیمار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لیئے تشریف لائے فرمایا اس مرض سے تمہیں شفاء ہو جائے گی لیکن

کیف بک اذا عمرت	اس وقت کیا ہو گا جب میرے
بعدی فعمیت	بعد تمہاری بینائی جاتی رہے گی۔

عرض کیا میں اللہ کی قضا پر صبر کروں گا فرمایا۔

Marfat.com

اذن تدخل الجنۃ بغیر حساب	پھر تم بغیر حساب جنت میں جاؤ گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی، اللہ تعالے نے موت سے پہلے ان کی بینائی لوٹا دی اور پھر ان کا وصال ہوا۔

اب میری تمہاری ملاقات نہ ہو گی

امام احمد اور بیہقی نے عاصم بن حمید سے نقل کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا الوداع کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہدایات دینے سے فارغ ہو کر فرمایا معاذ۔

انک عسیٰ ان لا تلقانی بعد عامی ولعلک ان تمر بمسجدی وقبری	اس کے بعد میرے ساتھ ملاقات نہ ہو گی اب آؤ گے تو میری مسجد اور میری قبر ہو گی

اس پر فراق محبوب میں حضرت معاذ زار و قطار رو پڑے، اسی موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تعلیمات پر عمل کرنے والے پریشان نہ ہوں۔

ان اولی الناس بی المتقون حیث کانوا من کانوا	صاحب تقویٰ میرے سب سے قریب ہیں خواہ کون ہوں اور کسی جگہ کے رہنے والے ہوں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حجۃ الوداع کے سال یمن بھیجا تھا اور اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ (البیہقی)

Marfat.com

آج رات رجل کلیم تمہارے پاس آئے گا

خطیب بغدادی نے نقل کیا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔

یقدم علیکم اللیلۃ رجل کلیم	آج رات تمہارے پاس کلیم شخص آئے گا۔

تو اس رات

فقدم عمرو بن العاص مہاجراً	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے پہنچے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ۴۹۴)

تم اور تمہاری اولاد شام کی سربراہ بنے گی

امام طبرانی حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی ذات پر افسوس کا اظہار کر رہا تھا آپ نے پوچھا۔

مالک یا شداد ؟	شداد کیا ہوا ؟

میں نے عرض کیا۔

ضاقت بی الدنیا	مجھ پر دنیا تنگ ہو گئی ہے

فرمایا۔

علیک الشام تفتح فتکون انت وولدک الأمۃ فیھم	شام فتح ہو گا تم اور تمہاری اولاد وہاں سربراہ بنے گی۔

(سبل الھدیٰ، ۱۰: ۵۴)

Marfat.com

تم ایک صدی زندہ رہو گے

امام طبرانی اور امام احمد نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دستِ اقدس رکھ کر فرمایا۔

یعیش ھذا الغلام قرناً — یہ نوجوان ایک صدی زندہ رہیں گے۔

میرے چہرے پر تِل تھا اس کے بارے میں فرمایا جب تک یہ ختم نہ ہو گا تجھے موت نہیں آئے گی تو وہ تل ختم ہوا تو ان کا وصال پوری صدی گزرنے کے بعد ہوا۔ (سبل الہدیٰ، ۱۰ : ۱۰۷)

تم شہادت پاؤ گی

امام ابو داؤد اور امام ابو نعیم نے حضرت عبد الرحمٰن بن خلاد انصاری سے نقل کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لئے تشریف لے چلے تو ایک خاتون حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے بھی شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیے شاید اللہ تعالےٰ مجھے بشارت کی موت عطا فرما دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قری فی بیتک فان اللہ تعالےٰ یرزقک الشھادۃ — تم گھر پر ہی رہو اللہ تعالےٰ تمہیں شہادت کی موت عطا فرمائے۔

پھر صحابہ کے ہاں وہ شہیدہ کے نام سے مشہور ہوئیں حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شہید ہوئیں۔ (سبل الہدیٰ، ۱۰ : ۱۰۷)

Marfat.com

سو سال کے بعد کوئی صحابی نہ رہے گا

امام احمد بن حبان مسلم ابو عوانہ اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اس کا علم اللہ کے پاس ہے پھر آپ نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا۔

ما علی الارض من نفس منفوسۃ الیوم یاتی علیھا مائۃ سنۃ (سبل الھدی ۱۰:۶۹)	آج جو زمین پر سانس لینے والا ہے سو سال کے بعد وہ زمین پر نہیں رہے گا۔

سراقہ، تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنھوں نے ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی مجھے فتح مکہ کے بعد جب اسلام لانا نصیب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ	وہ کیا وقت ہوگا جب کسریٰ بادشاہ کے کنگن تجھے پہنائے جائیں گے۔

میں اس معاملہ میں بڑا حیران ہوا کہاں وہ بادشاہ کہاں میں بدو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ امام حسن فرماتے ہیں جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایران فتح ہوا اور مالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن کمربند اور تاج بھی آیا۔

دعا سراقۃ بن مالک فالبسہ ایاھما وقال ارفع	تو انھوں نے سراقہ کو بلا کر دونوں چیزیں پہنا دیں اور فرمایا ہاتھ

Marfat.com

یدیک فقال اللہ اکبر الحمد للہ الذی سلبہا کسریٰ بن ہرمز الذی کان یقول انا رب الناس والبسہا سراقۃ الاعرابی ۔

بلند کرو تو انہوں نے ہاتھ بلند کر کے کہا اللہ اکبر، حمد اس اللہ کی جس نے یہ کسریٰ سے چھین لئے جو کہتا تھا میں لوگوں کا رب ہوں اور سراقہ بدو کو پہنا دیئے ۔

(الاستیعاب ۲: ۱۲۰)

امام سہیلیؒ سراقہ کو پہنانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان قال لہ یا سراق کیف بک اذا وضع تاج کسریٰ علی رأسک واسوارہ فی یدیک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا سراقہ وہ کیسا وقت ہوگا جب کسریٰ کا تاج تیرے سر پر اور اس کے کنگن تیرے ہاتھوں میں ہوں گے ۔

(الروض الانف ۱: ۵۱)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قد بشر بہا سراقۃ حین اسلم واخبرہ ان اللہ سیفتح علیہ بلاد فارس ویغنمہ ملک کسریٰ فاستبعد ذلک سراقۃ فی نفسہ وقال اکسریٰ ملک الملوک

(الروض الانف ۲: ۶)

سراقہ کے اسلام لانے کے وقت یہ بشارت دی تھی اللہ تعالیٰ عنقریب بلاد فارس فتح فرمائے گا اور مالِ غنیمت میں بادشاہ کسریٰ کے مال بھی آئے گا، سراقہ نے دل میں اسے بہت حیران کن محسوس کیا کہ اتنے بڑے بادشاہ کو شکست ہو جائے گی ۔

Marfat.com

Marfat.com

غیبی خبروں کی اطلاع
دینے کی وجہ سے ایمان لانا

Marfat.com

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں بہت سے صحابہ ایسے ہیں جن کے ایمان لانے کا فقط سبب ہی یہی بنا کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبی خبر کی اطلاع دی، جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ وقوعہ بعینہ اسی طرح تھا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیان فرمایا، چند واقعات کے بیان سے ہم بھی اپنے ایمان کو جلا بخشتے ہیں۔

تمہارے لیے ملک شام کا خواب ہی کافی ہے

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجر تھے وہ ملک شام تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا جسے انہوں نے بحیرا راہب کے سامنے بیان کیا اس نے آپ سے چند سوالات کیے تم کہاں کے رہنے والے ہو فرمایا میں مکہ کا باشندہ ہوں، تمہارا کس قبیلہ سے تعلق ہے فرمایا قبیلہ قریش سے ہوں تمہارا کاروبار کیا ہے؟ فرمایا میں تجارت کرتا ہوں اس پر بحیرا نے کہا تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور تم اس کے وزیر یا خلیفہ بنو گے یہ سارا ماجرا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کسی کو نہ بتایا جب سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کے رسول ہونے پر کیا دلیل ہے آپ نے فرمایا ابو بکر تیرے لئے صداقت کی دلیل ملک شام کا خواب

Marfat.com

ہی کافی ہے یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹ گے معانقہ کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہوئے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔ (الریاض النضرۃ ، ۱: ۷۰)

جس نے تجھے منقبہ اشعار دیئے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے حضرت ابوبکر یمن میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے وہاں ایک شیخ سے ملاقات ہوئی جو سابقہ کتب کے عالم تھے انہوں نے دیکھتے ہی مجھ سے پوچھا تم حرم کے رہنے والے ہو میں نے کہا ہاں تم قریشی ہو میں نے کہا ہاں میں قریشی ہوں کہنے لگا اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھاؤ میں نے کہا وجہ کیا ہے؟ کہنے لگا مجھے محسوس ہوتا ہے تم مکہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے ساتھی ہو اپنا بطن دکھاؤ اس پر ایک نشانی دیکھنا چاہتا ہوں میں نے کپڑا اٹھا دیا تو اس نے میری ناف کے اوپر تل کا نشان دیکھا اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم وہ تم ہی ہو سفر سے واپسی پر میں اسے ملنے گیا تو کہنے لگا کچھ اشعار ہیں نے اس ہستی کے بارے میں کہے ہیں وہ ساتھ لیتے جاؤ اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ جب میں مکہ پہنچا تمام قریش کے سوار میرے پاس آئے اور کہنے لگے محمد نے اعلان نبوت کر دیا ہے میں حاضر ہوا آپ حضرت خدیجہ کے ہاں تشریف فرما تھے میں نے کہا سنا ہے آپ نے اپنی قوم کا دین ترک کر دیا ہے فرمایا ابوبکر

انی رسول اللہ الیک ، والی — میں تمہاری اور تمام لوگوں کی

Marfat.com

الناس کلہم — طرف اللہ کا رسول ہوں۔
لہٰذا تم ایمان لے آؤ میں نے عرض کیا۔
ما دلیلک علی ذلک؟ — اس پر دلیل کونسی ہے؟
فرمایا۔
الشیخ الذی لقیت بالیمن — وہ شیخ جس سے یمن میں تیری ملاقات ہوئی ہے۔

میں نے عرض کیا میری ملاقات تو بہت سے شیوخ سے ہوئی ہے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مراد
الشیخ الذی افادک الابیات — وہ شیخ ہے جس نے نعتیہ اشعار تیرے سپرد کیے ہیں۔
میں نے عرض کیا
من اخبرک ھذا یا حبیبی — اے میرے حبیب اس بات کی اطلاع آپکو کس نے دی؟
فرمایا۔
الملک المعظم الذی یأتی الانبیاء قبلی — اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی آتا رہا ہے
میں نے عرض کیا آقا ہاتھ عطا کیجئے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالے کے رسول ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام لانے پر نہایت ہی مسرور ہوئے۔ (اسد الغابہ، ۳: ۳۱۱)

Marfat.com

وہ مال کہاں ہے جو تم مکہ میں دفن کر کے آئے ہو

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے امام زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے جب فدیہ لینے کے فیصلہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا عباس فدیہ ادا کرو تو وہ کہنے لگے میرے پاس فدیہ کے لیئے مال کہاں؟ میں غریب آدمی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا۔

این المال الذی دفنته انت وام الفضل فقلت لها ان اصیبت فی سفری هذا فهذا المال لابنی الفضل وقثم

وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور ام فضل نے دفن کیا تھا اور تم نے کہا تھا اگر میں اس سفر کے دوران مارا گیا تو یہ میرے دونوں بیٹوں فضل اور قثم کا ہوگا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سن کر حیران رہ گئے اور پکار اٹھے۔

والله انی لاعلم انک رسول الله والله ان هذا شئی ما علمه احد غیری وغیر ام الفضل

اللہ کی قسم میں جان گیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم یہ ایسا معاملہ ہے جس کا علم میرے اور ام فضل کے سوا کسی کو نہ تھا۔

(حجتہ اللہ علی العالمین، ۸۲۹)

جدہ میں کس کا مال ہے

ابن سعد اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

بارے میں نقل کیا ہے۔ یہ بدر کی جنگ میں گرفتار ہو کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔

افد نفسک — اپنی ذات کا فدیہ دو۔

وہ کہنے لگے۔

مالی شئی افدی بہ نفسی — میرے پاس مال ہی نہیں کہ میں فدیہ دوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

افد نفسک من مالک الذی بجدۃ — اس مال سے فدیہ ادا کرو جو جدہ میں ہے۔

انہوں نے سن کر اعلان کیا۔

اشہد انک رسول اللہ — میں گواہی دیتا ہوں، آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد فدیہ ادا کر دیا۔

تیرے اور صفوان کے درمیان کیا معاہدہ ہوا تھا؟

امام طبرانی، بیہقی، ابونعیم نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا واقعہ بدر کے بعد مشرکین مکہ جب واپس لوٹے تو عمیر بن وھب اور صفوان بن امیہ کی ملاقات مقام حجر پر ہوئی، صفوان کہنے لگا بدر کے سرداروں کے قتل کے بعد زندگی کا مزہ نہیں رہا آگے سے وہب نے کہا بات تمہاری بالکل درست ہے اگر مجھ پر قرض اور عیال کا بوجھ نہ ہوتا تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (معاذ اللہ) شہید کر دیتا، میرے پاس بہانہ بھی ہے ان کے ہاں میرا بیٹا قیدی ہے، صفوان نے نہایت خوش ہو کر کہا تم یہ کام

Marfat.com

کرو تمہارا تمام قرضہ اور خرچ کی ذمہ داری میں اٹھا لیتا ہوں، عمیر تلوار لے کر مدینہ میں داخل ہوا، مسجد کے دروازے پر سواری باندھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے آپ نے فرمایا اسے آنے دو عمیر جب قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما اقدمك یا عمیر	عمیر آنے کی کیا وجہ ہے؟

کہنے لگا۔

قدمت علی اسیری عندکم	میں قیدی چھڑانے کے لیے آیا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو سچ کہہ رہا ہے اس نے دوبارہ وہی بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فما ذا شرطت لصفوان بن امیہ فی الحجر	صفوان بن امیہ سے حجر میں تیرا کیا معاہدہ ہوا تھا۔

یہ سن کر کانپ اٹھا اور کہنے لگا۔

آپ جانتے ہیں ہمارے درمیان کیا معاہدہ ہوا؟ فرمایا۔

تحملت لہ بقتلی علی	تو میرے قتل پر اس لئے تیار ہوا
ان یعول بدنیك ویقضی	کہ تیرے عیال کا خرچہ اور تیرے
دینك واللہ حائل بینك	قرض کا انتظام کیا جائے گا۔
وبین ذلك	اللہ تعالے تیرے اور اس عمل
	کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔

اس پر عمیر نے کہا میں اعلان کرتا ہوں۔

Marfat.com

انك رسول الله ان هذا	آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں
الحدیث بینی و بین صفوان	یہ گفتگو فقط میرے اور صفوان
فی الحجر لم یطلع علیہ احد	کے درمیان حجر میں ہوئی تھی اس
غیری وغیرہ فاخبرك الله	پر ہم دونوں کے علاوہ کوئی مطلع
بہ امنت باللہ ورسولہ	نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو
	مطلع فرما دیا تو میں اللہ اور اسکے رسول
	پر ایمان لاتا ہوں۔

اس کے بعد مکۃ المکرمہ لوٹ آئے اور ان کی تبلیغ پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

کیا تو نے اپنی بیوی سے یہ بات کہی ہے

ابن عساکر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا فتح مکہ کی رات جب مسلمان مکہ میں داخل ہوئے تو تمام رات تسبیح تہلیل اور طواف میں بسر کی، ابو سفیان نے اپنی بیوی ہند کو کہا یہ فتح اللہ کی طرف سے ہے صبح کے وقت جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا۔

قلت هذا ترین هذا	کیا تو نے بیوی سے کہا ہے کہ
من الله	یہ اللہ کی طرف سے ہے؟

پھر فرمایا ہاں یہ اللہ کی طرف سے ہے اس پر ابو سفیان نے اللہ و رسول پر ایمان لانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا۔

واللہ ما سمع قولی هذا	اللہ کی قسم میری یہ بات اللہ
احد الا اللہ وهند	تعالیٰ اور میری بیوی ہند کے

Marfat.com

سوا کسی نے نہیں سنی تھی۔

فضالہ تیرا کیا ارادہ ہے؟

حضرت فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی بیان کرتے ہیں، فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے شریکِ طواف ہو گیا جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو فرمایا کیا تو فضالہ ہے؟ میں نے کہا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ماذا کنت تحدث بہ نفسک ؟	آج تو اپنے دل میں کیا ارادہ رکھتا ہے؟

میں نے کہا کوئی ارادہ نہیں۔

کنت اذکر اللہ	میں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہوں

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ضحک ثم قال استغفر اللہ	مسکرا کر فرمایا استغفر اللہ

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس وقت تک نہ اٹھایا

حتی ما خلق شئ احب الی منہ	یہاں تک کہ مجھے آپ کی ذاتِ اقدس تمام مخلوق سے محبوب ہو چکی تھی۔

جب میں آپ کی ذاتِ اقدس پر ایمان لا کر واپس گھر کی طرف لوٹا تو راستہ میں وہ خاتون ملی جس کے ساتھ گفتگو کرتا اور اسے دیکھنا میری سب

Marfat.com

سے بڑی تمنا ہوا کرتی تھی لیکن آج میں سر جھکائے ہوئے گزرا تو وہ حیران ہو کر پوچھنے لگی فضالہ کیا وجہ ہے ؟ آج تم میری طرف تک بھی نہیں رہے آؤ میرے ساتھ بیٹھو میں نے انکار کر دیا گویا وہ کہہ رہے تھے اس حسین ذات کے بعد کسی کو کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔

(سبل الھدی، ۵ : ۲۳۵)

اے شیبہ تیرے ارادہ سے اللہ کا ارادہ بہتر ہے

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ گیا اللہ کی قسم مقصد جہاد نہ تھا کیونکہ میں مسلمان ہی نہ تھا بلکہ میرے ذہن میں تھا میں موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دوں گا اسلام کے خلاف میرے دل میں اسقدر دشمنی تھی کہ تمام عرب و عجم مسلمان ہو جائیں مگر میں اسلام قبول نہیں کروں گا، جب جنگ شروع ہوئی میں تلوار اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حملہ کرنے کے لئے بڑھا تو میں نے اپنی طرف آگ کا ایک شعلہ بجلی کی طرح آتا ہوا دیکھا میں نے خوف سے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیئے۔

فالتفت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا
ادن منی	میرے قریب آؤ۔

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا۔

فمسح صدری وقال	آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا

Marfat.com

اللھم اعذہ من الشیطان — اور دعا دی اے اللہ اسے شیطان سے محفوظ فرما۔

اس کے بعد کیفیت یہ ہوئی۔

فو اللہ لھو من حینئذ احب — اللہ کی قسم اس وقت سے آپ

الی من سمعی و بصری و نفسی — مجھے میرے کانوں آنکھوں اور ذات سے زیادہ محبوب ہو گئے

دل سے اللہ تعالے نے عداوت ختم فرما دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیبہ

الذی اراد اللہ بک خیرا — تیرے بارے میں اللہ کا

مما اردت بنفسک ثم — ارادہ تیرے اس ارادے

حدثنی بما اضمرت — سے کہیں بہتر ہے جو تو کیے

فی نفسی — بیٹھا ہے پھر آپ نے میرے دل کی تمام بات بتا دی۔

میں نے عرض کیا میں والدین فدا ہوں میں اعلان کرتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے برحق رسول ہیں یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالے سے معافی لے دیجیے فرمایا اللہ تعالے نے تجھے معاف فرما دیا۔ (سبل الہدیٰ، ۱۰ : ۶۶)

حضرت عدی ابن حاتم کا بیان

حضرت عدی ابن حاتم کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے سخت نفرت تھی، کیونکہ میں عیسائی المذہب اور اپنی قوم

Marfat.com

کا سردار تھا میری قوم غنیمت کا ایک چہارم حصہ مجھے ادا کیا کرتی تھی میں اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ میں سچے دین پر ہوں اور اپنے علاقہ کا بادشاہ بھی ہوں اس لیے مسلمان ہونے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے شتر خانہ کے داروغہ کو حکم کر رکھا تھا کہ دو عمدہ اونٹ۔ جو تیز رفتار ہوں، ہر وقت میرے مکان پر موجود رکھا کرے اور جب اسے اس علاقہ میں مسلمانوں کے آنے کی خبر ملے، مجھے فوراً بتائے۔ ایک روز داروغہ آیا کہا۔ صاحب! محمدی فوج آجانے پر جو کچھ کرنے کا ارادہ ہو، وہ کر گزرے۔ کیونکہ مجھے دور سے کچھ جھنڈے نظر آتے ہیں۔ یہ سُن کر میں نے اونٹ منگوائے، بیوی، بچہ اور زر و مال کو لادا اور شام کو چل دیا۔ میری بہن آنحضرت سے رہائی حاصل کرنے کے بعد میرے پاس شام ہی میں پہنچی، اس نے اپنی رہائی کی تمام کیفیت سنائی۔ میری بہن ذہین و عقلمند تھی میں نے پوچھا کہ اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ جلد اس کے پاس چلا جائے کیونکہ اگر وہ نبی ہیں تب تو سابقین کی فضیلت سے کیوں محروم ہوتا ہے اور اگر وہ بادشاہ ہے تب بھی اس کے پاس جانے سے ذلیل نہ ہوگا۔ کیونکہ تُو تو ہی ہے (تو خود ہی اپنی قابلیتوں میں بے نظیر ہے) بہن کے مشورہ پہ مدینے میں آیا۔ اس وقت نبی اللہ مسجد میں تھے۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ فرمایا۔ کون؟ عدی بن حاتم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ساتھ لے کر اپنے گھر چلے۔ راستہ میں ایک بڑھیا ملی۔ اس نے نبی کو ٹھہرا لیا۔ آپ دیر تک اس کے پاس کھڑے رہے اور وہ اپنی لمبی داستان سناتی رہی۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ شخص بادشاہ تو ہرگز نہیں۔

Marfat.com

پھر آں حضرت گھر میں پہنچے۔ ایک چمڑے کا گدا جس میں کھجور کے پٹھے بھرے ہوئے تھے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے سامنے پھینک دیا۔ فرمایا۔ اس پر بیٹھو۔ میں نے کہا نہیں، حضور بیٹھیں۔ فرمایا نہیں تم ہی بیٹھ جاؤ۔ میں گدے پر بیٹھ گیا اور آنحضرت زمین پر بیٹھ گئے۔ اب پھر دل نے گواہی دی کہ بادشاہ ہرگز نہیں۔

اب نبی نے فرمایا۔ تم تو رکوسی ہو۔ میں نے کہا ہاں! فرمایا تم اپنی قوم سے غنیمت اور پیداوار چہارم لیا کرتے ہو۔ میں نے کہا ہا۔ نبی نے فرمایا کہ ایسا کرنا تو تیرے دین میں جائز نہیں۔ میں نے کہا سچ ہے، اور میں نے دل میں کہا کہ یہ ضرور نبی ہے۔ سب کچھ جانتا ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پھر فرمایا۔ عدی! اس دین میں داخل ہونے سے تم کو یہ امر مانع ہے کہ سب لوگ غریب ہیں۔ بخدا۔ ان میں اس قدر مال ہونے والا ہے۔ کوئی شخص مال لینے والا باقی نہ رہے گا۔

عدی! اس دین میں داخل ہونے سے تم کو شاید یہ امر بھی مانع ہے کہ ہم لوگ تعداد میں تھوڑے ہیں اور ہمارے دشمن بہت ہیں۔ واللہ وہ وقت قریب آرہا ہے جب تو سُن لے گا کہ اکیلی عورت قادسیہ سے چلے گی اور مکہ کا حج کرے گی اور اسے کسی کا ڈر و خوف نہ ہو گا۔

عدی! اس دین میں داخل ہونے سے شاید تم کو یہ امر بھی مانع ہے کہ حکومت اور سلطنت آج کل دوسری قوموں میں ہے۔ واللہ! وہ وقت قریب آرہا ہے جب تو سن لے گا کہ ارضِ بابل کا سفید محل اور نوشیرواں کا درباری ادیوان خانہ مسلمانوں کے ہاتھ پر مفتوح ہو گا۔

عدی! بتاؤ کہ لا الٰہ الا اللہ کے کہنے میں تجھے کیا تامل ہے

Marfat.com

کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہو سکتا ہے؟

عدی! بتاؤ کہ اللہ اکبر کے کہنے میں تجھے کیا عذر ہے کہ اللہ سے بھی کوئی بڑا ہے"؟

عدی کہتا ہے کہ اس تقریر کے بعد میں مسلمان ہو گیا میرے اسلام لانے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے چہرہ اقدس پر بشاشت اور فرحت نمایاں تھی۔

عدی کہتا ہے کہ اس ارشاد نبوی کے بعد دو سال پورے ہو چکے تھے اور تیسرا سال جا رہا تھا کہ میں نے ارض بابل کے محلات کو بھی فتح شدہ دیکھ لیا اور ایک بڑھیا کو قادسیہ سے مکہ تک حج کے لیے اکیلی جاتے بھی دیکھ لیا اور مجھے امید ہے کہ تیسری بات بھی ہو کر رہے گی۔

(تاریخ طبری)

حبیب عجمی کا ایمان

جب ابوجہل اپنے متبعین سمیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاجز آ گیا اور ہر مطالبہ میں منہ کی کھاتا رہا اور حضور یوماً فیوماً ترقی فرمانے لگے اور حضور کا شمس شریعت بلندی حاصل کرنے لگا اور لوگ دن بدن ایمان لا کر زمرۂ مسلمین میں آنے لگے تو تنگ آ کر اس نے ایک خط حبیب بن مالک امیر شام کو لکھا، وہ خط یہ تھا۔

اما بعد لیعلم الملک انہ قد	بعد سلام دعا کے بادشاہ کو معلوم ہو کہ
ظهر بیننا رجل ساحر	ہمارے اندر ایک زبردست ہستی
کذاب یدعی ربًا واحدًا و	ظاہر ہوئی ہے جسے ہم اپنے وہم میں

Marfat.com

دیناجدیداً وانہ لیسب آلھتنا وکلما قایلناہ بالحجۃ غلب علینا فالیوم ضعف دینک ودین اٰبائِکَ فالحق بہ قبل ان ینتشر دینہ۔

ذلیل) ساحر وکذاب جانتے ہیں وہ ہمیں کہتا ہے کہ ایک رب کی پرستاری کرو اور نیا دین ہمیں تعلیم دیتا ہے اور ہمارے خداؤں کو بُرا کہتا ہے اور جس قدر ہم اس کا مقابلہ حجت و دلائل سے کرتے ہیں۔ اتنا ہی وہ ہم پہ غالب آرہا ہے۔ غرضیکہ اب تیرا دین اور تیرے باپ دادا کا دین کمزور ہو چلا ہے۔ لہٰذا جلدی آ کر اس سے مل ورنہ اگر اس کی تعلیم عام ہوگئی تو پھر تو کچھ نہ کر سکے گا۔

اس خط کو پڑھ کر حبیب بن مالک بارہ ہزار سواروں کے ساتھ چلا اور وادیٔ مکہ میں اترا۔ ابوجہل نے مع عظماء مکہ کے اُس کا استقبال کیا اور کچھ ہدیہ پیش کش کیئے۔ حبیب نے ابوجہل کو اپنے دائیں میں جگہ دی اور حضور کے حالات دریافت کیے تو ابوجہل نے کہا

الھا السید سل بنی ھاشم

(بنی ہاشم سے اُن کے حالات دریافت فرمائیں۔

چنانچہ سب نے کہا

تعرفہ بالصدق فی صغرہ ولما بلغ اربعین سنۃ جعل یسب آلھتنا ویظھر دینا غیر دین آبائنا (ہم انہیں بچپن سے نہایت راست گو نوجوان جانتے ہیں۔ مگر جب وہ چالیس سال کے ہوئے تو انہوں نے ہمارے معبودوں کی مذمت شروع کر دی اور ایک نیا دین ہمارے آباؤ اجداد

Marfat.com

کے خلاف ظاہر کر ڈالا۔

غرضیکہ جبیب نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں تشریف لانے کی درخواست کرے۔

ملازم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں پہنچا اور جبیب بن مالک کی درخواست پیش کی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے جانے کو آمادہ ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلۂ حمراء اور عمامۂ سودا پیش کیا حضور نے ملبوس فرمایا اور تشریف لے چلے۔

صدیق اکبر بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ داہنی طرف چل رہے تھے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی پیچھے پیچھے آئیں۔ جبیب بن مالک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلوہ افروز ہوتے ہوئے دیکھا۔ یک لخت تعظیم کے لیے سروقد کھڑا ہو گیا۔

جب حضور جلوہ آرائے مسند ہو گئے تو جبیب نے دیکھا کہ وجہ منیر سے روشنی اور نور پھیلا جا رہا ہے اور اس کے دل پر حضور کی ہیبت اس قدر غالب ہوئی ہے کہ تمام زبانیں بند ہو گئیں اور بڑے ادب سے حاضر رہے۔

تھوڑی دیر کے بعد جبیب بولا۔ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ لِلْاَنْبِیَاءِ کُلُّھُمْ مُعْجِزَاتٌ اَلَکَ مُعْجِزَاتٌ (حضور آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام انبیاء تو مخصوص معجزات لائے تھے۔ آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے۔)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماذا ترید تو کیا چاہتا ہے جبیب تمام انبیاء تو مخصوص معجزات لائے تھے۔ مگر ہم کسی مخصوص معجزہ کے ساتھ

Marfat.com

نہیں آئے بلکہ جو تو چاہے وہ معجزہ ہم ظاہر فرما سکتے ہیں۔

حبیب نے متحیرانہ طور پر یہ جواب سن کر بڑے غور کے بعد وہ معجزہ طلب کیا جو کسی نبی سے ظاہر نہ ہوا تھا۔ عرض کرنے لگا اُرِیدُ ان تغیب الشمس وَتخرج القمر وتنزله الی الارضِ وَتجعله منشقا نصفین ثمّ یعودا الی السّما قمر امنیر (میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی سورج غروب ہو اور ماہِ کامل نکلے پھر اُسے آپ زمین پر اتاریں اور اس کے دو ٹکڑے کریں، پھر وہ آسمان پر جا کر قمر منیر بنے۔ پھر بدستور سورج واپس آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مطالبہ کو نہایت خوش دلی سے سُنا اور فرمایا حبیب ان فعلته اتؤمِنُ بی) اگر ہم نے ایسا کر دیا تو کیا تو پھر ایمان لے آئے گا۔ حبیب نے دیکھا کہ اتنے سخت مطالبہ پر بلا کسی عذر کے آمادگی کا اظہار فرما رہے ہیں تو ایک دو اپنی خاص غرض بھی کیوں نہ عرض کر لوں۔ بولا۔ نعم بشرط ان تخبر بما فی قلبی (بے شک لیکن حضور ایک شرط اور ہے کہ جو میرے دل میں ہے اس کی بھی خوشخبری سنائی جائے۔

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبل ابی قیس پر تشریف لے گئے اور دوگانہ عبدیت ادا فرمایا اور دعا کی کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور حضور کو بشارت دی ۔

ان اللہ تعالیٰ سخر لک الشمس والقمر واللیل والنّھار وان	کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے سورج چاند رات مسخر فرما دیئے ہیں اور حبیب

Marfat.com

الجیب بن مالك بنت سطیحة یعنی ساقطة علی قفاها ولیس لها یدان ولا رجلان ولا عینان باخبریان اللہ تعالیٰ قد رد علیها جوارحها

بن مالک کی لڑکی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پیر نہ آنکھیں اور اسے بشارت دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری لڑکی کو ہاتھ پیر سب عطا فرما دیے ہیں۔

چنانچہ حضور پہاڑ سے نیچے اُترے اور جبریل امین ہوا میں معلق حضور کے حکم کے منتظر تھے اور ملائکہ صف بستہ اس شان کا نظارہ دیکھ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشت سبابہ (شہادت کی انگلی) کا اشارہ سورج کی طرف کیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہلا اور غائب ہو گیا اور سخت ظلمت پھیل گئی اور سامنے ہیں چاند طلوع ہوا اور ماہِ کامل چودھویں کا چاند نکلا۔ حضور نے اس طرف اشارہ فرمایا تو قرص قمر بھی ہلنے لگا یہاں تک کہ زمین کی طرف آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دو ٹکڑے کیے، پھر وہ بدر کامل بنا، پھر سورج طلوع ہوا اور اسی حال پر مستنیر ہو گیا، جیسا کہ تھا۔ جیب نے عرض کیا بقی علیك شرط حضور ایک اور شرط ابھی باقی ہے۔

حضور نے فرمایا:

ان لك ابنة سطیحة واللہ تعالیٰ قد رد جوارحها

تیری بیٹی جو سطیحہ ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے اعضا واپس لوٹا دیے ہیں۔

یہ سن کر حبیب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا

یا اهل مکة لا کفر بعد الایمان اعلموا انی اشهد ان لا الٰه الا

اے اہل مکہ: اب کفر اسلام کے بعد نہیں رہ سکتا۔ سنو میں گواہی

Marfat.com

اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلص بندے اور رسول ہیں

یہ سن کر ابوجہل جل گیا اور کہنے لگا اتؤمن بھذا الساحر حبیب اس جادو بھری نگاہ کا تو بھی شکار ہو گیا۔ جبیب نے اس کا جواب خاموشی دیا اور یہاں سے خوش وخرم ملک شام کو پہنچا جب اپنے محل میں داخل ہوا تو اس کی وہی بیٹی سامنے آئی اور کہہ رہی تھی۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ

جبیب کہنے لگا یا ابنتی من این علمت ھذہ الکلمت۔ بیٹی یہ کلمات تو نے کہاں سے جانے۔ اُس نے کہا خواب میں کسی نے مجھے کہا کہ تیرا باپ اسلام لے آیا ہے۔ اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو ابھی تیرے اعضاء تجھے مل جائیں۔ میں علی الفور مسلمان ہوئی اور صبح اس حال میں تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

Marfat.com

باذان اور اُس کے ساتھیوں کا ایمان لانا

ایران کے بادشاہ کسریٰ خسرو پرویز نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نامہ مبارک کو پھاڑنے کے بعد اپنے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ اپنے دو دلیر آدمیوں کو حجاز بھیجو تاکہ وہ نبوت کے دعویدار شخص کو پکڑ کر میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے قہرمان بابویہ اور خرخسرہ دو افراد کو اس مقصد کے لیے مدینہ بھیجا۔ باذان نے بابویہ سے کہہ دیا کہ اس مدعیٔ نبوت سے گفتگو کرنا اور پھر اس کے حال سے آگاہ کرنا۔ یہ دونوں افراد مدینہ پہنچ کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جہاں بابویہ نے ساری صورتِ حال عرض کر دی۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ تم کل میرے پاس آنا۔ جب وہ دوسرے دن حاضر ہوئے تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "فلاں مہینے کی فلاں رات کو اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلّط کر دیا۔

یہ غیبی خبر سُن کر قاصد بولے، آپ یہ کیا فرما رہے ہیں کیا ہم اپنے بادشاہ باذان کو اس سے آگاہ کر دیں؟ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، ہاں میری طرف سے اُسے یہ خبر بھی دے دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کے مُلک کی انتہا تک پہنچ جائے گی اور باذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر تم اسلام لاؤ تو تمہارا مُلک تمہیں ہی عطا کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

قاصدوں نے مدینہ کی حاضری کا تمام واقعہ باذان کی خدمت میں عرض کر دیا۔ اس پر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ باذان کو یہ خبر پہنچ گئی کہ فلاں دن خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اس کے قتل کا وہی دن تھا جس کی اطلاع اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دی تھی۔ ساتھ ہی خسرو کے بیٹے شیرویہ نے باذان کو لکھا کہ تم لوگ میری اطاعت کا عہد لے لو اور اس مدعیٔ نبوّت کو جس کے بارے میں کسریٰ نے تمہیں کچھ لکھا تھا بُرا بھلا مت کہو۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی غیبی خبر کی سچائی دیکھ کر باذان مسلمان ہو گیا اور جتنے ایرانی یمن میں تھے سب کے سب ایمان لے آئے۔

(سیرت ابنِ ہشام۔ اصابہ ترجمہ جذجمیرہ)

ہم اعلان کرتے ہیں آپ اللہ کے سچّے رسُول ہیں

فتح مکّہ کے دن حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ حضرت بلال بھی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت بلال کو اذان کا حُکم دیا۔

ابو سفیان بن حرب، عتاب بن اُسید اور حارث بن ہشام یہ تینوں افراد کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اذان سن کر اُسید نے کہا اللہ نے میرے باپ اُسید کو یہ شرف بخشا کہ اُس نے یہ آواز نہ سُنی۔ اگر وہ یہ آواز سُنتا تو اُسے بہت رنج پہنچتا۔ حارث بن ہشام کہنے لگا، خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ

Marfat.com

اُسید اس آواز کو مٹا رہا ہے تو میں اس کا ساتھ دیتا۔ ان دونوں کی گفتگو سُن کر ابوسفیان نے کہا کہ میں تو کوئی بات نہیں کہتا" لو تکلمت لا خبرت عنی ھذہ الحصٰی"۔ (اگر کچھ کہوں گا تو یہ کنکریاں بھی ان کو میری باتیں پہنچا دیں گی۔)

اس ساری گفتگو کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو گفتگو کی ہے مجھے اس کا علم ہے، تم نے یہ باتیں کی ہیں ۔ جیسے ہی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے تمام باتیں بتائیں، حارث اور عتاب کہہ اٹھے ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ واقعی اللہ کے رسُول ہیں۔" واللہ ما اطلع علی ھذا احد کان معنا فنقول اخبرک "

" اللہ کی قسم ہماری باتوں کا کسی کو علم نہ تھا اور نہ ہم کہہ سکتے تھے کہ اس نے آپ کو بتائی ہیں۔"

(سیرت ابن ہشام ۲ : ۲۷۵)

Marfat.com

Marfat.com

وسعتِ علمِ نبوی
صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ وسلم

تصنیف

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

0300,4407048/042,5300353

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

پیش لفظ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت تک کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا ہے اس پر درج ذیل دلائل شاہد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کتاب عطا فرمائی اس کے ذریعے آپ ﷺ کو تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ونزلنا علیک الکتاب تبیانالکل شیء (سورۃ النحل: ۹۸)

''اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ہر شے کا تفصیلی بیان ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

ما فرطنا فی الکتاب من شیء (سورۃ الانعام: ۳۸)

''ہم نے کتاب میں کوئی شے چھوڑی نہیں۔''

علامہ سیّد محمود آلوسی لکھتے ہیں یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے امام بلخی اور جماعت مفسرین کا یہی مختار ہے۔

فانہ ذکر فیہ جمیع ما یحتاج الیہ من امرالدین والدنیا بل وغیر ذلک (روح المعانی: ۷،۱۸۶)

''کیونکہ قرآن میں ان تمام چیزوں کا بیان ہے جن کی ضرورت ہے خواہ وہ دینی ہیں یا دنیاوی بلکہ اس سے بھی اضافی علوم ہیں۔''

۲- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (سورۃ النساء: ۱۱۳)

''ہم نے علم دیا ہر اس شے کا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔''

Marfat.com

اس کی تفسیر میں امام محمد بن جریر طبری التوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں۔

من خبرالاولین والاخرین وما کان وماھو کائن (جامع البیان: ۴، ۲۷۳)

''آپ کو پہلوں اور بعد کے لوگوں کی خبریں اور جو ہوا اور جو ہونے والا ہے تمام کی اطلاع دی گئی۔''

اسی آیت کے تحت مفسرین نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سینے کے رازوں اور بھیدوں سے آگاہ فرمایا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔

ای الذی لم تکن تعلمه من خضیات الامور وضمائر الصدور (روح المعانی: ۵، ۱۸۷)

''یعنی وہ مخفی امور اور سینوں کے بھید جو آپ نہ جانتے تھے ہم نے آپ کو عطا کر دیئے۔''

سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۶۷ کے مبارک الفاظ ''انزله بعلمه'' کے تحت علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

ومن هناعلم ﷺ ماکان وما ھو کائن (روح المعانی: ۶، ۲۶۷)

''یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ان تمام اشیاء کو جانتے ہیں جو پہلے تھیں اور جو بعد میں ہونے والی ہیں۔''

احادیث صحیحہ میں ہے آپ ﷺ نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر دخول جنت تک کے حالات پر صحابہ کرام کو مطلع فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مبارک الفاظ ہیں:

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النارمنازلهم (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق)

''آپ علیہ السلام نے ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اھل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ کے داخلہ تک اطلاع دی۔''

Marfat.com

اس کے تحت تمام شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے مخلوقات کے تمام احوال کی خبر عطا فرمادی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے الفاظ ہیں۔

دل ذلک علی انه اخبرفی المجلسس الواحد لجمیع احوال المخلوقات منه ابتدائت الی ان تف الی ان تبعث فشمل ذلک الاخبار عن المبداء والمعاش والمعاد (فتح الباری: ۶'۲۲۳)	''یہ حدیث مبارکہ واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ہی نشست میں مخلوقات کے تمام احوال کے بارے میں خبر دی جب سے وہ پیدا ہوئی اور جب وہ فنا ہو جائے گی اور پھر دوبارہ حساب و کتاب ہوگا تو یہ اخبار بعداء دنیاوی زندگی اور آخرت تمام پر مشتمل ہے۔''

مسند احمد میں حضرت ابوزید انصاری سے یہ الفاظ منقول ہیں۔

فحدلنا بماھو کان وماھو کائن (فتح الباری: ۶'۲۲۳)	''آپ علیہ السلام نے ہمیں ہر اس شے کی اطلاع فرمادی جو ہوا اور جو ہونے والا ہے۔''

امام ترمذی نے باب ''ماقام به النبی ﷺ مما ھو کائن الی یوم القیامة'' قائم کیا اور اس کے تحت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے۔

فلم یدع شیئایکون الی قیام الساعة الااخبرنابه (فتح الباری: ۶'۲۲۳)	''آپ ﷺ نے تا قیامت ایسی شے کو نہیں چھوڑا جس کی خبر ہمیں نہ دی ہو۔''

ان ہی تمام نصوص کے پیش نظر امت مسلمہ آپ ﷺ کو عالم ماکان

Marfat.com

ومایکون مانتی ہے لیکن کچھ لوگ آپ علیہ السلام کے بارے میں نہایت ہی گھٹیا رویہ اختیار کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ کو دیوار کی دوسری جانب کا علم نہیں آپ کو اپنے انجام کی خبر نہیں "نعوذ باللہ" حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علوم کے سمندر عطا فرمائے ہیں لوح وقلم کا علم اسی کا حصہ ہے امام بوصیری فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

ایسے لوگوں کی اصطلاح کے لیے متعدد اہل علم نے لکھا ان میں سے عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت اور عظیم محدث شیخ عبداللہ سراج الدین حلبی زید مجدہ بھی ہیں آپ نے حضور علیہ السلام کے شمائل وسیرت پر "سیدنا محمد رسول اللہ" نامی کتاب لکھی جو نہایت ہی عمدہ ہے اس میں ایک باب حضور علیہ السلام کے علم شریف پر ہے یہ مقالہ اسی باب کا ترجمہ ہے جس کی اشاعت کی سعادت "صفہ اکیڈمی" اپنی دوسری سالانہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس کے موقع پر حاصل کر رہی ہے۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اسے قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے اسے نافع اور مفید بنائے صفہ اکیڈمی کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

شیخ موصوف کی نہایت ہی اہم کتاب "الصلاۃ علی النبی ﷺ" کا ترجمہ بھی بنام "آئیں قرب مصطفیٰ پائیں" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

والسلام

فقیر الی اللہ

محمد خان قادری

خادم کاروان اسلام

۶ ربیع الاوّل ۱۴۲۱ھ بروز بدھ

Marfat.com

وسعت علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ کی علمی وسعت وکثرت کو عطا فرمانے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا رسول اللہ ﷺ علم وسیع اور فہم عظیم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کثیر علوم نافعہ اور عظیم معارف عالیہ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وسعت علمی کے ساتھ جو فضل عظیم فرمایا ہے اس کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا۔

وَاَنْـزَلَ اللّٰـهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء : ١١٣)	اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

تو آپ ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں بخاری و مسلم نے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان اتقاکم واعلمکم بالله انا	میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے بارے میں جاننے والا ہوں۔

اصیلی کی روایت کے الفاظ ہیں۔

انا اعرفکم بالله	میں تم سب سے اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ رکھتا ہوں۔

Marfat.com

جو شخص ان تعلیمات الھیہ میں غور وفکر کرے گا جو اس نے اپنے انبیاء ورسل کو عطا کیں ہیں اور قرآن مجید میں وارد ہیں اس پر نہایت واضح طور پر آشکار ہو جائے گا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا وہ ان سے کہیں اکثر' زیادہ بہت جامع اور عام ہیں اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا اور ان سے کہیں اکثر' زیادہ بہت جامع اور عام اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (سورۃ النساء:۱۱۳) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

یہاں "ما" کا کلمہ لایا گیا جو عموم وشمول کے لیے آتا ہے تاکہ ان تمام علوم کو شامل ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام انبیاء ورسل کو عطا فرمائے اور ان کو بھی جو خصوصی طور پر حضور سرور عالم ﷺ کو عطا فرمائے۔

امام حافظ ابو بکر بن عائذ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں جب آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو خازن جنت رضوان نے آپ ﷺ کے کان مبارک میں کہا، تمہیں مبارک ہو۔

فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیته فانت اکثرھم علما واشجعھم قلبا

"جو علم کسی بھی نبی کو نہیں دیا گیا وہ آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ علم کے اعتبار سے ان میں زیادہ اور قلب کے اعتبار سے زیادہ شجاع ہیں۔"

حافظ زرقانی کہتے ہیں یہ روایت مرسل صحابی ہے اور اس کا حکم متصل اور مرفوع والا ہوتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مختلف سوالات کیے حتیٰ کہ جب انہوں نے اس میں کثرت سے کام لیا

Marfat.com

تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

سلونی لاتسئلونی عن شئی الا بینته لکم — پوچھ لو مجھ سے، تم جو بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا۔

دوسری روایت میں ہے۔

الا اخبرتکم به مادمت فی مقامی هذا — میں اسی مقام پر کھڑے انہیں بتاؤں گا۔

یہ سن کر لوگ سہم گئے میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر ڈھانپے رو رہا تھا ایک ایسا آدمی بولا جس کی نسبت لوگ غیر والد کی طرف کرتے تھے یا نبی اللہ ﷺ

من ابی؟ — میرا باپ کون ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابوک حذافة — تیرا باپ حذافہ ہی ہے۔

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور حضور ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کبھی خیر و شر کو آج کے دن کی طرح نہیں دیکھا۔

انی صورت لی الجنة والنار فرأیتهما دون هذاالحائط — ''جنت و دوزخ کو میرے لیے متمثل کر دیا گیا جنہیں میں نے اس دیوار سے بھی قریب دیکھا۔''

مذکورہ روایت میں آپ ﷺ کا یہ مبارک جملہ ''لاتسئلونی عن شئی الابینته لکم'' ''تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا'' نہایت ہی قابل توجہ و غور ہے۔

Marfat.com

علم میں اضافہ کی دعا

اتنے کثیر علم کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ہمیشہ علم میں اضافہ کی دعا کیا کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا	اے نبی کہیے میرے رب میرے علم میں
(سورہ طٰہٰ ۱۱۴)	اضافہ فرما۔

یاد رہے سوائے علم میں اضافہ کے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کسی شئی میں اضافہ کی دعا کی تلقین نہیں کی یہی وجہ ہے آپ ﷺ شب و روز کی دعاؤں میں علمی اضافہ طلب کرتے مثلاً صحیح مسلم میں ہے جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا فرماتے۔

لا الہ الا انت سبحانک اللھم	تیرے سوا کوئی معبود نہیں تمام پاکیزگی اللہ
وبحمدک استغفرک اللھم	تیرے لیے ہے اور حمد بھی، میں تجھ سے
لذنبی واسالک رحمتک اللھم	اپنے معاملات پر معافی مانگتا ہوں تجھ سے
زدنی علما ولا تزغ قلبی بعداذ	رحمت کا سوال کرتا ہوں یا اللہ میرے علم
ھدیتنی وھب لی من لدنک	میں اضافہ فرما ہدایت کے بعد میرے دل
رحمۃ انک انت الوھاب	کو ٹیڑھا نہ فرما مجھے اپنی خصوصی رحمت
	سے نواز بلاشبہ تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے۔

Marfat.com

اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ماینفعنی وزدنی علما والحمد للہ علی کل حال واعوذ باللہ من حال اھل النار	اے اللہ مجھے اس سے نفع دے جو تو نے مجھے علم دیا ہے اور نافع علم مجھے سکھا اور میرے علم میں اضافہ فرما ہر حال میں اللہ کے لیے حمد ہے اور اللہ کی پناہ دوزخ والوں کے حال سے۔

روزانہ علوم کی بارش

تو آپ ﷺ کے علوم اور معارف الہیہ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور آپ پر فیوضات الہیہ اور فتوحات ربانیہ کی ہمیشہ مسلسل بارش جاری رہی جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عیاض بن حمار دمجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان ربی امرنی ان اعلمکم ماجھلتم مما علمنی فی یومی ھذا	میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں جو تم نہیں جانتے' اس میں سے جو آج کے دن مجھے اللہ تعالیٰ سے سکھایا ہے۔

ہر روز اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ پر علوم و معارف کی برسات فرماتا اور حکم دیتا کہ آپ ان میں سے بعض کی لوگوں کو تعلیم دیں ان کی ضرورت، برداشت اور عطا کردہ استعداد کے مطابق انہیں بھی سکھائیں۔

واضع رہے خلق خدا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو علوم نبوی ﷺ کے ابواب کا یا انواع کا بلکہ اجناس کا احاطہ کر سکے اس کا احاطہ صرف عطا کرنے والا اللہ ہی فرما سکتا ہے، ہم آپ کے کثرت علوم اور وسعت پر چند دلائل ذکر کیے دیتے ہیں تا کہ جاہل کو تعلیم اور غافل کو

Marfat.com

تنبیہ ہو جائے اور اس صاحب مقام رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھنے والے کے ایمان میں اضافہ ہو۔

پہلی دلیل

قرآن مجید کو لیجیے جسے اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو پڑھایا آپ کے سینہ اقدس میں اسے آپ کے لیے جمع فرمایا اس کی تعلیم دی اور آپ کے لیے اسے بیان کیا اور آپ کو لوگوں کے لیے بیان کا حکم دیا آپ کے لیے حقائق قرآنیہ معانی' اسرار' انوار اور قرآن کا ظاہر و باطن منکشف فرما دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ	پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ	کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو
وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ	اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس
بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ	نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ
یَعْلَمْ (سورہ علق: ا تا ۵)	جانتا تھا۔

یہ پانچ آیات ہیں جن سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور جبرائیل امین اعلان نبوت والی رات لے کر آئے جیسا کہ پورا واقعہ روایات میں موجود ہے تو جبرائیل قرآن لے کر آئے اور کہا پڑھو فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں کیونکہ آپ امی تھے نہ کسی سے پڑھنا سیکھا اور نہ لکھنا جبرائیل امین علیہ السلام نے تین دفعہ کہا اور آپ کو تین بار بازوؤں میں لے کر اپنے ساتھ ضم کیا تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ معانی' اسرار اور انوار کا آپ پر فیضان ہو جس کا تعلق جسم سے بھی تھا اور دل و روح کے ساتھ بھی۔ پھر کہا اقرا باسم ربک یعنی تم اپنے رب کے نام کی برکت سے پڑھو نہ کہ اپنے سیکھنے کی بنیاد پر کیونکہ اس

Marfat.com

سے پہلے آپ نے کچھ نہیں پڑھا اور نہ کسی سے سیکھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ قرآن کے قاری اور عالم ہو گئے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے حالانکہ چالیس سال تک ایک آیت بھی آپ نے نہ پڑھی تھی۔ اس میں اس پر برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی بنا پر بولنے والے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس ۱۵ تا ۱۶)	تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی جو آدمی حضور ﷺ کے معاملہ میں غور وفکر کرے گا اسے آپ ﷺ کو برحق رسول ماننا پڑے گا اس کے سوا اور دوسرا کوئی احتمال نہیں آپ صرف عبقری شخصیت ہی نہیں نہ صرف صاحب فہم وذکاء بلکہ آپ فقط رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کا رد فرمایا جو کہا کرتے جو یہ شخص لایا ہے مثلاً ہدایت، علم اور تعلیمات یہ سارا کچھ باب ثقافت یا فرط زکاوت یا جودت عبقری کی وجہ سے ہے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا یہ تو امی ہیں نہ انہوں نے کسی سے پڑھا اور لکھنا سیکھا اور نہ ہی کسی استاذ کے پاس گئے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (سورہ عنکبوت ۴۷، ۴۸)	اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

جب دشمنوں نے آپ ﷺ پر یہ تہمت لگائی کہ انہوں نے یہ سارا کچھ ایک عجمی

Marfat.com

نوجوان سے سیکھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تردید کرتے ہوئے فرمایا۔

ولقد نعلم انهم يقولون انما يعلمه بشر — اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے۔

یعنی وہ نوجوان جو بعض قریش کا مملوک تھا لیکن وہ عجمی تھا تو فرمایا۔

لسان الذی یلحدون الیه وعن هذا السان عربی مبین(النحل) — جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان۔

جس غلام کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس سے سیکھا ہے وہ عجمی ہے اور قادر الکلام ہی نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ جو کلام لائے ہیں وہ تو قرآن کی صورت میں فصیح عربی ہے تو یہ تصور کیسے کیا جاسکتا ہے کہ یہ قرآن عربی میں اس آدمی سے حاصل کیا جائے جو عجمی ہو اور بیان پر قدرت بھی نہ رکھتا ہو۔

رحمٰن نے قرآن پڑھایا

تو رسول اللہ ﷺ یہ قرآن اپنی طرف سے نہیں لائے اور نہ ہی کسی مخلوق کی طرف سے کیونکہ مخلوق تو اس کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ یہ تو رب العالمین کی جانب سے ہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (سورہ رحمٰن: ۱تا۴) — رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا (ما کان ومایکون) کا بیان انہیں سکھایا۔

اول انسان جسے رحمٰن نے خود قرآن سکھایا وہ سیدنا محمد ﷺ ہی ہیں پھر ان سے

Marfat.com

لوگوں نے قرآن لیا اور سیکھا جیسے کہ آپ ﷺ ہی پہلے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے معانی قرآن کی تعلیم دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قرآن سکھایا۔ اس کے الفاظ کی تلاوت سکھائی معانی، حکمتیں، معارف، اسرار، اشارات اور خصائص سے آگاہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (اعلیٰ: ۵، ۶)

اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (سورہ قیامہ: ۱۵ تا ۱۹)

تم یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو حرکت نہ دو بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

مفہوم یہ ہے اے حبیب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن کو آپ کے سینہ اقدس میں جمع کریں اور آپ کی زبان سے اس کی تلاوت بھی ہماری ذمہ داری ہے لہذا وحی مکمل ہونے سے پہلے اس خوف سے تلاوت میں جلدی نہ کریں کہ کہیں اس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر قرآن جمع فرمایا آپ ﷺ سے اسکی تلاوت کروائی، اس کے معانی و بیان کی ذمہ داری لیتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (سورہ قیامہ ۱۸، ۱۹)

بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

Marfat.com

یعنی اس کے معانی' احکام اور اوامر ونواہی کا بیان بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

(۱) خصائص الفاظ قرآنی سے آگاہی

اس تعلیم میں خصائص الفاظ قرآن سے آگاہی بھی ہے امام ابوداؤد' ترمذی نے ثوری سے ان سے ابواسحاق نے ان سے مہلب بن ابی صفرہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر رات کو دشمن تم پر حملہ آور ہو جائے تو تم کہو۔

حم لا ینصرون — حم تو وہ کامیاب نہ ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اس میں واضح اشارہ ہے کہ حم میں حمایت (حفاظت) ہے۔

(۲) خصائص آیات قرآنی سے آگاہی

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آیات قرآنی کے خصائص سے آگاہ فرمایا جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آخری آیات کے بارے میں مروی ہے۔

امام ترمذی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر فرمائی۔

انزل منه آيتين ختم بهما سورة البقره ولا يقرأ بهن في دار ثلاث ليال فيقربها شيطان — اس میں سے آیات کا نزول ہوا جو سورۂ بقرہ کی آخری ہیں جس گھر میں یہ تین راتیں پڑھی جائیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

سورۂ کہف کی آخری اور پہلی دس آیات کے بارے میں مروی ہے کہ دجال سے حفاظت کا ذریعہ ہیں مسند احمد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کرلیں۔

عصم من الدجال — وہ دجال سے محفوظ کر دیا گیا۔

اس صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے سورۃ الکہف کی آخری دس آیات حفظ کرلیں وہ فتنہ دجال سے محفوظ کر دیا جائے گا۔

حافظ ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی۔

فھو معصوم الی ثمانیة ایام من کل فتنة وان خرج الدجال عصم منه — وہ آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ ہو جائے گا اور اگر دجال کا ظہور ہوا تو اسے اس سے محفوظ کرلیا جائے گا۔

اس طرح سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات ہیں ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا ہجرت کی رات آپ ﷺ ان کی تلاوت کرتے ہوئے نکلے اور ایک مٹھ مٹی دشمنوں کی طرف پھینکی اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے حالانکہ وہ محاصرہ کیئے ہوئے تھے۔ یہ موضوع نہایت وسیع ہے اور یہ مقام تفصیل نہیں۔

(۳) سورتوں کے خصائص کا علم

اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن' آیات قرآن کے ساتھ ساتھ آپ کو سورتوں کے خصائص سے آگاہ فرمایا سورہ یٰس کے بارے میں فرمایا یہ قرآن کا دل ہے اور اس کے بہت خصائص ہیں سورۂ دخان کے بارے میں فرمایا جس نے رات کو تلاوت کی وہ صبح بخشا ہوا اٹھے گا سورۂ ملک کے بارے میں فرمایا یہ عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے اور اس طرح دیگر سورتوں کے خصائص احادیث سے ثابت ہیں جو واضح کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کو قرآنی

Marfat.com

حروف، آیات اور سورتوں کے خصائص کا بڑا وسیع وکبیر علم تھا۔ پاک' فتاح اور علیم ہے وہ ذات جس نے اپنے حبیب ﷺ پر ان علوم کے دروازوں کو وا فرما دیا۔

(۴) قرآنی اشارات خفیہ کا علم

آپ ﷺ کو صرف الفاظ صریح کا علم ہی نہیں دیا گیا بلکہ قرآن کے مخفی اشارات سے بھی آگاہ فرمایا دیا گیا جیسا کہ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ جب سورۃ النصر اذا جاء نصر اللہ والفتح کا نزول ہوا تو حضور ﷺ کو آگاہ کر دیا گیا کہ آپ ﷺ کا وصال ہونے والا ہے دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

نعیت الی نفسی "مجھے میرے وصال کی اطلاع کر دی گئی ہے۔"

اور اسی سال آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

امام احمد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ ہر بات کے آخر میں پڑھتے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ "اللہ کے لیے پاکیزگی اور حمد ہے میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

اور فرماتے مجھے میرے رب نے فرمایا میں تمہیں عنقریب امت میں ایک نشانی دکھاؤں گا جب تم دیکھو تو میری تسبیح تحمید اور استغفار کرنا کیونکہ میں بار بار توبہ قبول کرنے والا ہوں اور وہ میں نے دیکھ لی ہے اور وہ سورۃ النصر کا نزول ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے معانی' حقائق' خصائص' اشارات' دلالات' اور اسرار و مضامین سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا

Marfat.com

اس کی حقیقت' قدر اور کمیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے یہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔

(۵) قرآن میں ہر شے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ — ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

(سورہ انعام' ۳۸)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی وھدی و رحمة وبشری للمسلمین (سورہ النمل ۸۹)

''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔''

حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

انزل القرآن علی سبعة احرف لکل حرف منها ظهر وبطن ولکل حرف حدولکل حد مطلع

''قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے ہر حرف کے لیے ظاہر و باطن ہے اور ہر حرف کے لیے حد ہے اور حد کے لیے آگاہی پانے والا ہے۔''

سنن ترمذی وغیرہ میں ہے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ مبارک فرمان نقل کیا۔

وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم وھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء

قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے یہ ذکر پر حکمت ہے یہی سیدھا راستہ ہے اس سے آرزویں غلط نہیں ہوتیں اس سے

Marfat.com

ولا تلتبس فيه الالسنة ولا شبع منه العلماء ولا يخلق على كثرة الرد ولا تنقضی عجائبه	زبانوں میں التباس نہیں آتا اس سے علماء کبھی سیر نہ ہوں گے کثرت حوالہ جات نے یہ پرانا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا۔

ان القرآن ذو شجون وفنون وظهور وبطون لا تنقضی عجائبه ولا تبلغ غايته	"قرآن میں کثیر فنون ہیں' اس کے ظہور و بطون ہیں اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اور اس کے آخری مفہوم کو نہ پایا جاسکے گا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

من اراد علم الاولین والاخرین فليعقل القران	"جو اولین وآخرین کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرآن کی تلاوت کرے۔"

تو قرآن کریم علوم ومعارف کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علوم وحقائق کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کے لیے جمع فرمادیا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور مبارک داماد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے۔

لو تكلمت لكم على سورة الفاتحة لا وقرت سبعين جملا	میں تمہارے لیے سورۂ فاتحہ پر گفتگو کروں یعنی اس کی تفسیر لکھوں تو اس کا بوجھ ستر اونٹ اٹھاسکیں گے۔

اب غور کیجئے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو جو علوم اور قرآنی مفاہیم حاصل ہیں ان کا عالم کیا ہوگا؟ یہ جو تمام کتب' تصانیف وغیرہ میں عرفاء نے بیان کیا اور وارثین محمدی نے نقل و

Marfat.com

بیان کیا۔

انما ھو رشاشات من بحرہ صلی اللہ علیہ وسلم قبسات من انوارہ واشراقات من اسرارہ صلی اللہ علیہ وسلم	"وہ آپ ﷺ کے علمی سمندر کے قطرے' آپ کے نوار کی شعاعیں اور آپ کے اسرار کی چمک روشنی ہے۔"

اہل علم ومعرفت نے قرآن کریم سے مستخرج علوم کو بیان کیا مگران کی انتہا کو نہ پاسکے ہرایک نے اپنے فہم وعلم کے ساتھ اس پر بڑی جدوجہد کی لیکن قرآن تو ایسے معانی و اسرار کا سمندر ہے جس کی انتہاء نہیں اتقان وغیرہ بھی قاضی ابوبکر بن العربی کی قانون التاویل کے حوالے سے ہے کہ علوم قرآن' پچاس' چارسو سات ہزار ستر ہزار یا کلمات قرآن کے مطابق ہیں انہیں چار میں ضرب بھی دی جاسکتی ہے کیونکہ ہرکلمہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اس طرح اس کے لیے ایک حد اور ایک مطلع ہے اس میں ترکیب اور ربط کا بھی اعتبار نہیں اگر اس کا اعتبار کرلیا جائے تو علوم کی کوئی حد نہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علامہ راغب اصفہانی کی رائے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کی نبوت کے ساتھ دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا اختتام فرمایا' ان کی شریعتوں کو آپ کی شریعت نے منسوخ اور مکمل فرمادیا اور اس طرح آپ پر نازل کردہ کتاب کو پہلی تمام کتب کا جامع بنایا جیسا کہ باری تعالیٰ نے خود اس پر تنبیہ فرمائی۔

رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً	وہ اللہ کا رسول کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے

Marfat.com

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (سورہ البینہ ۲٬۳) ان میں سیدھی باتیں لکھیں ہیں۔

اور اس کتاب کے معجزات میں سے یہ بتایا کہ اس کا حجم کم مگر ایسے تمام معانی پر مشتمل جن کے شمار و گنتی سے عقول بشر قاصر اور آلات دنیویہ جن کے سمیٹنے سے عاجز ہیں جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (سورہ لقمن ۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

علامہ زرکشی کی رائے

علامہ زرکشی ''البرہان فی علوم القرآن'' میں لکھتے ہیں۔ قرآن کریم اولین آخرین کے علوم پر مشتمل ہے اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا استنباط وہ شخص اس سے نہ کر سکے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا فہم عطا فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اہل علم نے حضور سرور عالم ﷺ کی عمر شریف ۶۳ سال قرآن سے مستنبط کرتے ہوئے کہا آیت مبارکہ

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (سورہ منافقون ۱۱)

''اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے۔''

یہ تریسٹھویں سورت کی آخری آیت ہے جو آپ ﷺ کے وصال پر شاہد ہے۔

یہ مقام علوم قرآن، مفاہیم اور اشارات کے بیان کا نہیں، اختصاراً ہم نے اس پر گفتگو کی ہے تا کہ آپ ﷺ کی وسعت علمی اور معانی قرآن کی طرف توجہ دلائی جائے جو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے اور انہیں سوائے اللہ کے اور کوئی بھی نہیں جانتا۔

دوسری دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی اور کثرت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر نازل شدہ حکمت بھی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ (سورہ نساء : ۱۱۳) ''اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاذْکُرْنَ مَایُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا (احزاب ۳۳، ۳۴) ''اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا ہے خبردار ہے۔''

حکمت سے آپ ﷺ کی سنت مراد ہے خواہ وہ افعال ہیں یا اقوال، احوال ہیں یا آپ نے کسی امر کو ثابت رکھا جیسا کہ امام شافعی نے کئی جگہ تصریح کی ہے جمہور تابعین مثلاً امام حسن بصری، قتادہ اور مقاتل بن حیان وغیرہ کا یہی موقف ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے اس آیت ''وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ' کے تحت نقل کیا ہے۔

سنت نبویہ سراپا حکمت

سنت نبویہ کو حکمت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح قول، درست عمل اور ہر شئی کو اپنی جگہ اور مناسب جگہ دینے پر مشتمل ہے اور آپ، ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کے سراپا حکمت ہونے میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سنت نبویہ کو میزان بھی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

کیونکہ نطق (بولنا) تلاوت سے عام ہے اللہ تعالیٰ نے وما یتلو (جو تلاوت کرتے ہیں) وما یقرا (جو پڑھتے ہیں) نہیں فرمایا کہ اسے قرآن کریم کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے بلکہ وما ینطق (جو بولتے ہیں) فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ قرآن وحدیث میں خواہش نفس کی بنا پر نہیں بولتے ان کا نطق (بولنا) سراپا وحی ہے۔

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الا انی اوتیت القرآن ومثله معه "سنو مجھے قرآن عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی"

یہاں مثلہ سے مراد سنت ہے جیسا کہ جمہور علماء کا موقف ہے تو اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اس طرح سنت کا بھی نزول فرمایا۔

امام بیہقی نے مدخل میں سند کے ساتھ حضرت حسان بن عطیہ سے نقل کیا۔

کان جبرائیل علیه السلام ینزل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم بالسنة کما ینزل علیه القران یعلمه ایها کما یعلمه القران

"جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی طرح ہی سنت لے کر نازل ہوتے اور سنت کی تعلیم بھی قرآن کی طرح ہی دیتے"

اس پر اہل علم نے بخاری ومسلم کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ مجھے تم پر ڈر اس پر ہے کہ تم پر دنیا کی زیب وزینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا کیا خیر، شر کو بھی ساتھ لائے گا؟ حضرت ابو سعید کہتے ہیں آپ ﷺ خاموش رہے حتی کہ ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے

Marfat.com

پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا (جو کہ وحی کے نزول کے وقت آتا تھا) اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ عرض کیا حاضر ہوں فرمایا خیر اپنے ساتھ خیر ہی لاتا ہے دوسری روایت میں ہے فرمایا خیر، ساتھ شر نہیں لاتا۔

علماء فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ سنت کا نزول بھی بصورت وحی ہوتا تھا۔ جیسا کہ اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا جسے امام بخاری اور دیگر محدثین نے نقل کیا حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مجھے حضور ﷺ کی وہ کیفیت دکھاؤ جب آپ پہ وحی کا نزول ہوتا ہے، ایک دن مقام جعرانہ پر صحابہ میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے جس نے عمرہ کا احرام باندھا حالانکہ وہ خوشبو سے معطر ہے؟ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی فرمائی اور وحی کا نزول شروع ہو گیا حضرت عمر نے یعلی کو بلا کر بتایا جب یعلی آئے تو رسول اللہ ﷺ پر کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا یعلی نے کپڑے کے اندر سر کیا تو دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس سرخ تھا اور آپ ﷺ نیند کی حالت میں تھے جب وہ مبارک کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس آدمی کو بلایا گیا فرمایا خوشبو کو خوب دھوڈالو اور وہ جبہ اتار دے اور عمرہ میں اس طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

تیسری دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ پر غیوب کا اظہار و مطلع کرنا بھی دلیل ہے آپ ﷺ کے علوم میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کثیر علوم غیبیہ کا اظہار فرمایا ارشاد ربانی ہے۔

Marfat.com

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَإِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا. (سورہ جن ۲۵)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبات به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نباها به قالت من انباک هذا قال نبانی العلیم الخبیر

"اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا۔"

Marfat.com

Marfat.com

علوم غیبیہ پر اطلاع کی متعدد صورتیں

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علوم غیبیہ پر جو مطلع فرمایا اس کی متعدد اور کثیر صورتیں ہیں کچھ کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت دوزخ تک کے احوال سے آگاہ فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابتداء خلق سے لے کر لوگوں کے دخول جنت اور دخول دوزخ تک مطلع فرمایا جیسا کہ۔

۱۔ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار حفظه من حفظه ونسیه من نسیه

''اور ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے دخول جنت اور اہل دوزخ کے دخول دوزخ تک کے احوال بیان فرما دیئے اسے یاد رہا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جس نے اسے بھلا دیا۔''

۲۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔

ماترک فیه شیئا الی قیام الساعة الاذکره علمه من علمه وجهله من جهله.

اور قیامت قائم ہونے تک ہونے والی کسی شی کو نہیں چھوڑا یعنی تمام کو بیان فرمایا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے

Marfat.com

نہ جانا اسے علم نہ رہا۔

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میرے ساتھی جانتے ہیں۔

قد کنت اری الشئی قد کنت نسیتہ فاعرفہ کما یعرف الرجل الرجل اذا غاب فراٰہ فعرفہ

''جب بھی کوئی معاملہ سامنے آتا ہے اور میں اسے بھولا ہوتا میں اسے اس طرح پہچان لیتا جیسے کسی آدمی نے دوسرے کو دیکھا وہ غائب ہونے کے بعد واپس آئے تو وہ پہچان لیتا ہے۔''

(۲) اپنے بعد قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ فرمایا

آپ ﷺ نے اپنے بعد تا قیامت واقعات سے آگاہ فرمایا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور ہمیں ظہر تک خطبہ دیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور ظہر پڑھائی پھر عصر تک خطبہ دیا پھر اتر کر عصر پڑھائی پھر مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں۔

فاخبرنا بما هو كائن الى يوم القيامة فاعلمنا احفظنا

''قیامت تک ہونے والے واقعات سے ہمیں آگاہ فرمایا ہم میں سے جو زیادہ عالم تھا اس نے اسے زیادہ محفوظ رکھا۔''

(۳) قیامت تک آنے والے ہر معاملہ کی اطلاع دے دی

قیامت تک آنے والا کوئی معاملہ ایسا نہیں جس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

نہ دی ہو امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا میرے دوست بھول گئے یا بھلا دیئے گئے ہیں۔

ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من تلثمائۃ فصاعدا الا سمالنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ

"اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے اختتام دنیا تک ہر فتنہ کے سربراہ کا نام' اس کے والد کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا اور اس میں سے کسی کو ترک نہیں فرمایا"

اس طرح آپ ﷺ نے قیامت صغریٰ وسطیٰ اور کبریٰ کی تمام علامات سے آگاہ فرمایا' آخرت کے تمام احوال، برزخ کے تمام احوال' اس طرح اہل جنت اور اہل نار کے تمام احوال بیان فرما دیئے ان کی تفاصیل کتب حدیث میں موجود ہے یہ چیز آپ ﷺ کی اس وسعت علمی پر شاہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔

(۴) تمام عوالم پر مطلع فرمایا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عوالم پر مطلع فرمایا' احادیث معراج اس پر شاہد ہیں ساتوں آسمان کا اور ان میں جو کچھ ہے تمام کا مشاہدہ کروایا تمام رسل علیہم السلام سے ملاقات ہوئی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا اس کے تمام عجائبات، آیات اور اس پر نازل تجلیات کا مشاہدہ کروایا پھر مقام مستوی پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی قلموں کی آواز سنی پھر وہاں سے آگے عالم علویات کا مشاہدہ ہوا۔

Marfat.com

عالم عرش کا مشاہدہ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم عرش سے مطلع فرمایا کیونکہ آپ ﷺ نے اس کی وسعت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام جہانوں سے وسیع اور محیط ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کرسی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

ما السموات السبع والارضون السبع عند الکرسی الا کحلقة ملقاة فی ارض فلاة وان فضل العرش علی الکرسی کفضل الفلاة علی تلک الحلقه

''سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایک انگوٹھی کی مانند ہیں جو کسی ویرانہ میں ہو اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسے ہے جیسے ویرانہ کی اس انگوٹھی پر''

(تفسیر ابن کثیر)

آپ ﷺ نے عرش کی تفصیلات بیان کیں اس میں قنادیل ہیں اور وہ عوالم عرشیہ ہیں اس کا سایہ ہے اس کے ستون ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ روز قیامت۔

فاذا موسی اخذ بقائمة من قوائم العرش

''موسیٰ علیہ السلام عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے ساتھ معلق ہوں گے''

اس کے خزائن ہیں حاملین عرش کے حالات یہ ہیں اور ان کی قوت اور عظمت کا عالم یہ ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نبی امی محمد ﷺ ہوں تین دفعہ فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں مجھے کلمات کے فواتح اور خواتم عطا کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

وعلمت کم خزنة النار وحملة العرش — ''میں جانتا ہوں دوزخ کے فرشتے کتنے ہیں اور عرش کے حاملین کتنے ہیں''

امام ابوداؤد نے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ میں حاملین عرش فرشتوں میں سے ایک کے بارے میں بیان کرو۔

ان مابین شحمة اذنه الی عائقة مسیرة سبعمائة عام — ''اس کے کان اور کاندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کے برابر ہے''

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

مسیرة سعمائة عام خفقان الطیر الریع — '' تیز رفتار پرندہ کے سات سو سالہ مسافت کے برابر ہے''

۲۔ عالم جنت ونار

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم جنت اور عالم نار سے آگاہ فرمایا اور کئی مواقع پر انہیں آپ ﷺ کے لیے ممثل کیا گیا حدیث معراج میں ہے۔

ثم ادخلت الجنة فاذا فیها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسک الاذفر — ''پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو وہاں موتیوں کے ہار اور اس کی مٹی کستوری تھی''

۳۔ عالم محشر کی تفصیلات

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم برزخ اور اس کے احوال ومعاملات سے آگاہ فرمایا عالم حشر اور اس میں تمام لوگوں کے احوال عالم پیشگی' عالم حوض' اعمال ناموں کا ملنا' حساب' میزان' پل صراط' اہل جنت کے احوال' اہل نار کے احوال سے آگاہ فرمایا آپ

Marfat.com

ﷺ نے ان تمام عوالم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ان کی تفاصیل فراہم کیں ہیں۔

۴۔ عالم علویات سے آگاہی

اس طرح عالم علویات ملاء اعلیٰ اور اس میں کفارات و درجات میں اختلاف کے بارے آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ کے لیے تمام اشیاء اور چیزیں آشکار ہوگئیں اور آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا۔

امام ترمذی، امام احمد اور دیگر محدثین نے یہ روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رات کو قیام کیا حسب توفیق میں نے نماز پڑھی دوران نماز مجھے اونگھ آ گئی میں نے اپنے رب عز و جل کی زیارت کا شرف پایا فرمایا محمد ﷺ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں اختلاف کر رہے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر علوم کا فیضان فرمایا حتیٰ کہ فرمایا:

فتجلی لی کل شئی و عرفت — ''مجھ پر ہر شے آشکار ہوگئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں

فعلمت مافی السموات و ما فی الارض — ''تو میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شی کو جان لیا۔''

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

فعلمنی کل شئی — ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شے کا علم دیدیا''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔

فما سالنی عن شئی الا علمته — ''جو تو نے پوچھا تھا وہ میں نے جان لیا ہے۔''

Marfat.com

پھر فرمایا یا محمد ﷺ اب بتایئے وہ کس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کفارات اور درجات کے بارے میں الخ۔

(۵) امتوں کا آپ پر پیش کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر تمام امتوں کو پیش فرما دیا خواہ وہ سابقہ امتیں تھیں یا آپ کی امت، کئی مواقع پر آپ پر آپ کی تمام امت کو پیش کیا گیا۔

۱۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں میں نے ایک نبی کو دیکھا جن کے ساتھ دس سے بھی کم امتی تھے۔ ایک نبی کے ساتھ ایک آدمی اور کسی کے ساتھ دو اور کسی کے ساتھ کوئی بھی امتی نہ تھا اچانک میرے سامنے بہت بڑی جماعت کو لایا گیا میں نے خیال کیا شاید یہ میرے امتی ہیں مجھے بتایا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے لیکن اے نبی تم افق کی طرف دیکھو، دیکھا تو اس طرف بھی انبوہ کثیر تھا فرمایا گیا یہ تمہاری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی بلا حساب و عذاب جنت میں داخل ہوں گے۔

۲۔ امام طبرانی اور امام ضیاء مقدسی نے حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عرضت علی امتی البارحة الذی هذه الحجرة حتی لانا اعرف بالرجل منهم من احد کم بصاحبه صور والی فی ایطنی	''پچھلی رات میری تمام امت اس حجرہ کے پاس مجھ پر پیش کی گئی حتی کہ میں ان میں سے ہر شخص کو اس سے کہیں زیادہ پہچانتا جانتا ہوں جو تم اپنے کسی دوست اور ساتھی کو جانتے ہو۔''

Marfat.com

(٦) تمام دنیا کا مشاہدہ کروایا گیا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کا مشاہدہ عطا فرمایا اور آپ ﷺ نے اسے ملاحظہ کیا۔

ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں

ا۔ امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ

''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا اس طرح آشکار کر دی ہے میں اسے اور اس میں تا قیامت ہونے والے معاملات کو اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔''

(۲) اس کی تائید مسلم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا

''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔''

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شی دکھا دی

بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شی دکھا دی جیسا کہ امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے نقل کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

مامن شئی لم اکن اریتہ الا رایتہ لی مقامی ھذا حتی الجنة والنار

''کوئی ایسی شی نہیں جسے میں اس مقام پر کھڑے نہیں دیکھ رہا حتی کہ جنت ودوزخ بھی سامنے ہے''

تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا مشاہدہ کروا کر ان پر مطلع فرما دیا۔

(۷) وقوع سے پہلے امور غیبیہ کا ملاحظہ فرمانا

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ وقوع سے پہلے ہی امور غیبیہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسالت مآب ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک ٹیلہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جسے میں دیکھ رہا ہوں عرض کیا نہیں فرمایا:

فانی لاری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر

''میں تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی طرح فتنہ واقع ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔''

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے زمین پر نشان لگا کر فرمایا فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں۔

فماماط احدھم من موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

''ان میں سے ایک بھی حضور ﷺ کے دست اقدس کے نشان سے تھوڑا بھی دور نہیں ہوا۔''

Marfat.com

یعنی جو جگہ آپ ﷺ نے مقرر فرمائی تھی اس سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے۔

(۸) مخفی امور غیبیہ کا ظہور سے پہلے آپ ﷺ کے لیے آشکار ہو جانا

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی یہ صورت بھی ہے کہ امور غیبیہ مخفیہ اپنے ظہور سے پہلے آپ پر آشکار ہو جاتے اور آپ ﷺ ان کے بارے میں خبر عطا فرما دیتے مثلاً۔

۱۔ امام احمد اور دیگر محدثین نے روایت کیا رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا۔

یدخل علیکم من هذا الباب رجل من خیر ذی یمن الا ان علی وجهه مسحة ملک	اس دروازہ سے تم پر ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جو بہتر ہے اس کے چہرے پر شرافت کا نشان ہوگا۔

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

یطلع علیکم خیر ذی یمن علیه مسحة ملک	تم پہ ایک آدمی داخل ہونے والا ہے جس پر شرافت کے آثار ہیں۔

تو حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے۔

۲۔ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔

یطلع علیکم رجل من اهل الجنة	تم پر جنتی آدمی داخل ہو رہا ہے۔

تو ایک انصاری صحابی آئے جن کی ریش مبارک وضو سے چمک رہی تھی بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

Marfat.com

۲۔ حضرت مزیدہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے دوران گفتگو فرمایا اس راستے سے تم پر کچھ سوار طلوع ہوں گے جو اہل مشرق میں سے بہتر ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر دیکھا تو تیرا سوار تھے انہوں نے خوش آمدید کہا۔ اور پوچھا۔

من القوم؟ تمہارا کس قوم سے تعلق ہے؟

انہوں نے بتایا

قوم من عبدالقیس ہمارا تعلق قبیلہ عبدقیس سے ہے۔

(۸) دلی خیالات سے آگاہی

آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے دلی خیالات بھی منکشف فرما دیئے اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں بتایا۔

ا۔ امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن سعد نے ابو اسحاق سبیعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ابو سفیان نے دیکھا رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں اور صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے ہیں ابوسفیان نے دل میں کہا کاش میں اس کے خلاف لشکر جمع کر کے قتال کرتا حضور ﷺ نے پاس آ کر ابوسفیان کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

اذن نخریک تو ہم تجھے ذلیل و رسوا کر دیتے۔

ابوسفیان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں مجھے اسی گھڑی یقین آ گیا ہے کہ آپ سچے نبی ہیں۔

Marfat.com

انی کنت لا حدث نفسی بذلک "میں نے اپنے دل میں یہی بات سوچی تھی"
(مجمع الزوائد)

۲۔ امام احمد نے مسند میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل یا میں نے ایک دوست سے کہا آؤ آج ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اللہ کی قسم ایسے ہوا کہ رسولِ اللہ ﷺ نے اس دن کا مشاہدہ فرمایا خطبہ دیا اور فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں آؤ ہم آج کے دن کو اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے بنا دیتے ہیں آپ ﷺ نے یہ بات اتنی دفعہ دہرائی کہ میرے اندر یہ آرزو ہوئی کہ کاش زمین جگہ دے دے۔ امام طبرانی نے اسے رجال صحیح کی سند سے بیان کیا ہے۔

۳۔ اہل سیرت نے عمیر بن وہب جمحی کے بارے میں بیان کیا جب صفوان بن امیہ نے اس کے قرضوں اور اس کے خاندان کے خرچہ کا ذمہ لیا اس شرط پر کہ وہ رسولِ اللہ ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کرے دونوں نے خفیہ معاہدہ کیا 'عمیر زہریلی تلوار چھپائے مدینہ طیبہ پہنچا حضور ﷺ سے اجازت چاہی آپ ﷺ نے ملاقات کی اجازت دے دی اور پوچھا۔

ماجاء ک؟ کیسے آئے ہو؟

کہنے لگا میں اپنا قیدی چھڑانے کے لیے حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

مما بال السیف فی عنقک؟ یہ تلوار کس لیے لٹکائے ہوئے ہو؟

بولا ان تلواروں نے ہمیں کیا فائدہ دیا ہے خدا انہیں رسوا کرے فرمایا کیا تو صرف قیدی کے لیے آیا ہے کہا ہاں میں صرف اسی لیے آیا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا سنو تم اور صفوان نے مقام حجر پر بدر میں مارے جانے والے سرداران کفار کے بارے غور کیا تم نے کہا اگر میرے ذمے قرض اور عیال کا خرچہ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو شہید کر دیتا صفوان نے

Marfat.com

یرے بل کی شرط پر تمہارے قرضوں اور خرچہ کا ذمہ لیا لیکن اللہ تعالیٰ میرے اور اس کے درمیان حائل ہوگیا' عمیر نے سنتے ہی کہا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یارسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آسمانی خبروں اور نازل وحی کا انکار کرتے رہے۔

وھذا امر لم یحضرہ الا انا وصفوان فواللہ انی لاعلم ما انباک بہ الا الالہ فالحمد للہ الذی ھدانی للاسلام

''لیکن اس معاہدہ کے وقت وہاں سوائے میرے اور صفوان' کے اور کوئی نہ تھا۔ اللہ کی قسم مجھے اب یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اس سے آگاہ کیا تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے اسلام کی توفیق دی ہے۔''

۴۔ ابن سعد اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضور ﷺ تشریف لائے تو ابوسفیان مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے دل میں کہا میں نہیں جانتا محمد ﷺ کو ہم پر غلبہ کیسے ہوگیا؟ آپ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

باللہ نغلبک

''ہمیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا ہے''

ابوسفیان پکار اٹھا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(زرقانی علی المواہب)

۵۔ ابن ہشام اور دیگر اہل سیر نے بیان کیا فضالہ بن عمیر بن ملوح نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا جبکہ آپ ﷺ فتح مکہ کے وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو فضالہ ہے بولا ہاں فرمایا۔

Marfat.com

ماذا کنت تحدث به نفسک؟ تمہارا ارادہ کیا ہے؟

کہنے لگا کوئی ارادہ نہیں

کنت اذکر الله میں تو اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا

استغفر الله اللہ تعالیٰ سے اپنی بات پر معافی مانگو۔

یعنی تم جھوٹ کہہ رہے ہو اس کے بعد فضالہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا تو اس کے دل میں اسلام اور خیر الانام ﷺ کی محبت گھر کر گئی حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

واللہ مارفع یدہ من صدری حتی ماخلق اللہ شیئا احب الی منه صلی الله علیه وسلم "اللہ کی قسم آپ ﷺ نے اس وقت تک میرے سینہ سے ہاتھ نہیں اٹھایا جب تک آپ ﷺ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب نہیں ہو گئے۔"

پھر میں گھر کی طرف لوٹا اور اس عورت کے پاس گزرا جس کے ساتھ میں محبت کی باتیں کیا کرتا تھا آج بھی اس نے مجھے گفتگو کی دعوت دی تو میں نے کہا۔

قالت هلم الی الحدیث فقلت لا یابی علی الله والاسلام
(تو مجھے گفتگو کی دعوت دے رہی ہے لیکن اس کام سے اللہ تعالیٰ اور اسلام نے مجھ پر پابندی لگا دی ہے)

لوما رایت محمد او قبیله بالفتح یوم تکسر الاصنام
(کاش تو محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑتے ہوئی دیکھتی)

فرایت دین الله اضحی بینا والشرک یغشی وجهه الاظلام
(تو تو اللہ کے دین کو روشن دیکھتی اور شرک کو تاریکی میں منہ چھپاتے پاتی)

(شرح المواہب' الاصابہ)

Marfat.com

(۹) دلی اموراس قدر اطلاع کہ سوال سے پہلے جواب

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دلی امور پر اس قدر مطلع فرمایا کہ آپ ﷺ سائل کے سوال سے آگاہ ہو جاتے اور اس کے سوال سے پہلے جواب ارشاد فرما دیتے اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں ایک مثال سامنے لا رہے ہیں۔

امام احمد نے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ ارادہ لیے حاضر ہوا کہ میں آپ ﷺ سے ہر نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھوں گا حتی کہ کسی کو ترک نہیں کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا وابصہ قریب آ جاؤ میں آپ ﷺ کے اس قدر قریب ہوا کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کے مبارک گھٹنوں سے مس کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم جو مجھ سے پوچھنے آئے ہو میں بتاؤں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ضرور فرمائیے فرمایا تم۔

جئت تسالنی عن البر و الاثم — "مجھ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو"

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بات یہی ہے آپ ﷺ اپنی مبارک تین انگلیاں جمع فرمائیں اور میرے سینے پر رکھ دیں اور فرمایا ابصہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھو۔

البر مااطمانئت الیہ النفس واطمان الیہ القلب والاثم ماحاک فی القلب و تردو فی الصدروان افتاک الناس وافتوک — "نیکی یہ ہے کہ نفس و دل اس پر مطمئن ہو جائیں اور گناہ یہ ہے کہ دل وسینہ میں کھٹکا اور اضطراب پیدا ہو اگر چہ لوگ اس کا فتویٰ دیں"

(۱۰) بشارات غیبیہ

علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے امور غیبیہ کے بارے میں بشارات عطا فرمائیں مثلاً حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ نوجوان ایک قرن زندہ رہے گا تو وہ سو سال تک زندہ رہے ان کے چہرے پر تل تھا اس کے بارے میں فرمایا جب تک یہ تل ختم نہ ہوگا ان کو موت نہیں آئے گی تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ان کی موت تل ختم ہو جانے کے بعد ہوئی۔ (مجمع الزوائد)

Marfat.com

آیت مبارکہ کی کچھ تفصیل

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (سورہ جن : ۲۷)

''غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ واضح فرما دیا ہے وہ غیب مطلق کا جاننے والا ہے اس کا علم ذاتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ (نمل:۶۵)

''تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمنوں اور زمینوں میں ہیں مگر اللہ''

ایک اور مقام پر یوں واضح فرمایا:

لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ کهف : ۲۶)

''اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب۔''

اس حقیقت کو یوں بھی واضح فرمایا:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ. (سورہ انعام : ۵۹)

''اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے''

لیکن اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ آیت کریمہ میں ہمیں یہ اطلاع بھی دے دی ہے کہ وہ رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب فرما کر اس پر غیب کا اظہار فرمائے اور حکمت الٰہیہ کے تحت جس غیب پر چاہے مطلع فرما دے مثلاً اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض غیوب پر مطلع فرمایا تا کہ ان کی نبوت کے صدق اور قوم پر حجت بن سکیں اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

Marfat.com

وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

(آلعمران : ۴۹)

"اور تمہیں بتا تا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔"

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولان کرام کو حکمت کے تحت جن غیوب پر چاہا مطلع فرما دیا تا کہ وہ ان کی نبوت کے صدق پر دلیل بن سکے ہاں یہ علم غیب آلات کے ذریعے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس میں اسباب عادیہ کا دخل ہوتا ہے اور نہ ہی علامات عرفیہ کا بلکہ فقط اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہی ہوتا ہے۔

یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم نجوم، علم الافلاک اور فضائی رصد گاہوں وغیرہ کے حاصل ہونے والے بعض مخفی چیزوں کا علم غیب نہیں کہلائے گا کیونکہ ان میں سائنسی آلات اور قواعد عادیہ اور عرفیہ کا دخل ہے کیونکہ علم غیب کے لیے یہ شرط ہے کہ تمام مادیات، وسائط کونیہ، اسباب عادیہ اور علامات عرفیہ سے بالاتر ہو اور اسے محققین نے خوب واضح کر دیا ہے یہی وجہ ہے اگر کوئی طبیب کسی آلہ کے ذریعے دل کی قوت اور ضعف یا نبض کے ذریعے اندرونی اور مخفی مرض کا بتاتا ہے تو اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے غیبی خبر دی ہے جیسا کہ فلکیات کا ماہر آلات سائنس کے ذریعے موسمی تغیرات مثلاً حرارت و برودت وغیرہ کے بارے میں بتائے تو اسے بھی غیب کا علم نہیں کہا جائے گا۔

آیات میں موافقت و تطبیق

زیر مطالعہ آیت مبارکہ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احد الا من ارتضی من رسول درج ذیل آیت کے منافی نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (سورہ انعام:۵۰)

تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔

کیونکہ یہاں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط مراد ہے مفہوم یہ ٹھہرا میں یہ نہیں کہتا کہ میں غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط رکھتا ہوں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی کیونکہ یہ علم فقط اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔

یہی معنی اس آیت مبارکہ کا ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بتایا۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (ھود: ۳۱)

''اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں''

یا ان آیات کا مفہوم یہ ہوگا۔

انی لا اعلم الغیب الا ان یعلمنی اللہ تعالی ویطلعنی علی ماشاء من الغیب

''میں غیب نہیں جانتا مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا ہے اور مجھے اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس پر مطلع کیا ہے۔''

اولیاء کرام کا علم غیب

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔''عالم الغیب فلا یظھر علی غیبیہ احدا لامن ارتضی من رسول'' اولیاء اللہ کے بعض علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کے بھی منافی نہیں کیونکہ آیت مبارکہ میں اگر رسول سے مراد رسول بشری ہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے تو

Marfat.com

اب اولیاء کو بعض علوم غیبیہ رسولوں کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوگا اور اس واسطہ سے انہیں کرامت ملتی ہیں لہذا ان کا یہ علم ان کی کرامات کہلائی گی اور ہر ولی کی ہر کرامت اس کے نبی کے لیے معجزہ ہوتا ہے جو اسے ان کی اتباع کی بنا پر ملتی ہے۔ صلوات اللہ علی نبینا وعلی الانبیاء اجمعین

اور اگر رسول سے مراد رسول ملکی ہے جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جیسے وہ وحی نبوی لے کر حضرات انبیاء علیہم السلام پر پاس آئے اس طرح وہ الہام صادق لے کر قلوب اولیاء پر وارد ہوتے ہیں اور انہیں القاء کرتے ہیں تو اولیاء کرام کے بعض علوم غیبیہ کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور ہماری یہ بات احادیث صحیح سے بھی ثابت ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایسے تھے جن پر الہام ہوتا اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

امام بخاری نے انہی سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں لوگ تھے جن سے کلام کیا جاتا لیکن وہ نبی نہ تھے اگر ان میں سے میری امت کا کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

فتح الباری میں ہے محدث، جس کے دل میں ملاء اعلیٰ سے کچھ ڈالا جائے تو وہ ایسے ہی ہوگیا جیسے اس کے ساتھ دوسرے نے گفتگو کی ہے مکلم جس کے ساتھ بغیر نبوت کے ملائکہ گفتگو کریں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اس سے گفتگو کا مفہوم کیا ہے فرمایا ملائکہ اس کی زبان میں اس سے ہمکلام ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی اگر کوئی میری امت سے ہے تو وہ عمر ہے میں تردد اور شک نہیں بلکہ اس میں تاکید اور بات کو پختہ کرنا ہے جیسے کہ محاورہ ہے اگر میرا دوست ہوتا تو فلاں ہوتا' اس سے دوستوں کی نفی نہیں بلکہ دوست کے ساتھ کمال دوستی کا اظہار ہے یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله تعالى جعل الحق على لسان عمرو قلبه

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھا ہے۔''

یہ تمام روایات اثبات الہام اور مغیبات کے بتائے جانے میں صریح ہیں سنن ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله

''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

ان فی ذلک لآیات للمتوسمین

''بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے'' (سورہ حجر : ۷۵)

امام ابن جریر نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

احذروا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله وبتوفيق الله

''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور اور اللہ کی توفیق سے دیکھتا ہے''

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا۔

ان للہ عبادا یعرفون الناس بالتوسم — ''اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہوتے ہیں جو لوگوں کو علامات سے پہچان لیتے ہیں''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ بھی اس سے تعلق رکھتا ہے ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس نے کسی اجنبی خاتون کو تاڑا تھا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

یدخل احدکم علینا و فی عینیه اثر الزنا — ''تم پر ایک ایسا آدمی آیا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے''

آدمی نے عرض کیا امیر المومنین

او حی بعد رسول اللہ؟ — ''کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ ہے؟

فرمایا نہیں

ولکن فراسة مومن صادقة — ''لیکن مومن کی صحیح فراست تو باقی ہے''

چوتھی دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو اصناف مخلوقات، انواع حیوانات اور ان کے احکام، اوضاع اور ان کے امور کی تفصیل کا علم تھا۔

۱۔ امام طبرانی نے رجال صحیح کی سند سے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔

Marfat.com

لقد ترکنا رسول الله صلی الله علیه وسلم وما فی السماء طائر یطیر بجناحیه الا ذکر لنا منه علما (مجمع الزوائد)

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آسمان پر کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم آپ ﷺ نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔"

۲۔ امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا۔

وما یحرک طائر جناحیه فی السماء الاذکر لنا منه علما

"کہ آپ ﷺ نے آسمان پر اڑنے والے پرندوں کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا۔

۳۔ امام طبرانی نے روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مابقی شئی یقرب من الجنة ویباعد من النار الاوقد بین لکم

"کوئی ایسی شی باقی نہیں رہی جو جنت کے قریب کر دے اور وہ دوزخ سے دور کردے مگر اسے ضرور تمہارے لیے بیان کردیا گیا۔"

حضور ﷺ نے پرندوں کے حوالے سے صحابہ کو علم کبیر عطا فرمایا یہ واضح طور پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کی ہر شئی سے متعلق وسیع علم حاصل تھا۔

اس میں اس پر بھی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے کون ومکان کے تمام ان اہم امور کو ہر جہت اور اعتبار سے واضح کیا جو ہر جہاں کی مصلحت اور سعادت بشر کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ جب آپ ﷺ پرندوں کے بارے میں آگاہ فرما رہے ہیں تو یہ کیسے

Marfat.com

ممکن ہے کہ آپ ﷺ انسان کے مصالح سے متعلق چیزوں کا ذکر ترک کر دیں اور پرندوں کے احکام اور تفاصیل بتائیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ ﷺ نے اکمل وجوہ پر تمام سعادات بشریہ اور جمیع اوصاف اصلاحیہ کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔

امام ابویعلی نے سند کے ساتھ محمد بن منکدر کے حوالے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مکڑی کم ہوگئی آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو کچھ نہ ملا تو آپ نے مختلف علاقوں میں اس کے لیے آدمی بھجوائے تا کہ وہ مکڑی کے بارے میں خبر لائیں یمن کی طرف جانے والے آدمی مشت بھر مکڑی حاصل کر لائے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کی آپ نے دیکھ کر تین دفعہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

خلق الله عزوجل الف امة منها ستمائة فی البحر واربعمائة فی البر واول شئی یهلک من هذه الامم الجراد فاذا هلکت تتابعت مثل النظام اذا قطع سلکه	''اللہ تعالیٰ نے ہزار امت پیدا کی چھ صد سمندر میں اور چار ہزار خشکی میں ان میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت مکڑی ہوگی۔''

(تفسیر ابن کثیر)

یہ تمام احادیث اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تفصیلات ہیں۔

ومامن دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شئی ثم الی ربهم یحشرون (انعام : ۳۸)	''اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہیں رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائیں

Marfat.com

جائیں گے۔''

آپ ﷺ نے تو روز قیامت ان چیزوں کے حشر کی تفصیلات اور ان کے درمیان قصاص تک کے معاملات کو بیان فرمایا۔

صحیح مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت حق ہر اہل حق تک پہنچایا جائے گا۔

حتی یقاد للشاۃ الجلحا من الشاۃ القرناء — ''حتی کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی سے بدلا دیا جائے گا۔''

امام احمد نے ان الفاظ میں روایت کیا ہر ایک سے قصاص لیا جائے گا۔

حتی الجماء من القرناء وحتی للذرۃ من الذرہ — ''سینگ والی' سینگ والی سے بدلا ... گی''

حافظ منذری فرماتے ہیں اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

پرندے بھی امت ہیں اس طرح کیڑے بھی امت ہیں حدیث صحیح میں ہے ایک نبی کو کیڑی نے کاٹا اور انہوں نے ان کی آبادی کو جلانے کا حکم دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔

ان قرصتک نملۃ اھلکت امۃ من الامم تسبح — ''تم نے ایک ایسی امت کو ہلاک کیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی تھی۔''

شہد کی مکھی امت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ — ''اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بناؤ اور درختوں میں اور چھتوں میں۔''

(سورہ النحل : ٦٨)

Marfat.com

امت سے مراد مخلوقات کی ایک ایسی صنف ہے جس کا نظام حیات' معاشی معاملات' تناسل' اجتماعی نظام اور اس میں آمر و مامور وغیرہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

''ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیوں اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔''

(سورہ نمل : ۱۸)

حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے لشکروں کے پاس سے گزرنا چاہ رہے تھے ان کی سربراہ کو پتہ چلا تو اس نے انہیں اپنے گھروں میں داخل ہو جانے کا حکم دیا تا کہ کہیں وہ کچل نہ دی جائیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام معذور ہوں گے کیونکہ انہیں علم نہیں۔

یہ تمام چیزیں سامنے رکھیں تو واضح ہو جاتا ہے حضور ﷺ کے علمی سمندر کا احاطہ سوائے عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے ظہر پڑھائی سلام کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے قیامت کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پہلے آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر فرمایا پھر فرمایا تم میں اگر کوئی کچھ پوچھنا چاہتا ہے تو مجھ سے پوچھ لے۔

فواللہ لاتسالون عن شئی الا اخبرتکم بہ مادمت فی مقامی ھذا

''اللہ کی قسم تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں اس مقام پر تمہیں بتاؤں گا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے تمام انصار صحابہ رو رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

Marfat.com

سلونی

''مجھ سے پوچھ لو''

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرا ٹھکانہ کہاں فرمایا جہنم، حضرت حذیفہ نے پوچھا میرا والد کون ہے فرمایا تیرا والد حذافہ ہے اس کے بعد فرمایا:

سلونی سلونی

''پوچھو اور پوچھو''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہا

رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا

''ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور آپ کے رسول ہونے پر مطمئن ہیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی پھر فرمایا مجھے قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابھی جنت و دوزخ کو اس سامنے دیوار کے پاس میرے سامنے لایا گیا حالانکہ میں نماز ادا کر رہا تھا میں نے خیر و شر میں آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔

تو دیکھا آپ ﷺ نے بار بار اعلان فرمایا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں یہاں کھڑے کھڑے بتا دوں گا اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی وسعت علمی پر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے''

(سورہ النساء : ۱۱۳)

Marfat.com

Marfat.com

قرآن اور صاحب قرآن ظاہری و باطنی علوم کے بحر بیکراں
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے الرسالۃ اللدنیۃ کا سلیس ترجمہ

قرآن اور روحانی علوم

مُصنّف:
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ:
مُفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور
جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
0300,4407048/042,5300353

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی (النحل۔۸۹) ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے جو ہر شی کی تفصیل و بیان ہے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین کرام نے تصریح فرمائی کہ قرآن مجید میں تمام چیزوں کا بیان ہے خواہ ان کا تعلق دین سے ہے یا دنیا سے' جس قدر کوئی اس کلام سے تعلق بنائے گا اسے اسی قدر ہی فیض نصیب ہوگا سب سے زیادہ اس سے آگاہی سرور عالم ﷺ کو حاصل ہے بلکہ آیت میں خطاب بھی آپ کو ہی ہے کہ ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی تفصیل ہے تو کسی اور کو اس سے کوئی مسئلہ ملے یا نہ ملے حضور سرور عالم ﷺ کو ضرور ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر

ہم یہاں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول تفسیر ذکر کیے دیتے ہیں' امام ابن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ ہجری) اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

Marfat.com

قال ابن مسعود انزل فی ھذا القرآن کل علم و کل شئی قد بین لنافی القرآن ثم تلاھذہ الآیۃ

(جامع البیان‘ ۸: ۲۱۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس قرآن میں ہر علم نازل کیا گیا ہے اور اس میں ہر شے ہمارے لیے بیان کردی گئی ہے اس کے بعد انہوں نے بطور دلیل یہی آیت تلاوت کی۔

۲۔ امام ابن ابی حاتم (المتوفی ۳۲۷ھ) نے انہی کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

ان اللہ انزل فی ھذا الکتاب تبیان لکل شئی ولقد علمنا بعضا ممابین لنافی القرآن ثم تلا و نزلنا علیک الکتب

(تفسیر ابن ابی حاتم‘ ۷: ۲۲۹۷)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں ہر شے بیان فرمادی ہے البتہ قرآن میں جو کچھ بیان ہے ہم اس میں سے بعض کا علم رکھتے ہیں پھر انہوں نے بطور تائید یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۳۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے مذکور امام کے حوالے سے انہی صحابی سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

ولکن علمنا یقصر عما بین لنافی القرآن (الاکلیل فی استنباط التنزیل: ۱۴۰)

قرآن میں جو کچھ بیان ہوا ہے ہمارے علم اسے پانے سے قاصر ہے۔

۴۔ اس آیت کے تحت شیخ محمد علی شوکانی نے امام سعید بن منصور‘ امام ابوبکر بن ابی شیبہ‘ عبداللہ بن احمد‘ ابن ضریس‘ محمد بن نصر‘ طبرانی اور بیہقی سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے۔

من ارادالعلم فلیثورالقرآن فان

جو آدمی علم چاہتا ہے وہ قرآن کی

Marfat.com

فیه علم الاولین والاخرین
(فتح القدیر ' ۳ : ۱۸۹)

خدمت میں آئے کیونکہ اس میں اولین وآخرین کے علوم موجود ہیں۔

بعض اہل علم نے اسے صرف مسائل شریعہ مثلاً حلال وحرام تک ہی محدود رکھا لیکن مشہور اور عظیم مفسر قرآن حافظ ابن کثیر نے فرمایا اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو ہی ترجیح حاصل ہے لکھتے ہیں:

قال ابن مسعود قدبین لنافی هذا القرآن کل علم و کل شئی وقال مجاهد کل حلال و حرام و قول ابن مسعود اعم واشمل فان القرآن اشتمل علی کل علم نافع من خبرما سبق وعلم ماسیاتی وکل حلال و حرام وما الناس الیه محتاجون من امر دنیا هم ودینهم ومعاشهم و معادهم
(تفسر ابن کثیر ۲ : ۵۸۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن میں ہر علم اور ہر شے کا بیان ہے حضرت مجاہد کہتے ہیں حلال وحرام کی تفصیل ہے۔ لیکن حضرت ابن مسعود کے قول میں زیادہ عموم و شمول ہے کیونکہ قرآن ہر علم نافع پر مشتمل ہے خواہ اس کا تعلق خبر گذشتہ ہے یا مستقبل سے ہے ہر حلال وحرام اور لوگ جس کے محتاج ہیں خواہ وہ ان کا دنیا کا معاملہ ہے یا دین کا خواہ ان کی زندگی کا معاملہ ہے یا آخرت کا۔

انہوں نے البدایہ میں متعدد آیات ذکر کرنے کے لکھا کہ ان میں

نبین تعالٰی ان نفس انزال هذا الکتاب المشتمل علی

اللہ تعالٰی نے واضح کر دیا ہے کہ اس قرآن میں جو کچھ ہوا جو کچھ ہوگا اور

Marfat.com

علم ماكان وما يكون وعلم ماهو كائن بين الناس على مثل هذا النبى الامى وحده كان من الدلالة على صدقه	لوگوں کے درمیان ہر معاملہ کا فیصلہ موجود ہے اس کا نزول اس نبی امی پہ لفظ ہوا ہے جو ان کے صدق پر شاہد ہے۔

(البدايه والنهايه' ٦ : ٦٩)

حضرت ملا علی قاری کتاب الٰہی کی اس شان کا بیان ان الفاظ میں کرتے ہیں:

واشتمل عليه من بيان كل شئى تصريحا اوتلويحا قال تعاے (ونزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شئى) اى لمايحتاج اليه من امر الدين والدنيا والعقبى كا لعلوم الاعتقادية والاعمال الشرعية والاخلاق البهية والاحوال السنية وغيرها.	قرآن ہر شے کے بیان پر مشتمل ہے بصورت تصریح یا اشارہ' اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شئى" یعنی جس کی بھی محتاجی تھی اسے بیان کر دیا خواہ دین' دنیا اور آخرت کا معاملہ ہو مثلاً علوم اعتقادیہ' اعمال شرعیہ اخلاق کمالیہ' احوال حسنہ اور دیگر تمام کا بیان ہے۔

(مرقاة المفاتيح' ١ : ٣٦٧)

٢- دوسرے مقام پر قرآن ہی کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وكل شئى فصلناه تفصيلا (الاسراء)	اور ہر شے کو ہم نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

ان الفاظ قرآنی کے تحت تمام مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمام امور کو تفصیلاً بیان فرمایا ہے خواہ ان کا تعلق دین سے ہے یا دنیا سے' چند کی آراء ملاحظہ کر لیجئے۔

Marfat.com

ا۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶) ان الفاظ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ای کل شئی بکم حاجة فی مصالح دینکم و دنیا کم فقد فصلنا و شرحاه و هو کقوله مافر طنافی الکتاب من شئی و قوله نزلنا علیک الکتاب تبینانالکل شئی

یعنی ہر شے جس کی تمہیں دین و دنیا کے مصالح میں ضرورت تھی اسے ہم نے کامل طریقہ سے بیان کر دیا ہے اس فرمان کا مفہوم اس فرمان کی طرح ہے ہم نے کتاب میں کوئی شے ترک نہیں کی اور اس فرمان کی طرح کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر شے کا بیان ہے۔

(مفاتیح الغیب پ ۱۵ : ۳۰۷)

۲۔ قاضی بیضاوی (۶۸۵ ھ) لکھتے ہیں:

(وکل شئی) تفتقرون الیه فی الدین والدنیا (فصلناه تفصیلا) بیناه بیانا غیر ملتبس (انوارالتنزیل مع شیخ زادہ، ۵ : ۳۶۰)

تم دین و دنیا میں جس کے محتاج تھے ہم نے اسے نہایت ہی واضح انداز میں بیان کر دیا۔

۳۔ شیخ جار اللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸) رقمطراز ہیں:

(وکل شئی) مما تفتقرون الیه فی دینکم و دنیا کم (الکشاف، ۲ : ۲۴۰)

تمہیں جن دین و دنیا کے معاملات میں احتیاجی تھی اسے ہم نے تفصیلاً بیان کر دیا۔

قارئین آپ کسی بھی مفسر کی تفسیر کا اس آیت کے تحت مطالعہ کریں انہوں نے یہی الفاظ لکھے ہیں جو واضح عقیدہ عطا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمام امور کو بیان فرمایا ہے خواہ ان کا تعلق دین سے ہے یا دنیا سے، البتہ ہر ایک کو

Marfat.com

اس کے علم و معرفت کے مطابق نصیب ہوگا لیکن جس ہستی کو خود قرآن سکھایا اس پر تو اس کا کوئی گوشہ مخفی نہیں رکھا۔ یہی وجہ ہے صحابہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے صبح سے لے کر شام تک خطبہ میں ہمیں ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت تک تمام بیان فرمادیا تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''صحابہ اور علم نبوی'' کا مطالعہ کیجئے۔ یہی وجہ ہے امت مسلمہ اپنی نجی زندگی سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک آپ ﷺ سے ہی راہنمائی لینا اپنا ایمان تصور کرتی ہے اس کی سیاست' معیشت اور حکومت اسی طرح اسلام کے تابع ہے جیسے ادائیگی نماز لہٰذا یہ کہنا آپ ﷺ محض دینی معاملات سے آگاہ ہیں اسلام کو دین ناقص قرار دینا ہے۔ اس کے لیے ہمارا مقالہ ''علم نبوی اور امراد ینا'' قابل مطالعہ ہے۔

سرور عالم اور باطنی علوم

دوسری بات یہاں جو واضح کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو باطنی علوم سے بھی نوازا ہے' اوپر والی آیات میں صرف علوم ظاہری ہی مراد نہیں بلکہ باطنی بھی ان میں شامل ہیں' آیت مبارکہ:

علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (النساء: ۱۱۳)	ہم نے تمہیں وہ کچھ سکھادیا جو تم نہ جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

کے تحت مفسرین کرام نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ کو باطن سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے۔

۱۔ امام محمود آلوسی (۱۲۷۰) کے الفاظ ہیں۔

ای الذی لم تکن تعلم من	یعنی جو تم مخفی امور اور سینوں کے راز

Marfat.com

خفیات الامور وضمائر الصدور ومن جملتها وجوه ابطال کیدالکاذبین	نہ جانتے تھے ہم نے ان سے آگاہ کردیااوران میں منافقین کے فریب سے آگاہی اوران کاازالہ بھی ہے۔

(روح المعانی: پ ۵۔ ۱۴۴)

۲۔ امام ابن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰) نے اوّلین و آخرین کی تمام اخبار پراطلاع مرادلی ہے۔

من خبرالاولین والاخرین وماکان وما هو کائن من قبل	اوّلین و آخرین اور جو کچھ ہوااور جو کچھ ہونا ہے تمام سے آگاہ کردیا۔

(جامع البیان، ۴: ۳۷۳)

۳۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی نے دوسرا مفہوم یہ لکھا ہے۔

من خفیات الامور و ضمائر القلوب	آپ کو مخفی امور اور دلوں کے بھیدوں سے آگاہ کردیا۔

(مدارک التنزیل: ۱: ۴۲۹)

امام جلال الدین سیوطی نے اس موضوع پر مستقل کتاب ''الباہر فی حکم النبی بالباطن والظاہر'' لکھی جس کا ترجمہ بنام ''حضور کے ظاہر و باطن پر فیصلے'' ہم نے شائع کردیا ہے۔ ہم یہاں صرف امام شہاب الدین خفاجی کے الفاظ نقل کر رہے ہیں۔

۱. فکان صلی الله علیه وسلم اعلم الناس باحکام ربه وله الولایة العامة علی جمیع خلقه والامامة العظمی	آپ ﷺ اپنے رب کے احکام سے سب سے زیادہ آگاہ ہیں اور تمام مخلوق پر آپ کو ہی حکومت عامہ اور امامت عظمی حاصل ہے آپ نے

Marfat.com

فكان يحكم بالقضا والسياسة والافتاء و يحكم بالظاهر والباطن كالخضر عليه الصلاة والسلام قاله السيوطی

بطور قاضی، مفتی اور بطور سیاسی رہنما فیصلے دیئے ظاہر و باطن پر فیصلے فرمائے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کیے اور سیوطی نے اس طرح لکھا ہے۔

(نسیم الریاض: ۴: ۶۰)

۲۔ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

انما یحکم بالظاهر وقد کان له صلی الله علیه وسلم الحکم بالباطن لا طلاع الله له علیه

حضور ﷺ نے ظاہر پر فیصلہ فرمایا ورنہ آپ ﷺ تو باطن پر بھی فیصلہ کرسکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر مطلع فرمایا۔

(نسیم الریاض، ۴، ۱۱۴)

امام غزالی نے اس مقام میں انہی دو معاملات پر تفصیلی گفتگو کی ہے اولاً کہ قرآن تمام علوم و معاملات کو شامل ہے ثانیاً علوم صرف ظاہری ہی نہیں باطنی بھی ہیں، قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فان القران لهو البحر المحيط المشتمل علی جمیع الاشیاء

قرآن بحر محیط ہے جو جمیع اشیاء پر مشتمل ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

والله تعالی اخبرفی القرآن عن جمیع العلوم وجلی المرجودات و خفیها و صغیر ها و کبیرها و محسوسها و معقولها

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام علوم اور موجودات کے جلی و خفی حقیر و کبیر اور محسوس و معقول کے متعلق خبر دے دی ہے۔

اور آپ ﷺ کے عقل مبارک کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

وکان عقله صلی الله علیه

آپ ﷺ کا عقل مبارک تمام عالم

Marfat.com

وسلم محیطا جمیع العلویات والسفلیات فکل کلمة من کلماته بل لفظه من الفاظه یوجد تحتها بحار الاسرار وکنوز الرموز	علویات و عالم سفلیات دونوں پہ محیط تھی آپ کی ایک ایک بات بلکہ ہر ایک لفظ کے تحت اسرار و رموز کے بحر بے کنار اور انمول خزانے پنہاں ہیں۔

اس کے علاوہ انہوں نے علوم باطنیہ پر اپنے فلسفیانہ انداز میں بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔ چونکہ کچھ لوگ علمی طور پر کنویں کے مینڈک ہونے کی وجہ سے ان علوم کے سمندر کا انکار کرتے ہیں ان کی اصلاح کے لیے یہ مقالہ نہایت ہی مفید رہے گا۔

اللہ تعالیٰ صفہ فاؤنڈیشن کے اراکین کو جزا عطا فرمائے جو اس علمی مقالہ کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

دعا گو

محمد خان قادری

کاروان اسلام' شادمان لاہور

۲۱- دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشا

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ زَیَّنَ قُلُوۡبَ خَوَاصِ عِبَادِہٖ بِنُوۡرِ الۡوِلَایَۃِ وَرَبّٰی اَزۡوَاجَھُمۡ بِحُسۡنِ الۡعِنَایَۃِ وَفَتَحَ بَابَ التَّوۡحِیۡدِ عَلَی الۡعُلَمَاءِ الۡعَارِفِیۡنَ بِمِفۡتَاحِ الدِّرَایَۃِ وَاُصَلِّیۡ وَاُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِالۡمُرۡسَلِیۡنَ صَاحِبَ الدَّعۡوَۃِ وَالرِّعَایَۃِ وَدَلِیۡلِ الۡاُمَّۃِ اِلَی الۡھِدَایَۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ سُکَّانَ حَرَمِ الۡحِمَایَۃِ

علم غیبی لدنی

ہمارے ایک دوست نے بیان کیا کہ ایک عالم نے اس علم غیب لَدُنّی کا انکار کیا ہے جس پر خواص صوفیاء کرام اعتماد کرتے ہیں اور جس کی طرف اہل طریقت منسوب ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ علم لدنی ان علوم کی نسبت زیادہ قوی اور محکم ہوتا ہے جو بندوں سے سیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں' دوست موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ عالم مذکور کہتا ہے کہ میں صوفیاء کے علم کے تصور و بیان پر قادر نہیں ہوں اور میرے خیال میں دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ سیکھنے اور حاصل کرنے کے بغیر محض فکر وغور سے علم حقیقی میں گفتگو کر سکتا ہو ہم نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہ اس شخص کو تحصیل علم کے طریقوں کا پتہ ہے اور نہ اسے انسانی نفس اور اس کی صفات کے متعلق کسی طرح کا علم و درایت حاصل ہے کہ کیونکر نفس انسانی لامات غیب اور علم ملکوت کو قبول کرتا ہے ہمارے دوست نے یہ بھی کہا ہاں وہ شخص کہتا ہے کہ لم صرف فقہ' تفسیر قرآن اور کلام پر موقوف ہے اس کے علاوہ کوئی علم نہیں اور یہ تمام علوم یکھنے اور سمجھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

قرآن بحرِ محیط اور تمام اشیاء پر مشتمل ہے:

ہم نے کہا کہ بہت اچھا تو پھر علم تفسیر کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

فان القرآن هو البحر المحيط المشتمل على جميع لاشياء وليس جميع معانيه وحقائق تفسيره مذكورة فى هذا التصانيف المشهورة

کیونکہ قرآن تو ایک بحرِ محیط ہے جو جمیع اشیاء پر مشتمل ہے اور اس کے تمام معانی اور اس کے تفسیری حقائق ان تصانیف میں مذکور نہیں ہیں جو عوام میں مشہور ہیں۔

بلکہ تفسیر تو کچھ اور ہی چیز ہے اور جو اس مدعی کو معلوم ہے اس کا نام تفسیر نہیں ہے اس شخص نے کہا کہ ان مشہور و معروف تفاسیر جو قشیری، ثعلبی اور ماوردی وغیرہ کی طرف منسوب ہیں کے سوا اور کوئی تفاسیر ہی موجود نہیں ہیں میں نے کہا کہ وہ شخص راہ حقیقت سے دور ہو گیا ہے کیونکہ امام سلمی نے اپنی تفسیر میں بعض محققین سے ایسے مفاہیم جمع کیے ہیں جو تحقیق کے زیادہ قریب ہیں اور یہ کلمات بقیہ تفاسیر میں مذکور نہیں ہیں۔

حقائق علوم سے بے خبری:

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جب فقہ، کلام اور عام تفاسیر کے سوا کسی اور چیز کو علوم میں شمار ہی نہیں کرتا تو وہ علوم کی اقسام و تفاصیل، مراتب و حقائق اور ان کے ظاہری و باطنی نکات سے بالکل ناواقف ہے دنیا کی عادت سی ہو گئی ہے کہ جو شخص کسی چیز سے واقف نہ ہوتا ہو وہ فوراً اس کا انکار کر دیتا ہے اسی طرح اس مدعی علم کا کام و دہن بھی شراب حقیقت سے لذت آشنا نہیں اور نہ اس کو اسرار علم لدنی سے آگاہی ہے اس لیے وہ کیونکر اس کا اقرار کرے گا یہ بات تو ہمیں بھی پسند نہیں کہ جب تک وہ ان اسرار سے معرفت و آشنائی پیدا نہ

Marfat.com

کرے محض تقلید اور تخمینے سے اس کا اقرار کرے اس دوست نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مراتب علوم کا کچھ تذکرہ فرمائیں اور اس علم کو صحیح ثابت کریں اور اس کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے اس کا اثبات کریں ہم نے کہا کہ اس مسئلہ کا بیان و تفصیل تو بہت دشوار ہے لیکن جو کچھ ہمیں سمجھ آیا ہم اس کو اپنے حال اور وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس علم کے کچھ مقدمات کو بیان کریں گے ہم۔ اکلام کو طول نہیں دینا چاہتا کیونکہ بہترین کلام وہ ہے جو قلیل اور پُر معنی ہو اور ہم نے اللہ تبارک تعالیٰ سے توفیق اور اعانت طلب کی اور اس علم کے متعلق اپنے فاضل دوست کا مسئلہ حل کیا۔

فصل

فضیلت علم:

یاد رکھیں، کہ علم "نفس ناطقہ مطمئنہ" کے اشیاء کے حقائق اور ان کی ان صورتوں کے تصور کا نام ہے۔ جو مادہ سے خالی ہوں۔ یہ تصور اشیاء کے عین، کیفیت، مقدار اور جوہر سے ہوتا ہے اور اگر وہ منفرد ہوں تو ان کی ذات سے بھی ہوتا ہے اور علم اس ذات کا نام ہے جو محیط، مدرک اور متصور ہو اور معلوم اس شے کی ذات کا نام ہے جس کا علم نفس میں منقوش ہو جاتا ہے اور علم کی شرافت اس کے معلوم کی شرافت کے مطابق ہوتی ہے۔

سب سے افضل علم:

اس میں شک نہیں ہے کہ سب معلومات سے افضل و اعلیٰ اور اشرف و اجل اللہ تعالیٰ ہے جو صانع و مبدع اور سچا اور ایک ہے اس کا علم یعنی علم توحید سب علوم سے افضل اجل اور اکمل ہے اور اس علم کی تحصیل جمیع عقلا پر ضروری اور لازم ہے جیسا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

Marfat.com

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ''علم کا حصول ہر مسلم پر فرض ہے۔''

نیز آنحضرت ﷺ نے اس علم کی جستجو کے لیے سفر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ ''علم کی جستجو کرو خواہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ہو۔''

اس علم توحید کا جاننے والا تمام علماء سے افضل ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بزرگ ترین مراتب کا ذکر کرتے ہوئے ان کو مخصوص کیا اور فرمایا:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰۤئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ ''اللہ تعالیٰ فرشتے اور علماء اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اس علم توحید کا کامل اطلاق تو انبیاء پر ہوتا ہے اور اس کے بعد ان علماء پر ہوتا ہے جو انبیاء کے وارث ہیں۔

علم توحید دوسرے علوم کی نفی نہیں کرتا:

اور یہ علم بلاشبہ اپنی ذات کے اعتبار سے اعلیٰ اور بنفسہ کامل ہے لیکن یہ دیگر علوم کی نفی نہیں کرتا بلکہ بہت سے مقدمات کے بغیر یہ حاصل ہی نہیں ہو سکتا اور یہ مقدمات مختلف علوم مثلاً افلاک اور آسمانوں اور جمیع مصنوعات کے علم سے ہی حاصل ہوتے ہیں اور علم توحید سے دیگر علوم پیدا ہوتے ہیں جن کا ہم مناسب جگہ پر تذکرہ کریں گے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ معلوم سے قطع نظر ہر علم اپنی ذات کے اعتبار سے اعلیٰ ہوتا ہے حتیٰ کہ علم سحر بذاتہ اچھا ہے اگرچہ وہ باطل ہے کیونکہ علم جہل کی ضد اور جہل لوازم ظلمت میں سے ہے اور ظلمت کا مرتبہ سکون اور سکون عدم سے قریب ہے اور باطل اور گمراہی کا تعلق اسی قسم سے ہے جب جہل، عدم کا حکم رکھتا ہے اور علم وجود کا تو وجود عدم سے افضل ہوتا ہے اور ہدایت، حق اور

Marfat.com

نورسب کا تعلق وجود سے ہے اور جب وجود عدم سے برتر ہے تو علم جہل سے شریف تر ہوا کیونکہ جہل تاریکی و نابینائی اور علم آنکھ اور روشنی کی مانند ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما یستوی الاعمی والبصیر والا الظلمات ولا النور — ''اور بینا نابینا کے اور تاریکی روشنی کے مساوی نہیں ہوتی۔''

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اِن اشارات سے اس امر کی تصریح فرمائی ہے:

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ — ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟''

تو علم جہل سے بہتر ٹھہرا اور جہل لوازمِ جسم اور علم لوازمِ نفس ہے اور نفس جسم سے افضل ہے اور علم کی بہت سی قسمیں ہیں جن کو ہم دوسری فصل میں بیان کریں گے۔ عالم کے لیے جستجوئے علم کی کئی راہیں ہیں جن کا ذکر ہم کسی اور فصل میں کریں گے۔

نفس کی پہچان:

فضیلت علم کی پہچان کے بعد اب آپ کی نظر نفس کی پہچان پر ہونی چاہیے کیونکہ نفس ہی علوم کی تختی اور ان کا محل و مقام ہے کیونکہ جسم تو محدود و متناہی ہونے کی وجہ سے علم کا محل نہیں بن سکتا اور اس میں کثرت علوم کے لیے گنجائش نہیں ہوتی اس پر صرف نقوش و خطوط ہی ٹھہر سکتے ہیں ہاں نفس جمیع علوم کو بے روک ٹوک قبول کر سکتا ہے اور کسی طرح کی تکان اور زوال اس کی سد راہ نہیں بن سکتا اب ہم مختصر طور پر نفس کی تشریح کریں گے۔

Marfat.com

فصل

نفس اور روح انسانی

واضح رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو مختلف چیزوں سے پیدا کیا ہے۔

(۱) ان میں سے ایک جسم ہے جو تاریک و کثیف اور بناؤ بگاڑ کے عمل کے تحت ہے اس کی ترکیب و ترتیب مٹی سے ہے اور یہ اپنی تکمیل میں غیر کا محتاج ہے۔

(۲) دوسری چیز نفس ہے جو جوہر مفرد' روشنی دینے والا' ادراک کرنے والا' فاعل' محرک اور آلات و اجسام کی تکمیل کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جسم کو اجزائے غذا سے ترکیب دی اور راکھ کے اجزاء سے اس کی پرورش کی' اس کی بنیاد تیار کی' ارکان و اعضاء اور اطراف معین کیے لیکن جوہر نفس کو اس نے اپنے ایک ہی کامل مکمل اور مفید امر سے ظہور عطا فرمایا۔

نفس سے کامل جوہر مراد ہے

نفس سے ہماری مراد وہ قوت نہیں جو غذا طلب کرتی ہے یا وہ قوت جو غصے اور شہوت کو حرکت دیتی ہے اور نہ وہ قوت جو دل میں سکون پذیر ہے اور زندگی پیدا کرنے والی ہے وہ جس کو ظاہر اور قلب سے تمام اعضاء کی طرف حرکت کو منتقل کرتی ہے اس قوت کا نام روح حیوانی ہے حس و حرکت' شہوت و غضب اس کی فوج میں داخل ہیں اور غذا طلب کرنے والی قوت جو جگر میں سکونت رکھتی ہے وہ روح طبعی کہلاتی ہے ہضم اور اخراج فضلہ اس کی صفات ہیں اور قوت متصورہ' قوت مولدہ' قوت نامیہ اور دیگر فرمانبردار قوتیں سب جسم کی خادم اور جسم روح حیوانی کا خادم ہے کیونکہ وہ اس سے قوت حاصل کرتا ہے اور اس کی تحریک کے مطابق عمل کرتا ہے نفس سے ہماری مراد کامل جوہر ہے جس کا کام صرف یاد کرنا' حفظ کرنا'

Marfat.com

تفکر و تمیز اور غور و خوض کرنا ہے وہ تمام علوم کو قبول کرتا ہے اور ان مجرد صورتوں کے تصور و قبول سے بالکل نہیں تھکتا جو مادہ سے خالی ہوتی ہیں یہ جوہر تمام روحوں کا سردار اور تمام قوتوں کا امیر ہے سب اس کی خدمت کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

نفس ناطقہ کے مختلف نام:

اس جوہر نفس ناطقہ کو ہر قوم اپنے خاص نام سے موسوم کرتی ہے حکماء اس جوہر کو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید اسے نفس مطمئنہ اور روحِ امری کے نام سے پکارتا ہے۔ صوفیاء اس کا نام قلب رکھتے ہیں۔ اسماء عبارات گو مختلف ہیں لیکن معنی ایک ہی ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں قلب، روح اور مطمئنہ سب نفس ناطقہ کے نام ہیں اور نفس ناطقہ وہ زندہ جوہر ہے جو کام اور ادراک کرنے والا ہے اور جب ہم روح مطلق یا قلب کہتے ہیں تو اس سے ہمارا مقصود یہی جوہر ہوتا ہے اور صوفیاء روح حیوانی کو نفس کہتے ہیں اور شریعت بھی اس پر وارد ہوئی ہے فرمایا تمہارا سب سے بڑا دشمن اپنا نفس ہے شارع علیہ السلام نے بھی نفس کا نام استعمال کیا بلکہ اضافت سے اس کی تاکید و توثیق بھی فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ "تمہارا نفس وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔"

اور اس ارشاد گرامی سے آپ نے قوت شہوانی و غضبی کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ یہ دونوں قلب سے پیدا ہوتی ہیں جو دو پہلوؤں کے درمیان ہے جب آپ کو ناموں کا فرق معلوم ہوگیا تو آپ اس امر کو بھی سمجھ لیں کہ اربابِ بحث و تحقیق اس نفیس جوہر کو مختلف طریقوں سے تعبیر کرتے اور اس کے متعلق مختلف آراء رکھتے ہیں اور مشہور اہل کلام و مجادلہ نفس کو جسم شمار کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ ایک لطیف جسم ہے اور اس کثیف جسم کے مقابل ہے ان کی رائے میں روح و جسم میں لطافت و کثافت ہی کا فرق ہے ان میں سے بعض روح کو عرض

Marfat.com

کہتے ہیں اور بعض اطباء بھی اسی طرف مائل ہیں اور بعض کا یہ قول ہے کہ خون روح ہے اور سب نے رائے قائم کرنے میں تخیل پر قناعت کی اور تیسری قسم کی جستجو نہیں کی۔

اقسام تین ہیں:

حالانکہ قسمیں تین ہیں۔

ا۔جسم، ۲۔عرض ۳۔اور جوہر فرد۔

روح حیوانی جسم لطیف ہے گویا وہ روشن چراغ ہے جو دل کے شیشے میں رکھا ہوا ہے اس سے ہماری مراد وہ صنوبری شکل ہے جو سینے میں لٹک رہی ہے اور زندگی چراغ کی روشنی، خون اس کا تیل حس وحرکت اس کا نور شہوت اس کی حرارت اور غصہ اس کا دھواں ہے اور غذا طلب کرنے والی قوت جس کا مسکن جگر ہے اس کا خادم سنتری اور وکیل ہے یہ روح جمیع حیوانات میں موجود ہوتی ہے اور انسان جسم ہے اور اس کی صفات اعراض ہیں یہ روح علم کی طرف راستہ نہیں پا سکتی نہ اس کو مخلوق کا طریق معلوم اور نہ اسے خالق کے حقوق کی پہچان ومعرفت ہے وہ محض ایک خادم اور قیدی ہے جو بدن کی موت کے ساتھ ہی مر جاتا ہے، اگر خون زیادہ ہو جائے تو یہ چراغ افراط حرارت کی وجہ سے اور اگر کم ہو جائے تو کمی حرارت سے گل ہو جاتا ہے اس چراغ کا گل ہو جانا جسم کی موت کا باعث ہوتا ہے یہ روح اللہ تعالیٰ اور شارع علیہ السلام کے احکام کی مکلف نہیں کیونکہ چوپائے اور دیگر حیوانات شرعی احکام کے مکلف ومخاطب نہیں ہیں اور انسان کو ایک اور حقیقت کی وجہ سے مکلف اور مخاطب کیا جاتا ہے اور یہ معنی دیگر حیوانات میں نہیں پایا جاتا اور صرف انسان کے ساتھ خاص ہے اور یہ حقیقت نفس ناطقہ اور روح مطمئنہ ہے یہ روح نہ جسم ہے نہ عرض کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ — "اے رسول اللہ کہہ دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً — "اے امن واطمینان والے نفس اپنے پروردگار کی طرف ایسی حالت میں رجوع کر کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا حکم نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ عقل اوّل اور لوح قلم کی طرح یہ بھی قوت الٰہی ہے یہ قوائے الٰہی اجزائے لاتجزی اور مادہ سے علیحدہ ہیں بلکہ محض روشنی والا معقول اور غیر محسوس میں روح وقلب ہمارے نزدیک ان اجزا کی طرح ہیں اور بگڑنے' پراگندہ' فنا ہونے اور مرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بلکہ بدن سے جدا ہوجاتے ہیں اور قیامت کے دن پھر اسی جسم میں واپس آنے کے منتظر رہتے ہیں جیسا کہ شریعت میں وارد ہے۔

اور قطعی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ روح ناطق نہ جسم ہے اور نہ عرض بلکہ وہ ثابت لائم اور غیر فاسد جوہر ہے ہم دوبارہ ثبوت پیش کرنے اور دلائل لانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ دلائل مسلمہ اور مذکور ہیں' جو شخص ان کی تصدیق کا طالب ہوا سے ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو اس فن سے مناسب ہیں۔ ہمارے طریقے میں برہان وحجت پیش نہیں کی جاتی بلکہ ہم مشاہدہ اور روایت ایمانی پر اعتماد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے روح کو کبھی اپنے امر کی طرف اور کبھی اپنی عزت کی طرف مضاف کیا اور فرمایا:

فَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ — "میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔"

نیز فرمایا:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ — "کہو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔"

Marfat.com

نیز فرمایا:

وَ نَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا — ''اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔''

اور اللہ تعالیٰ اس بات سے بالاتر ہے کہ جسم یا عرض کو اپنی طرف منسوب کرے کیونکہ یہ دونوں خسیس، تغیر پذیر، سریع الزوال اور فاسد ہو جانے والے ہوتے ہیں اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ — ''روحیں اکٹھے کیے ہوئے لشکر ہوتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ فِیْ حَوَاصِلِ طُیُوْرٍ خُضْرٍ — ''شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔''

اور عرض جوہر کے فنا ہونے کے بعد باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ قائم بالذات نہیں ہے اور جسم میں اس امر کی قابلیت ہے کہ وہ تحلیل ہو کر وہی کیفیت اختیار کرے جو مادہ وصورت سے مرکب ہونے سے قبل تھی جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے ان آیات واحادیث اور عقلی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ روح جو کامل حی بالذات ہے اس سے دین میں اصلاح وفساد آتا ہے، روح طبعی روح حیوانی اور تمام قوتیں اس کے سپاہی ہیں یہ جوہر معلومات کی صورتیں اور موجودات کے حقائق قبول کرتا ہے اور ان کے عین اور ذات سے مشغول نہیں ہوتا۔ نفس اس امر پر قادر ہے کہ انسان کو دیکھے بغیر انسانیت کی حقیقت کو معلوم کر لے جیسا کہ اس نے فرشتوں اور شیاطین کی حقیقت معلوم کر لی ہے اور ان کے اجسام کو دیکھنے کا محتاج نہ ہوا کیونکہ اکثر انسانوں کے حواس ملائکہ وشیاطین تک نہیں پہنچ سکتے۔

صوفیاء کی ایک جماعت کا قول ہے کہ جس طرح جسم کی آنکھیں ہوتی ہیں اسی طرح دل کی بھی آنکھ ہے ظاہری چیزیں ظاہری آنکھ سے اور باطنی اشیاء عقل کی آنکھ سے

Marfat.com

دکھائی دیتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

ما من عبدٍ الا ولقلبه عینان وھو یدرک بھما الغیب فاذا اراد اللہ بعبدٍ خیرًا فتح عینی قلبه لیری ما ھو غائب عن بصرہ

ہر بندے کے دل کی دو آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ غیب کا ادراک کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے قلب کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے تاکہ وہ ان چیزوں کو بھی دیکھ لے جو اس کی ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔

اور یہ روح بدن کے مرنے کے ساتھ نہیں مرتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دروازے کی طرف بلا لیتا ہے اور فرماتا ہے:

ارجعی الی ربک "اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔"

اور وہ بدن سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اعراض کر لیتا ہے اس اعراض کی وجہ سے حیوانی اور طبعی قوتیں معطل ہو جاتی ہیں۔ حرکت سکون سے بدل جاتی ہے اور اس سکون کا نام موت ہے اہل طریقت یعنی صوفیا جسم کی نسبت روح اور قلب پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں چونکہ روح باری تعالیٰ کے حکم سے ہے اس لیے بدن میں اس کی موجودگی بطور مسافر ہوتی ہے اور اس کی توجہ اپنے اصل اور مرجع ہی کی طرف رہتی ہے جب وہ قوی ہو تو وہ جسم کی نسبت اپنے اصل سے زیادہ فوائد حاصل کرتا ہے اور طبیعت کی آلائشوں سے پاک رہتا ہے۔

جب آپ اس امر سے واقف ہو چکے کہ روح جوہر فرد یعنی جزو لاتجزی ہے اور جسم کے لیے مکان ضروری ہے اور عرض جوہر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا تو آپ کو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جو نہ کسی محل میں اترتا اور کسی مکان میں رہتا ہے جسم نہ روح کا مکان ہے نہ قلب کا محل بلکہ بدن، آلہ روح، وسیلہ قلب اور نفس کی سواری ہے روح بذاتہ نہ بدن سے متصل ہے

Marfat.com

اور نہ اس سے منفصل بلکہ وہ بدن کے لیے مفید وفیض رساں ہے اور اس کی طرف متوجہ بھی ہوتی ہے دماغ پر سب سے پہلے اس کے نور کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ دماغ روح کی خاص جلوہ گاہ ہے اس کا اگلہ حصہ اس کا سنتری وسطی وزیرو مدبر اور پچھلا حصہ خزانہ وخزانچی ہے اور باقی تمام اجزائے دماغ پیادے اور سوار ہیں۔ روحِ حیوانی اس کی خادم، روح طبیعی وکیل، بدن گھوڑا، دنیا میدان، زندگی مال و سامان، حرکت تجارت، علم منافع، آخرت منزل مقصود، شریعت رہگذر وسبیل نفس امارہ سنتری، اور نقیب، نفس لوامہ، جگانیوالا، حواس خمسہ جاسوس و معاون، دین زرہ، عقل استاد اور حس شاگرد ہے اور اللہ تعالیٰ ان سب کے اوپر نگران ہے اور وہ نفس جس کے یہ سامان وصفات ہیں بذاتہ اس جسم کثیف کی طرف متوجہ یا اس سے متصل نہیں ہوتا بلکہ اسے فائدہ پہنچاتا ہے اور اس کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے اس سفر کے دوران روح صرف طلب علم میں مصروف رہتی ہے کیونکہ علم قیامت میں اس کا لباس ہوگا کیونکہ مال واولاد کا لباس دنیا کی چندروزہ زندگی کی زیب وزینت ہے جس طرح آنکھ اشیاء کے دیکھنے میں مشغول ہے اور کان آوازیں سننے پر مداومت کرتا ہے اور زبان باتوں کی ترکیب کے لیے تیار رہتی ہے اور روح حیوانی لذات غضبیہ کی مرید اور روح طبیعی لذات خورد ونوش کی دلدادہ ہے اور روح مطمئنہ یعنی دل صرف علم کی طالب ہے اسی لیے اس کی رضا وابستہ ہے عمر بھر علم ہی حاصل کرتے میں مشغول رہتی ہے تادم مفارقت اس کے تمام دن زیور علم سے آراستہ ہوتے ہیں اگر وہ علم کے علاوہ کوئی اور چیز قبول کر بھی لے تو وہ محض بدن کی مصلحت کے لیے کرتی ہے نہ کہ اپنی ذات کے لیے یا اپنے اصل کی محبت کے لیے: جب آپ کو روح کے حالات اس کی بقا، دوام اور علم کے ساتھ اس کے عشق وشغف سے آگاہی ہوگئی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ کئی اقسام کے علوم سیکھیں، علم کی بہت سی قسمیں ہیں ہم ان کو مختصراً شمار کرتے ہیں۔

Marfat.com

فصل

علم کی اقسام واصناف

واضح رہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں' ایک شرعی' دوسرے عقلی۔ اور اکثر شرعی علوم ان علوم کے جاننے والے آدمی کے نزدیک عقلی اور اکثر عقلی علوم ان کے ماہرین کے نزدیک شرعی ہوتے ہیں۔

ومن لم یجعل اللّٰہ لہ نورًا فما لہ من نور ''اور جس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور سے حصہ نہ ہو وہ نور سے محروم رہتا ہے۔''

پہلی قسم (علم شرعی) فی نفسہ دو قسمیں ہیں:

(۱) ایک اصولی علم (توحید) ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی ذات' اس کی صفات قدیمہ و فعلیہ اور متعدد ذاتی صفات پر بحث کرتا ہے اور طریق مذکور کے مطابق ان کے اسماء معین کرتا ہے نیز یہ علم انبیاء' آئمہ اور صحابہ کے حالات پر بحث کرتا ہے اور موت وحیات' حالات قیامت' بعث حشر' حساب اعمال اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق بحث وتمحیص کرتا ہے اس علم کے ارباب نظر پہلے اللہ تعالیٰ کی آیات قرآنی کے ساتھ تمسک کرتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی احادیث و آثار سے دلیل اخذ کرتے ہیں اس کے بعد دلائل عقلیہ و براہین قیاسیہ کی طرف جاتے ہیں قیاس جدلی وقیاس عنادی اور ان دونوں کے متعلقات ولوازم کے مقدمات منطق وفلسفہ سے اخذ کرتے ہیں ان لوگوں نے اکثر الفاظ کو ایسے محل و مواقع پر استعمال کیا ہے جن کے یہ الفاظ موضوع نہیں تھے اور وہ جوہر عرض' دلیل نظر' استدلال اور حجت کی اصطلاحات سے اپنی عبارات کو تعبیر کرتے ہیں ان

Marfat.com

الفاظ کے معانی ہر قوم کے نزدیک خاص ہوتے ہیں جو دیگر اقوام کے معانی سے مختلف ہوتے ہیں حتیٰ کہ حکماء جوہر سے کچھ مراد لیتے ہیں اور صوفیاء اس سے کچھ اور معنی مراد لیتے ہیں اور اہل کلام ان سے بھی مختلف ہیں۔

اس کتاب کا یہ منشاء نہیں ہے کہ قوم کی آراء کے مطابق ان الفاظ کے معانی کی تحقیق کی جائے اس لیے ہم اس کو نہیں چھیڑیں گے جو لوگ اصول اور علم توحید میں خاص طور پر کلام کرتے ہیں ان کا لقب متکلمین یا اہل کلام ہے کیونکہ علم کلام کا نام علم توحید مشہور ہوا ہے اور علم اصول میں سے ایک علم تفسیر ہے کیونکہ قرآن جمیع اشیاء میں سب سے عظیم سب سے زیادہ روشن سب سے زیادہ بزرگ سب سے زیادہ معزز ہے۔

ہر آیت کے سات باطن:

اس علم میں اسقدر مشکلات ہیں کہ ان کا احاطہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا فہم عطا فرمایا ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من ایۃ مِنْ اٰیاتِ القُرآنِ اِلاّ وَلَھا ظھرٌ وبطنٌ وَلِبَطْنِہٖ بَطْن اِلٰی سَبْعَۃِ ابطنٍ

ہر قرآنی آیت کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن اور باطن کا بھی باطن ہوتا ہے حتیٰ کہ ہر ایک آیت کے سات باطن ہوتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ہر ایک آیت کے نو باطن ہوتے ہیں۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے قرآن کریم کے ہر حرف کے لیے ایک حد اور ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہوتا ہے۔

قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے:

بلکہ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔

Marfat.com

والله تعالیٰ اخبر فی القرآن عن جمیع العلوم وجلی الموجودات وخفیها وصغیرها وکبیرها و محسوسها معقولها	اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جمیع علوم اور موجودات کے جلی و خفی، صغیر و کبیر اور محسوس و معقول تمام کے متعلق خبر دے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کا اشارہ اسی امر کی طرف ہے:

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ	ہر چیز خشک ہو یا تر کتاب مبین میں منضبط ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِيَدَّبَّرُوْا وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ	ان کو آیات الٰہی پر غور و تدبر کرنا چاہیے اور ارباب عقل کو نصیحت پذیر ہونا چاہیے۔

حق قرآن کون ادا کر سکتا ہے:

جب قرآن کا معاملہ سب امور سے بڑا ہے تو کون مفسر اس کا حق ادا کر سکتا ہے اور کون عالم اس سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہو سکتا ہے، مانا کہ ہر مفسر نے اپنی طاقت و استعداد کے مطابق اس کی شرح کی ابتداء کی اور اپنی اپنی قوت عقلی اور بساط علمی کے انداز ے سے اس کی تفسیر و بیان میں مرکب رانی کی اور سب نے کچھ نہ کچھ کہا اور جو کچھ کہا حقیقت کے مطابق کہا، علم قرآنی علم اصول و فروع علم شرعی اور عقل پر دلالت کرتا ہے۔ مفسر پر واجب ہے کہ قرآن کریم پر مختلف وجوہ و حیثیات سے غور کرے۔ لغت، استعارے، ترکیب لفظ، مراتب نحو، عادت عرب، امور حکماء اور کلام صوفیاء پر غور و خوض کرنے کے بعد کہیں تفسیر درجہ تحقیق سے قریب ہوتی ہے اگر ایک ہی حیثیت اور ایک ہی فن پر قناعت کی جائے تو حق تفسیر ادا کرنا اور بیان قرآن سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں ہے اور حجت ایمان اور تمام برہان کی ذمہ داری

Marfat.com

ایسے مفسر کے سر پر بدستور قائم رہتی ہے اور علم اصول کی ایک شاخ علم حدیث بھی ہے عقل نبوی تمام علویات وتعلیمات کو محیط ہے نبی ﷺ عرب و عجم کے فصیح ترین متکلم اور ایسے معلم واستاد جن کو اللہ تعالٰی نے اپنی وحی کا مرکز و محیط بنایا اس لیے آپ ﷺ کی عقل مبارک کا یہ عالم ہے۔

عقل نبوی تمام علومات وسفلیات پر محیط ہے:

وکان عقله الله محیطا بجمیع العلویات والتعلیات فکل کلمة من کلماته بل لفظه من الفاظه یوجد تحتها بحار الاسرار و کنوز الرموز

آپ کی عقل تمام عالم علویات و عالم سفلیات دونوں پر محیط تھی' آپ کی ایک ایک بات بلکہ ہر ایک لفظ میں اسرار و رموز کے بحر بے کنار اور خزانے پنہاں ہیں۔

اس لیے آپ کے آثار واخبار کو جاننا اور آپ کی احادیث کی معرفت حاصل کرنا ایک بہت بڑا کام اور دشوار امر ہے کوئی شخص علم کلام نبوی کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ شارع الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی سے اپنے نفس کو مزین نہ کرلے' اور شرع نبی ﷺ کی متابعت واقتدا سے اپنے دل کی کجی روی نہ کردے جس شخص کا یہ ارادہ ہو کہ وہ تفسیر قرآن' تاویل احادیث بھی کرلے اور اس کا کلام درست بھی رہے اس پر اوّلا علم لغات کا سیکھنا' نحو میں تبحر ومہارت پیدا کرنا' محاورہ اعراب سے واقفیت و رسوخ حاصل کرنا' اور اقسام حرف میں دسترس حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ علم لغت جمیع علوم کی سیڑھی ہے جس کو لغت کی پہچان نہ ہو اس کے لیے تحصیل علوم کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی کیونکہ جو شخص کسی سطح مرتفع پر چڑھنا چاہے اس پر پہلے سیڑھی لگانا لابدی ہے اور اس کے بعد وہ اس سطح کی طرف بڑھنے کی امید کرسکتا ہے اور علم لغت ایک عظیم الشان وسیلہ وذریعہ اور مہتم باشان سیڑھی ہے

Marfat.com

اور علم لغت کی پہلی منزل حروف وادوات کا پہچاننا ہے اور وہ مفرد کلموں کے قائم مقام ہے اس کے بعد افعال کا پہچاننا ضروری ہے مثلاً ثلاثی رباعی وغیرہ لغت دان کو چاہیے کہ وہ اشعار عرب میں غور وفکر کرے جن میں سب سے زیادہ معتبر اور اولیٰ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہیں کیونکہ ان سے دل کی تنقیح اور نفس کو راحت ملتی ہے شعر وادوات واسماء کے علاوہ علم نحو کی تحصیل بھی ضروری ہے کیونکہ وہ علم لغت کے لیے ایسا ہی ہے جیسے سونے اور چاندی کے لیے ترازو' علم حکمت کے لیے منطق شعر کے لیے علم عروض' کپڑوں کے لیے گز اور غلے کے لیے کمیال' اور جب تک کوئی چیز ترازو سے وزن نہ کی جائے اس میں زیادت وکمی کی اصلیت ظاہر نہیں ہوتی علم لغت' علم تفسیر وعلم حدیث کا ذریعہ اور علم قرآن وحدیث علم توحید کا راہنما ہے اور علم توحید وہ چیز ہے کہ بندوں کے نفس صرف اسی کے ذریعے نجات اور خوف محشر ومعاد سے رستگاری حاصل کر سکتے ہیں یہ علم اصول کی تفصیل ہے۔

۲- علم شرعی کی دوسری قسم علم فروع ہے علم کی دو قسمیں ہیں ایک علمی دوسری عملی علم اصول علمی اور علم فروع عملی ہوتا ہے اور یہ عملی علم تین حقوق پر مشتمل ہوتا ہے۔

عملی علم اور تین حقوق:

(۱) پہلے اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور وہ ارکان عبادات مثلاً طہارت ونماز' زکوٰۃ' حج' جہاد' اذکار ووظائف' عیدین اور جمعہ اور ان کے علاوہ دیگر نوافل وفرائض ہیں۔

(۲) دوسرے حقوق بندوں کے ہیں اور یہ رسوم عادات کے ابواب ہیں جو دو صورتوں میں جاری ہیں اوّل معاملات مثلاً بیع' شرکت' ہبہ' قرض' دین' قصاص اور دیت کی تمام قسمیں دوم معاقدات مثلاً نکاح' طلاق' عتق' رق' فرائض اور ان کے متعلقات فقہ انہی دو حقوق کا نام ہے علم فقہ معزز مفید عام اور ضروری ہے اور چونکہ اس کی ضرورت عام طور پر پڑتی ہے اس لیے لوگ اس سے مستغنی نہیں

Marfat.com

ہو سکتے۔

(۳) تیسرا حق نفس کا ہے اور وہ علم اخلاق ہے۔ اخلاق یا تو مذموم ہوتے ہیں اور ان کا ترک وانقطاع لازم ہوتا ہے یا اچھے ہوتے ہیں اور ان کو حاصل کرنا اور نفس کو ان سے آراستہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اخلاق مذمومہ اور اوصاف حمیدہ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں بیان ہو چکے ہیں، اور وہ عام طور پر مشہور ہیں جس نے اخلاق حمیدہ میں سے کسی ایک کو حاصل کرلیا جنت میں داخل ہو گیا۔

علم عقلی کے تین مراتب:

علم کی دوسری قسم علم عقلی ہے۔ یہ بڑا مشکل علم اس میں انسان کا فکر و دماغ غلطی و درستی کا مورد ہدف بنا رہتا ہے اس علم کے تین مراتب ہیں۔

(۱) پہلا مرتبہ ریاضی و منطق کا ہے حساب ریاضی کی ایک قسم ہے اور عدد پر بحث کرتا ہے اور علم ہندسہ بھی ریاضی کی قسم ہے اس میں مقدار و اندازہ اور اشکال پر بحث ہوتی ہے اور علم ہیت جو ریاضی کی تیسری قسم ہے یہ علم افلاک و نجوم اور علم اقالیم زمین اور ان دیگر علوم پر مشتمل ہے جو ان سے متعلق ہیں علم نجوم اور علم موالید و طوالع اسی علم کی شاخیں ہیں ان اشیاء کی حدود و تعریف اور قانون و احکام پر بحث ہوتی ہے جن کا تصور سے ادراک ہوتا ہے اور جو علوم تصدیق کے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں ان پر دلیل و قیاس کے طریق سے بحث ہوتی ہے علم منطق کی ابتداء مفردات سے ہوتی ہے اس کے بعد وہ بالترتیب مرکبات، قضایا، اقسام قیاس اور مطلب دلیل و برہان کی طرف دورہ کرتا ہے اور اسی مقام پر منطق ختم ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

(۲) دوسرا مرتبہ علم طبعی کا ہے اس علم میں جسم مطلق، ارکان عالم، جواہر و اعراض حرکت، سکون، آسمانوں کے حالات اور اشیائے فعلیہ و انفعالیہ پر بحث ہوتی ہے نیز اس بات سے آگاہی ہوتی ہے کہ کیونکہ حواس اپنے محسوسات کا ادراک کرتے ہیں اس کے بعد یہی علم ترقی کر کے علم طب تک پہنچتا ہے یہ بدن کی بیماریوں، دواؤں اور علاجات وغیرہ کا علم ہے علم آثار علویہ، علم معدنیات، اشیاء کی خاصیتوں کی پہچان، اس علم کی شاخیں ہیں اس علم کا اختتام علم کیمیا پر ہوتا ہے جن میں ان اجسام مریضہ کا علاج مذکور ہوتا ہے جو معاون اور کانوں میں موجود ہوتے ہیں۔

(۳) تیسرا مرتبہ اس علم کا ہے جو موجود پر نظر و بحث کرتا اور پھر موجود کو واجب و ممکن پر تقسیم کرتا ہے اور صانع اور اس کی ذات و صفات اور اس کے افعال پر بحث کرتا ہے نیز وہ صانع کے امر، اس کے حکم و قضا اور اس سے موجودات کے ترتیب و تنظیم کے ساتھ ظاہر ہونے پر غور و خوض کرتا ہے پھر وہ عالم بالا جواہر غیر مادی، عقول غیر مادی، نفوس کاملہ اور ملائکہ و شیاطین کے حالات بیان کرتا ہے۔ اخیر میں یہ علم نبوتوں، معجزوں، کرامتوں، نفوس مقدسہ، نیند اور بیداری اور مدارج خواب پر بحث کرتا ہے علم طلسمات، علم (جادو سحر وغیرہ) اور اسی طرح کے دیگر علوم اسی مرتبہ کی شاخیں ہیں۔ اس علم کی تفصیلات اور اعراض و مراتب واضح اور مدلل طریق پر تشریح کے محتاج ہیں لیکن اختصار بہتر ہے۔

فصل

علم صوفیاء

یاد رکھیں کہ علم عقلی بذاتہ مفرد ہے اور اس سے علم مرکب پیدا ہوتا ہے جس میں دا

Marfat.com

مفرد علموں کے تمام حالات پائے جاتے ہیں۔ یہ علم مرکب علم تصوف اور علم طریقہ حالات صوفیا ہے کیونکہ صوفیا کا ایک خاص اور واضح علم ہوتا ہے جو دو علوم کے مجموعے سے پیدا ہوتا ہے اور ان کا علم حال، وقت وسماع، وجد وشوق، بے ہوشی واعادہ ہوش، اثبات ومحو فقر وغنا ولایت وارادت، شیخ ومرید ودیگر حالات صوفیا اور ان کے فضائل واوصاف اور ان کے مقامات ومراتب پر مشتمل ہے اور ہم انشاء اللہ ان تینوں علوم کو خاص کتاب میں بیان کریں گے اس رسالہ میں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ علوم اور ان کی اقسام کو شمار کردیں ہم نے ان کا اختصار کیا اور بطریق اختصار ہی ان کو شمار بھی کردیا ہے۔

جس شخص کا ارادہ مزید مطالعہ کا ہو اور ان علوم کی تشریح معلوم کرنا چاہے تو اس کو کتب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

جب اقسام علوم شمار کی جاچکیں تو آپ کو یہ امر بھی قطعی ویقینی طور پر یاد رکھنا چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک علم اور ہر ایک فن کے متعدد شرائط ہوتے ہیں جن کے بغیر وہ علم یا فن طالب علم وفن کے دل میں منقوش نہیں ہوسکتا علم کو شمار کرنے کے بعد آپ کو تحصیل علوم کے طریقے معلوم کرنے ضروری ہیں کیونکہ تحصیل کے طریقے معین ومقرر ہیں ہم ان کا تفصیلاً بیان کریں گے۔

فصل

تحصیل علوم کے طریقے:

علم انسانی کے حصول کے دو طریق ہیں:

(۱) تعلیم انسانی

(۲) تعلیم ربانی

Marfat.com

پہلا طریق معلوم و معروف ہے جو ایک محسوس راہ ہے اور اس کے تمام عقلاء مقر و معترف ہیں۔

تعلیم ربانی کی دو قسمیں ہیں ایک خارجی جو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے دوسرا داخلی جو تفکر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح تعلم ظاہر سے متعلق ہوتا ہے اسی طرح تفکر باطن سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ کسی شخص کے کسی شخص جزی سے فائدہ حاصل کرنے کا نام تعلم اور کسی نفس کے نفس کلی سے مستفید ہونے کا نام تفکر ہے اور نفس کلی، جمیع علماء و عقلاء کی نسبت زیادہ قوی و موثر معلم ہے علوم اصل نفوس میں بالقوہ اس طرح مرکوز ہوتے ہیں جس طرح بیج زمین میں اور موتی سمندر کی گہرائی یا قلب معدن میں، اس چیز کے قوت سے فعل کی طرف آنے کی طلب کو تعلم اور اسی چیز کو قوت سے فعل کی طرف لانے کی کوشش کا نام تعلیم ہے اس لیے سیکھنے والے کا نفس سکھانے والے کے نفس سے مشابہ اور نسبت میں قریب ہوتا ہے فائدہ پہنچانے والا عالم کاشکاری کی مانند اور سیکھنے اور فائدہ حاصل کرنے والا شخص کھیتی کی مانند ہوتا ہے اور علم بالقوہ بیج کی مانند اور علم بالفعل پودے اور نبات کی مانند ہے، جب سیکھنے والے کا نفس کامل ہو جائے تو وہ میوہ دار درخت یا اس موتی کی مانند ہو جاتا ہے جو سمندر کی گہرائی سے نکالا جاتا ہے اور جب نوائے بدنی نفس پر غالب آ جائیں تو سیکھنے والا شخص اس امر کا محتاج ہو جاتا ہے کہ مدت دراز تک سیکھتا رہے اور محنت و مشقت برداشت کرتا رہے علم کی جستجو کرتا ہے اور جب نور عقل اوصاف حس پر غالب آ جائے تو طالب علم تھوڑے سے تفکر کے ذریعے کثرت تعلم سے مستغنی ہو جاتا ہے، کیونکہ قابل نفس ایک گھنٹے کے تفکر سے اس قدر فوائد حاصل کر سکتا ہے کہ جامد نفس ایک سال تک سیکھنے سے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ بعض آدمی تعلیم سے علوم حاصل کرتے ہیں اور بعض تفکر سے اور تعلم بھی تفکر کا محتاج ہے کیونکہ انسان تمام جزئی و کلی اشیاء اور تمام معلومات کے تعلم پر قادر نہیں ہے بلکہ کچھ حصہ سیکھتا اور کچھ

Marfat.com

تفکر کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور اکثر نظری علوم اور عملی فنون حکماء کے نفوس نے استخراج کیے ہیں جن میں ان کو زیادہ سیکھنا یا حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ ان کی پاکیزگی ذہن، قوت فکر اور زیرکی کی وجہ سے خود بخود ہی ظاہر ہوتے گئے اگر انسان پہلے کچھ علم حاصل کرنے کے بعد بذریعہ تفکر استخراج نہ کرتا تو لوگوں پر حصول علم بہت طویل کام ہو جاتا اور دلوں سے جہل کی تاریکی زائل نہ ہوتی کیونکہ نفس اپنے تمام جزی وکلی امور مہمہ کو بذریعہ تعلیم حاصل کرسکتا ہے بعض تحصیل کے ذریعہ اور بعض لوگوں کی عادات اور اچھی باتوں کے تبادلہ ومطالعہ سے اور بعض شستگی فکر کی وجہ سے استخراجاً معلوم ہو جاتے ہیں علماء کی عادت یہی رہی ہے اور اس پر قواعد علوم مرتب کیے گئے ہیں حتیٰ کہ انجینئر بھی ان تمام چیزوں کو جو اسے عمر بھر درکار ہوتی ہیں نہیں سیکھتا بلکہ صرف اپنے علم کے کلیات وموضوعات سیکھ لیتا ہے اور اس کے بعد استخراج اور قیاس کو استعمال کرتا ہے اور اسی طرح طبیب بھی اشخاص کی بیماریوں اور دواؤں کے جزئیات کو نہیں سیکھتا بلکہ اپنے عام معلومات میں تفکر کرتا' اور ہر شخص کا علاج اس کے مزاج کے مطابق کرتا ہے نجومی کلیات نجوم سیکھتا ہے اور اس کے بعد تفکر کرتا ہے اور مختلف فیصلے صادر کرتا ہے' فقیہ وادیب اور عجائب وفنون کی بھی یہی صورت ہوتی ہے ایک شخص اپنے تفکر سے مارنے کا آلہ یعنی لاٹھی وضع کرتا ہے اور دوسرا اس آلہ سے استخراج کرلیتا ہے تمام جسمانی وروحانی عجائب کی صورت یہی ہے پہلے پہل عجائب تعلم سے حاصل ہوتے ہیں اور اس کے بعد باقی عجائب تفکر سے مستنبط ہونے لگتے ہیں جب نفس پر فکر کا دروازہ کھل جاتا ہے تو اسے طریق تفکر کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے نیز یہ بات بھی معلوم ہو جائے گی کہ کیونکر زیر کی ذہن کے ذریعہ مطلوب کی طرف رجوع کیے ہوتا ہے اس طرح انشراح قلب وانفتاح میسر ہو جاتا ہے اور جو علم انسان کے نفس میں بالقوہ موجود ہوتا ہے وہ حالت فعل کی طرف نوع وخروج کرتا ہے اور زیادہ طلب وطول مشقت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

حصول علم ربانی کے دو طریقے

دوسرے طریق (تعلیم ربانی) کی دو صورتیں ہیں:

(۱) پہلی صورت القائے وحی ہے جب نفس کی ذات کامل ہو جاتی ہے طبیعت کی میل کچیل اور حرص و ہوا کی گندگی اس سے رفع ہو جاتی ہے اور خواہشات دنیا سے اس کی نظر جدا ہو جاتی ہے فنا ہونے والی آرزوؤں سے اس کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خالق و باری کی طرف رخ کر لیتا ہے اسی کی بخشش سے تمسک کرنے لگتا ہے اسی کے آفادہ اور فیض نور پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حسن عنایت سے اس ذات کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جاتا ہے الٰہی نظر سے اس کی طرف دیکھتا ہے اس کو لوح بناتا ہے اور نفس کلی کو قلم اور اس نفس میں جمیع علوم لکھ دیتا ہے عقل کل معلم اور نفس قدسی متعلم بن جاتا ہے۔

فيحصل جميع العلوم نقلك النفس و ينتقش فيها جميع الصور من غير تعلم و تفكر	تو اس نفس کو جمیع علوم حاصل ہو جاتے ہیں اور تعلم و تفکر کے بغیر تمام صورتیں اس میں منقوش ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسی ارشاد گرامی کا یہی مصداق ہے جو اس نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ	''اور اے رسول ﷺ تجھے اللہ تعالیٰ نے وہ علوم سکھائے جو تجھے معلوم نہیں تھے۔''

انبیاء کا علم لوگوں کے جمیع علوم سے اشرف و اعلیٰ ہوتا ہے کیونکہ وہ بلا واسطہ و وسیلہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا بیان آدم علیہ السلام اور ملائکہ کے قصہ میں مذکور ہے فرشتے اپنی تمام عمر علم سیکھتے رہے اور انواع و اقسام کے طریقوں سے بہت سے علوم حاصل کیے تب کہیں جا کر اَعْلَمُ الْمَخْلُوْقَاتِ (تمام مخلوق سے زیادہ عالم) اور اعرف الموجودات

Marfat.com

(جمیع موجودات میں سب سے زیادہ عارف) بنے اور آدم علیہ السلام عالم نہیں تھے کیونکہ انہوں نے نہ کوئی سیکھا تھا نہ کسی معلم کی صورت دیکھی فرشتے ان کے مقابلے میں فخر و ناز کرنے لگے اور بزرگ بننے کی کوشش کی اور کہا اے اللہ ہم تیری حمد و تسبیح بیان کرتے اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اشیاء کی حقیقتوں سے واقف ہیں آدم علیہ السلام نے اپنے خالق کے دروازہ کی طرف رجوع کیا جمیع مخلوقات سے اپنا دل پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ سے اعانت طلب کی اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام نام سکھا دیئے اس کے بعد فرشتوں کے روبرو وہ اشیاء پیش کیں اور فرمایا:

انۢبِـُٔونِی بِاَسۡمَآءِ ھٰۤؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ — ''اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔''

اس پر فرشتے آدم علیہ السلام کے سامنے سرنگوں ہو گئے ان کا علم قلیل ثابت ہوا ان کا سفینہ جبروت مستر دہوا اور بحر عجز میں غرق ہو گئے اور کہنے لگے:

لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا — ''ہم کو تو وہی معلوم ہے جو تو نے ہمیں سکھایا''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاٰدَمُ اَنۢبِئۡہُمۡ بِاَسۡمَآئِہِمۡ — ''اے آدم ان کو بتاؤ۔''

آدم علیہ السلام نے چند پوشیدہ علمی نکات اور درِ معنی سے ان کو آگاہ کیا۔ عقلاء کے نزدیک یہ بات قرار پائی کہ:

ان العلم الغیبی المتولد عن الوحی اقوی واکمل من العلوم المکتبۃ — وہ غیبی علم جو وحی کے ذریعے پیدا ہو وہ کسبی علوم کی نسبت زیادہ قوی و مکمل ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور وحی کا علم انبیاء کی وراثت ہے اور رسولوں کا حق ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد ﷺ کے زمانے سے وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین اور عرب وعجم کے فصیح ترین اور عدیم النظیر عالم ٹھہرے آپ ﷺ نے فرمایا:

ادبنی ربی فاحسن تادیبی — میری تربیت میرے رب نے فرمائی اور اس نے بہت ہی خوب تربیت فرمائی۔

نیز آپ اپنی قوم کو یہ بھی فرمایا کرتے میں آپ سب لوگوں کی نسبت زیادہ عالم اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں آپ کا علم مکمل ترین بزرگ ترین اور قوی ترین تھا کیونکہ آپ نے تعلیم ربانی سے علم حاصل کیا اور انسانی تعلم و تعلیم سے آپ کو بالکل شغل نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى — ''نبی ﷺ کو بڑی مضبوط قوتوں والی ہستی نے علم سکھایا۔''

(۲) دوسری صورت الہام ہے نفس کلی انسانی نفس جزئی کو اس کی صفائی اثر پذیری اور قوت استعداد کے مطابق بیدار کرتا ہے۔ اس فعل کا نام الہام ہے الہام وحی کا اثر ہے کیونکہ وحی امر غیبی کی تصریح اور الہام اس کی تعریض و اشارہ کا نام ہے جو علم وحی سے حاصل ہو اس کا نام علم نبوی ہوتا ہے اور جو علم الہام سے حاصل ہو اس کو علم لدنی کہتے ہیں اور علم لدنی وہ علم ہے جس کے حصول کے وقت نفس اور باری تعالیٰ کے درمیان کوئی واسطہ و وسیلہ نہ ہو بلکہ وہ ایک روشنی ہو۔ جو غیبی چراغ سے ایک صاف سادہ اور لطیف دل پر براہ راست پڑ رہی ہو ان تمام علوم کو جو جوہر نفس کلی اوّل میں موجود ہیں جو کہ جواہر غیر مادی میں سے ہے' عقل اوّل سے وہی نسبت ہے جو حواء علیہما السلام کو آدم علیہ السلام سے ہے۔

Marfat.com

یہ بیان ہو چکا ہے کہ عقل کلی نفس کلی کی نسبت زیادہ بزرگ زیادہ مکمل، زیادہ قوی اور باری تعالیٰ کی طرف زیادہ قریب ہے اور نفس کلی، جمیع مخلوقات کی نسبت زیادہ عزیز و لطیف وشریف ہے عقل کلی کے فیض سے وحی اور نفس کلی کی ضیا باری سے الہام پیدا ہوتا ہے وحی انبیاء کا زیور اور الہام اولیاء کی زینت ہے جس طرح نفس، عقل سے ولی نبی سے کم درجے پر ہوتا ہے اسی طرح الہام وحی کی نسبت کم درجہ رکھتا ہے الہام ولی کی نسبت ضعیف اور خواب کی نسبت قوی ہوتا ہے تو علم، انبیاء اور اولیاء کا علم ہے۔ علم وحی پیغمبروں کے ساتھ خاص اور انہیں پر موقوف ہے جیسا آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ابراھیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ اور دیگر پیغمبروں کا علم تھا۔

رسالت ونبوت میں فرق:

رسالت اور نبوت میں فرق ہے نفس قدسی کے جوہر + عقل اوّل سے معلومات و معقولات کے حقائق قبول کرنے کو نبوت اور ان معلومات ومعقولات کو فائدہ حاصل کرنے والوں اور قبول کرنے والوں تک پہنچانے کو رسالت کہتے ہیں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی نفس کو حقائق معلومات ومعقولات کا قبول حاصل ہو جاتا ہے لیکن کسی عذر یا سبب سے اس کو حق تبلیغ حاصل نہیں ہوتا علم لدنی اہل نبوت وولایت کو حاصل ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ''اور ہم نے اس کو لدنی علم سکھایا۔''

ہر ہزار کے ساتھ ہزار دروازہ

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

ادخلت لسانی فی فمی فانفتح فی قلبی الف باب من العلم مع کل باب الف

''میرے منہ میں زبان رکھی گئی تو میرے قلب میں علم کے ایک ہزار دروازے کھل گئے اور ہر دروازے کے ساتھ ایک ہزار دروازہ ہے۔''

نیز آپ نے فرمایا کہ: ''اگر میرے لیے فرش بچھا دیا جائے (اور میں آگاہ کرنے لگ جاؤں) تو میں اہل تورات کو تورات کے، اہل انجیل کو انجیل کے اور اہل قرآن کو قرآن کے تمام احکام سنادوں۔''

اور یہ درجہ صرف تعلیم انسانی سے حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ علم لدنی کی قوت سے مرد کو یہ زیور عطا ہوتا ہے۔

حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ:

منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کی شرح اتنی بڑی تھی کہ اس کو چالیس اونٹ اٹھاتے تھے۔

لو یاذن اللہ فی شرح معانی الفاتحة لاشرع فیھا حتیٰ تبلغ مثل ذلک

''اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اجازت فرمائے اور صرف سورۃ فاتحہ کی تفسیر شروع کردوں تو وہ بھی اتنی ہی بھاری ہو جائے۔''

علم کی اس قدر کثرت وسعت اور انفتاح وانشراح محض لدنی اور ربانی اور آسمانی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اپنے اور اس کی روح نفس کے درمیان سے حجاب اٹھالیتا ہے اور اس لوح پر بعض پوشیدہ اسرار و رموز ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس پر ان اسرار و رموز کے معانی منقوش ہو جاتے ہیں اور وہ نفس ان نقوش کو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جن کے سامنے بیان کرنا اور جس طرح بیان کرنا چاہتا

Marfat.com

ہے بیان کرتا ہے۔

حقیقت حکمت:

حکمت کی حقیقت علم لدنی سے حاصل ہوتی ہے اور جب تک انسان اس درجے تک نہ پہنچ جائے حکیم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حکمت ایک خداداد چیز ہوتی ہے۔

یُؤتِ الحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّؤتَ الحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الاَلْبَاب

"جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے اور جس کو حکمت عطا ہو جائے اس کو خیر کثیر عطا ہوگئی اور صرف ارباب عقل و دانش ہی سمجھ سکتے ہیں۔"

اور یہ بات اس لیے ہوتی ہے کہ جو لوگ مرتبہ علم لدنی حاصل کر لیتے ہیں وہ کثرت تحصیل و مشقت تعلیم سے مستغنی ہو جاتے ہیں' تھوڑا سیکھتے ہیں اور زیادہ جانتے ہیں اور تھوڑی دیر محنت کرتے اور زیادہ ثمر حاصل کرتے ہیں۔

اور یاد رکھیں کہ جب وحی منقطع ہوگئی اور باب رسالت مسدود ہوگیا تو تصحیح حجت اور تکمیل دین کے بعد لوگ پیغمبروں اور اظہار دعوت سے مستغنی ہوگئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ "میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔"

اور بلا ضرورت اظہار فائدہ حکمت سے بعید ہے لیکن الہام کا دروازہ بند نہیں ہوا اور چونکہ نفوس کو تاکید و تجدید اور وعظ و نصیحت کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے اس لیے نفس کلی کے نور کی امداد بدستور رہتی ہے اور جہاں لوگ ۔ سالت و دعوت سے مستغنی ہوگئے ہیں وہاں وساوس میں مستغرق اور شہوت میں منہمک ہونے کی وجہ سے اس کو تذکیر و تنبیہ کی ضرورت رہتی ہے اللہ تعالیٰ نے وحی کا دروازہ بند کر دیا اور وہ آیت عباد ہے اپنی رحمت سے الہام کا

Marfat.com

دروازہ کھول دیا۔ کام تیار اور مراتب مقرر کر دیئے تا کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور جس کو چاہے اسے بے حساب رزق دیتا ہے۔

فصل

تحصیل علوم میں نفوس کے مراتب

تمام انسانی نفوس میں علوم مرکوز ہوتے ہیں اور تمام نفوس تمام علموں کو قبول کر سکتے ہیں اگر کوئی نفس اپنے حصے سے محروم رہتا ہے تو وہ کسی عارضی سبب کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ سبب خارج سے آتا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

خُلِقَ النَّاسُ حُنَفَاءَ فَاخْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ ''لوگ سچے مسلمان پیدا ہوئے لیکن شیطان ان کو بہکا لیتے ہیں۔''

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ''ہر شخص دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔''

نفس کلی نفس ناطقہ انسانی پر جو روشنی ڈالتا ہے موخر الذکر اس روشنی کو قبول کر لیتا ہے اور اپنی اصل طہارت وصفائی کی قوت سے نفس کلی کی صور معقولہ وقابلیت رکھتا ہے لیکن دنیا میں بعض نفوس مریض ہو جاتے ہیں اور مختلف امراض وعوارض کے باعث ادراک حقیقت سے قاصر رہتے ہیں اور بعض اپنی اصلی صحت کی حالت میں رہتے ہیں اور ان پر کسی طرح کا مرض وفساد طاری نہیں ہوتا اور جب تک زندہ رہتے ہیں روشنی قبول کرتے رہتے ہیں اور نفوس صحیحہ نفوس نبوی ہوتے ہیں۔ جو وحی وتائید کے قابل اور عالم کون وفساد میں اظہار معجزہ وتصرف پر قادر ہوتے ہیں یہ نفوس اپنی اصلی حالت پر باقی رہتے ہیں ان کے مزاج فساد امراض وعوارض سے متغیر نہیں ہوتے اس لیے انبیاء نفوس کے طبیب اور خلق خدا

Marfat.com

کو صحیح فطرت کی طرف دعوت دینے والے ہوتے ہیں اس دنیائے دوں میں جو نفوس بیمار پڑ جاتے ہیں ان کے مرض کے مراتب ہوتے ہیں بعض کو تو مرض کا خفیف سا اثر لاحق ہوتا ہے اور ان کے دلوں پر نسیان کے پردے چھا جاتے ہیں اور وہ تعلم میں مشغول ہو جاتے اور اصلی صحت کے طالب ہوتے ہیں ایسے نفوس کا مرض ادنیٰ معالجے سے دور ہو جاتا ہے اور ان کے نسیان کے پردے نہایت قلیل ذکر سے رفع ہو جاتے ہیں۔

بعض عمر بھر تعلیم میں مشغول رہتے ہیں اور جمیع ایام تحصیل و تصحیح میں بسر کرتے ہیں لیکن ان کا مزاج کچھ ایسا بگڑا ہوا ہوتا ہے کہ کچھ نہیں سمجھتے کیونکہ جب مزاج فاسد ہو جائے تو لاعلاج ہو جاتا ہے۔

بعض نفوس یاد کرتے ہیں اور پھر فراموش کر دیتے ہیں اور ریاضت و تذلیل نفس میں مشغول ہو جاتے ہیں اور قلیل سی روشنی اور ضعیف سی چمک حاصل کر لیتے ہیں اور یہ فرق اس قوت کی نسبت سے ظاہر ہوتا ہے جس سے نفوس دنیا کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق ہوں جیسا کہ اس شخص کی حالت سے ظاہر ہے جو حالات صحت سے حالات مرض اور حالت مرض سے حالت صحت کی طرف رجوع کر رہا ہو اور جب عقدہ کھل جاتا ہے تو نفوس وجود علم لدنی کا اقرار کرتے اور امر سے آگاہ ہو جاتے ہیں کہ وہ اوّل فطرت عالم اور آفرینش سے بالکل صاف تھے اور جاہل اس لیے ہو گئے کہ اس کثیف جسم کی صحت اور تاریک مکان میں مقیم ہونے کی وجہ سے مریض ہو گئے ہیں اور وہ تعلم کے ذریعے معدوم علم کو پانے اور مفقود عقل کو پیدا کرنے کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ وہ اصلی فطری علم کو دوبارہ حاصل کرنے اور مرض کے ارتفاع کے لیے جسم کی زینت اور اس کے قاعدہ و اساس کو مستحکم کرتے ہیں جب باپ اپنے بچے سے محبت و شفقت کرتا ہے تو اس کی اس درجہ رعایت اور فکر کرتا ہے کہ جمیع امور کو سپرد نسیان کر دیتا ہے اور صرف بچے کے ہی خیال میں مشغول رہتا ہے نفس شدت شفقت و

Marfat.com

محبت سے اس ہیکل کی طرف متوجہ ہوتا اس کی تعمیر و رعایت اور اس کی بہبود و مصلحت کی فکر کرتا ہے اور اپنے ضعف و قناعت کے باعث غریق بحر طبیعت ہو جاتے ہیں اس لیے عمر بھر تعلم کی ضرورت پڑتی ہے تا کہ جو کچھ فراموش ہوا وہ یاد آ جائے اور گم شدہ چیز ہاتھ آ جائے اور تعلم اسی چیز کا نام ہے کہ نفس اپنے جوہر کی طرف رجوع کرے اور ماضی الضمیر کو قوت سے فعل کی طرف لایا جائے تا کہ نفس کی سعادت و تکمیل حاصل ہو جائے اور جب نفوس ضعیف ہوتے ہیں اور اپنے جوہر کی طرف راہ یاب نہیں ہو سکتے تو ایک مہربان عالم استاد سے تمسک و اعتصام کرنے اور اس کے سامنے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کو منزل مقصود پر پہنچنے میں اعانت و امداد کرے جس طرح ایک مریض جو اپنے علاج سے ناواقف ہوتا ہے لیکن یہ سمجھتا ہے کہ صحت اچھی چیز ہوتی ہے مہربان طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس کے روبرو اپنا حال بیان کرتا ہے اور اپنے علاج کے لیے اس پر بھروسہ کرتا ہے بعض اوقات ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ جب ایک عالم کو سر یا سینے کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے تو اس کا نفس جمیع علوم سے اعراض کر لیتا ہے اپنے معلومات کو فراموش کر دیتا ہے اور عمر گذشتہ میں جو کچھ اس نے حاصل کیا ہوتا ہے اس کے حافظے سے غائب روپوش ہو جاتا ہے اور جب اس کو شفا حاصل ہو جاتی ہے نسیان رفع ہو جاتا ہے نفس اپنے معلومات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ایام مرض میں جن باتوں کو بھول جاتا ہے ان کو یاد کرتا ہے۔

معلوم ہوا علوم فنا نہیں ہوتے فراموش ہوتے ہیں محو ہو جانے اور سپرد نسیان ہو جانے میں یہ فرق ہے کہ محو نقوش و خطوط کے فنا ہو جانے اور نسیان اس طرح ملتبس و مستور ہو جانے کا نام ہے جس طرح بادل اور ابر کے نیچے سورج کی روشنی دیکھنے والے سے پوشیدہ ہو جاتی ہے لیکن سورج غروب نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں وہ زمین کے اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس لیے نفس جوہر نفس سے عارضہ کو دور کرنے کے لیے محو تعلیم ہوتا

Marfat.com

ہے تاکہ ابتدائے فطرت کا سا علم اور آغاز طہارت کی سی معرفت دوبارہ حاصل ہو جائے جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ تعلم کا کیا سبب اور اس سے کیا بات مقصود ہے اور نفس اور اس کے جوہر کی حقیقت کیا ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ بیمار نفس کو تعلم اور تحصیل علوم میں عمر بسر کرنے کی احتیاج ہوتی ہے لیکن جس نفس کا مرض خفیف وضعیف دل کے پردے رقیق اور مزاج درست ہوا سے زیادہ تعلم اور طول مشقت ولقب کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ اس کے لیے ادنیٰ نظر وتفکر کافی ہے کیونکہ وہ اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنی ابتدا وحقیقت سے اور رموز واسرار سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے اس لیے جو کچھ اس میں بالقوہ موجود ہے وہ حالت فعلی کی طرف آجاتا ہے جو کچھ اس کے باطن میں مرکوز ہوتا ہے وہ اس کا زیور بدن بن جاتا ہے اور وہ درجہ اہتمام وتکمیل تک پہنچ جاتا ہے اور تھوڑے سے دنوں میں اکثر چیزیں معلوم کر لیتا ہے اور حسن نظام کے ساتھ معلومات کی تعبیر کرتا ہے عالم کامل اور کامل ہو جاتا ہے اور نفس کلی کی طرف توجہ کرنے سے روشنی حاصل کرتا ہے اور نفس جزی کی طرف توجہ کرتا ہے تو اس کو مستفیض کرتا ہے طریق عشق سے وہ اصل سے مشابہ ہوتا ہے اور حسد کی رگ کو کاٹ ڈالتا ہے کینے اور بغض کی جڑ کو اکھاڑ پھینکتا ہے دنیا کی فضول باتوں اور زینت ونمود سے منہ پھیر لیتا ہے اور جب اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو عالم بن جاتا ہے اور نجات وکامرانی حاصل کر لیتا ہے اور یہی تمام لوگوں کا مقصد حقیقی ہوتا ہے۔

فصل

علم لدنّی کی حقیقت اور اس کے حصول کے اسباب:

نور الہام کی سرایت کا نام علم لدنّی ہے یہ سرایت اس وقت ہوتی ہے جب نفس کا تسویہ مکمل ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا — قسم ہے نفس کی اور اس کے برابر ہونے کی۔

یہ رجوع تین طریق پر ہوتا ہے۔

۱- ایک جمیع علوم کو حاصل کرنے اور ان میں سے اکثر سے حصہ وافر لینے سے۔

۲- دوسرے سچی ریاضت اور صحیح مراقبہ کرنے سے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ بِمَا لَمْ يَعْلَمْ — ''جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم عطا کرتا ہے اس کو حاصل نہیں۔''

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ — ''جو شخص چالیس روز صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر ظاہر کر دیتا ہے۔''

۳- تیسرے تفکر سے کیونکہ جب نفس تعلم و ریاضت سے علم حاصل کرے اور اس کے بعد اپنی معلومات میں آداب و شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے تفکر کرے تو یفتح علیها باب الغیب اس پر غیب کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

جس طرح تاجر اپنے مال میں تصرف کرتا ہے اور شرائط تصرف کو بجالاتا ہے تو اس پر منافع کا دروازہ کھل جاتا ہے اور جب وہ راہ خطا پر چلتا ہے تو وہ خسران کے ہلاکت آفرین گڑھوں میں گر جاتا ہے اگر تفکر کرنے والا بھی راہ صواب پر ہولیا تو ذی عقل لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ عالم غیب سے اس کے دل کی جانب ایک کھڑکی کھل جاتی ہے اور عالم کامل، عاقل اور صاحب الہام و تائید ہو جاتا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''ایک گھڑی کا تفکر ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔''

تفکر کے آداب و شرائط ہم کسی اور رسالے میں بیان کریں گے کیونکہ تفکر کا بیان اور اس کی کیفیت و حقیقت ایک مبہم امر اور زیادہ تشریح کا محتاج ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے آسان ہو جائے گی۔

اب ہم رسالے کو ختم کرتے ہیں کیونکہ جن لوگوں میں صلاحیت و اہلیت ہے ان کے لیے یہ کلمات کافی ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ''جس کو اللہ تعالیٰ ہی روشنی نہ دے اس کو روشنی کیوں حاصل ہو۔''

اور اللہ تعالیٰ مؤمنین کا دوست و مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے اور ہمارے آقا محمد ﷺ اور ان کی آل و اصحاب پر درود وسلام ہو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے بدی سے پرہیز اور عمل صالح کا اقدام بجز خدائے بزرگ و برتر کی توفیق کے ممکن نہیں ہے ہر آن اور ہر گھڑی میرا بھروسہ اسی کی ذاتِ اعلیٰ صفات پر ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Marfat.com

رسالہ فی اثبات وجود النبیؐ فی کل مکان

ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی

تصنیف
امام حُسین بن محمد شافعی المتوفی ۹۶۶ھ

ترجمہ
مفتی محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

اپنی اس ادنیٰ کاوش کو **سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سلطان باھوؒ** سے منسوب کرتا ہوں۔

- جن کی کیمیا اثر توجہات نے ہر لمحہ مردہ دلوں کو حیات نو عطا کی
- جن کی حکمرانی آج بھی دلوں پر قائم ہے اور تا ابد رہے گی۔

خاک راہ اولیاء

محمد خان قادری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

مفتی محمد خاں قادری

مولانا ممتاز احمد سدیدی بن علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی جب سے جامعہ ازہر مصر گئے ہیں وہاں سے نہایت ہی علمی مواد ہمیں ارسال کر رہے ہیں۔ اس ذخیرہ علمی میں ایک کتاب "رسالہ فی اثبات وجود النبی فی کل مکان" بھی آئی جسے استاذی المکرم قبلہ شرف صاحب مدظلہ نے ترجمہ کے لیے بندہ کو عنایت فرمایا' کیونکہ بندہ کی ہمیشہ سے یہ خواہش و آرزو رہی ہے کہ اللہ تعالٰی کے حبیب ﷺ کے کمالات و فضائل پر جو بھی مواد ملے' اسے شائع ہونا چاہیے۔ بحمد للہ اس کتاب کا ترجمہ بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

زیر بحث مسئلہ پر امام یوسف بن اسماعیل نبہانی نے شیخ علی نور الدین حلبی صاحب السیرۃ الحلبیہ المتوفی ۱۰۴۴ھ کے ایک رسالہ "تعریف اھل الاسلام والایمان بان محمدا صلی اللہ لایخلو منہ مکان ولا زمان" (اہل اسلام اور ایمان کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے کوئی جگہ اور وقت خالی نہیں) کا ذکر کیا اور مکمل نقل کیا ہے یہ رسالہ جواہر البحار جلد ۳ کے ص ۱۱۱ تا ص ۱۲۵ پر محفوظ و موجود ہے۔ یہ رسالہ متعدد دفعہ مصر وغیرہ میں شیخ احمد محمد مرسی نقشبندی کی تحقیق سے بھی شائع ہوا۔ انہوں نے امام نبہانی کے مطابق اسے امام حلبی کی ہی تصنیف قرار دیا۔ اب وہی رسالہ مصر سے شیخ عبدالرحمٰن حسن محمود کی تحقیق سے دارجوامع الکلم نے شائع کیا ہے۔ محقق مذکور کا کہنا یہ ہے کہ میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ یہ رسالہ امام حلبی کا ہی ہے مگر

Marfat.com

ہوا یوں۔

کنت ابحث فی مکتبة الازہر الشریف عن بعض رسائل فی التصوف خصوصًا مایتعلق بالشیخ الاکبر محی الدین بن عربی فانی احبه حبا لا یوصف فعثرت علی رسالة عنوانها "رسالة فی اثبات وجود النبی صلی اللہ علیه فی کل مکان ففرحت بها و نسختها علی زعم انها شی جدید غیر الرسالة التی زکرتها انفا

میں جامعہ ازہر شریف کی لائبریری میں بعض رسائل تصوف خصوصاً شیخ اکبر محی الدین بن عربی کے بارے میں تلاش کر رہا تھا کیونکہ مجھے آپ سے اتنی لگن و محبت ہے جسے بیان نہیں کیا جاسکتا تو اچانک میری نظر اس رسالہ پر پڑی جس کا نام "رسالہ فی اثبات وجود النبی فی کل مکان" تھا میں بہت خوش ہوا۔ یہ سمجھتے ہوئے نقل کرلیا کہ یہ رسالہ مذکورہ رسالہ (امام حلبی) کے علاوہ اور نئی چیز ہے۔

لیکن جب میں نے مخطوطہ کا آخر دیکھا تو اس پر یہ کلمات تھے۔

تمت علی ید کاتبه الحقیر الفقیر حسین بن محمد الشافعی غفر اللہ له و لمن قراہ فیه

یہ کتاب حقیر فقیر حسین بن محمد شافعی کے ہاتھ پر مکمل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے قارئین پر رحم فرمائے۔

پھر میں نے دونوں رسائل کو ملایا تو ان کا حرف بحرف ایک تھا' اب تحقیق شروع کی کہ یہ رسالہ ان دونوں بزرگوں میں سے کس کا ہوسکتا ہے؟ تو اس رسالہ کے اندر سے مجھے ایک اہم دلیل ملی جو واضح کرتی ہے کہ یہ رسالہ امام حلبی کا نہیں بلکہ امام حسین بن محمد شافعی کا ہے کیونکہ مصنف نے اس میں بار بار اپنے شیخ کا ذکر کیا ہے جن کا اسم گرامی امام نور الدین الشونی ہے ان کا وصال ۹۴۴ھ ہے حالانکہ شیخ علی نور الدین حلبی کا سال ولادت ۹۷۵ھ اور وصال

Marfat.com

۱۰۴۴ھ ہے، محقق کے الفاظ پڑھیے۔

فتاكدت ان هذه الرسالة لسيت للعلامه نورالدين الحلبى رحمة الله وانما هى لشخص آخر هو تلميذ من تلامذة الشيخ على نور الدين الشونى رحمه الله ذلك لان الشيخ على نور الدين الشونى توفى عام ٩٤٤ و ولد العلامة على نور الدين الحلبى عام ٩٧٥ وتوفى ١٠٤٤ فكيف يجتمع شخص مات قبل ميلاده بواحد و ثلاثين عاما

(مقدمہ، ۱۰)

اس مذکورہ بحث سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ یہ رسالہ علامہ نور الدین حلبی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا نہیں یہ کیسی ایسے شخص کا ہے جو شیخ علی نور الدین الشونی رحمتہ اللہ کے شاگرد ہیں کیونکہ شیخ علی نور الدین الشونی کا سال وصال ۹۴۴ھ ہے اور علامہ حلبی کا سال ولادت ۹۷۵ھ اور وصال ۱۰۴۴ھ ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے سے اکتیس سال پہلے وصال پانے والے کا شاگرد ہو۔

یہ بزرگ کون ہیں؟

امام حسین بن محمد الشافعی کون ہیں؟ اس بارے میں محقق خاموش ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں، جو کتب تراجم میرے پاس تھیں ان میں تلاش بسیار کے باوجود ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا، اگر بعد میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مجھے ان کے بارے میں کچھ ملا تو رسالہ کی آئندہ طباعت میں اسے ذکر کردوں گا۔

ہم نے بھی اس سلسلہ میں مختلف اہل علم سے رجوع کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ حضرت العلام ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری مدظلہ سے اس معاملہ پر گفتگو ہوئی تو انہوں نے اس پر جو تحقیق فرمائی وہ حسب ذیل ہے۔

Marfat.com

مصنف مذکور کے استاذ شیخ علی نور الدین الشونی کا سال وصال ۹۴۴ واضح کر رہا ہے کہ یہ بزرگ دسویں صدی ہجری کے ہیں غالبا یہ صاحب تاریخ الخمیس ہیں جن کا وصال ۹۶۶ ہجری ہے' اور ان کا نام امام حسین بن محمد الشافعی ہی ہے' ان کے علاوہ کسی اور بزرگ کا وصال ان سالوں میں نہیں ملتا۔ (معجم المولفین جلد ۴' ص ۴۷)

اہل علم کے استفادہ کے لیے اردو کے ساتھ عربی متن بھی شائع کیا جا رہا ہے۔ اس ترجمہ کا نام امام اہل محبت مولانا احمد رضا قادری کے ایک مصرعہ "ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی" رکھا ہے جبکہ سلطان العلماء امام عز بن عبدالسلام رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "بدایہ السؤل فی تفضیل الرسول" کے اردو ترجمہ کا نام "سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی" طے کیا گیا ہے۔

محتاج دعا

محمد خاں قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم اللہ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں

تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لیے، جس کا قصد کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوا، بلکہ جس نے بھی طلب صادق کی، اس نے اسے ضرور پا لیا۔ وہ منکرین توحید کے غلط اقوال (مثلاً فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں، بت اس کے شریک ہیں) سے نہایت ہی بلند و بالا تر ہے۔

صلوۃ و سلام ہو اس کے مقرب ترین نبی اور برگزیدہ بندے پر جن کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، وہ نبی رحمت و رسول شفاعت ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اللہ تعالٰی کی طرف سے آپ کی ذات اقدس پر، تمام انبیاء و مرسلین پر، تمام آسمان و زمین کے ملائکہ پر، آپ کی تمام آل، عزیز و اقارب، صحابہ اور تابعین پر رحمت و سلام کا نزول ہو۔

حمد و صلوۃ کے بعد

ہم سے زیر نظر موضوع اور مسئلہ کے بارے میں متعدد دفعہ پوچھا گیا، ہم نے اس کا جواب دیا، ان دنوں یہ مسئلہ پھر اٹھایا گیا ہے، لہٰذا ہم اس پر دوبارہ تحریر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: علماء امت کی اس بارے میں کیا رائے ہے' جو کتب و مجالس میں بیان کیا جاتا ہے کہ خیرالخلق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے تمام کائنات بلند و پست معمور و مالا مال ہے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبرانور میں مقیم ہیں یا نہیں؟

اگر یہ کہو کہ آپ قبرانور میں مقیم ہیں تو پھر اس کلام کا کیا معنی کہ آپ کا وجود مسعود ہر مقام و وجود میں ہے۔ ہر وجود میں آپ کے موجود ہونے کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: الحمدللہ! اے اللہ ہمیں خصوصی علم سے نواز دے اور صواب تک پہنچنے کے لیے راہنمائی فرما۔ (آمین)

اے ہمارے طلب صادق رکھنے والے بھائی اور دوست (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بدعقیدگی کی بیماری سے محفوظ رکھے اور علوم معرفت سے سیراب فرما دے) اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے تمہیدی گفتگو سے آگاہی نہایت ہی ضروری و لازم ہے۔

ہر عالم کا حال دوسرے عالم سے مختلف ہے

عوالم اور جہاں مختلف ہیں' انسان ماں کے رحم میں دار دنیا کی طرح نہیں ہوتا۔ رحم کی معمولی سی تنگی کو دنیا میں برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے (حالانکہ رحم مادر میں انسان نو ماہ گزار کر آتا ہے) عالم فکر اس دنیا سے بھی بڑا وسیع ہے' کیونکہ جب انسان آنکھیں بند کر کے سوچتا ہے تو عالم نیند اس سے بھی بڑھ کر وسیع معلوم ہوتا ہے۔ اس میں روح ہر جگہ جا سکتا ہے۔ فرش سے لے کر عرش تک اس کی بلندی و رسائی ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

عالم برزخ، عالم نوم سے بھی کہیں آگے ہے۔ کیونکہ جب انسانی روح بدن (دنیا) سے جدا ہوتی ہے تو اسے قوت فرشتہ کے قریب طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے اب دنیاوی قیود کے دائرہ میں رکھ کر دیکھنا و پرکھنا ہرگز صحیح نہیں رہتا۔ اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے جواب سنئے۔

جب روح انسانی کو قوت ملکی حاصل ہو سکتی ہے تو قوت جنی (جنات کی قوت) تو بطریق اولیٰ حاصل ہو سکتی ہے۔ جن بیک وقت مشرق و مغرب میں حاضر ہیں، اور جن کا حال یہ ہے کہ اسے بیک وقت مشرق و مغرب میں حاضر کیا جا سکتا ہے، مگر یہ انبیاء و اولیاء کی قوت و طاقت کے برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انبیاء و اولیاء کو زندگی اور وصال میں وہ قوت بطور انعام دی جاتی ہے کہ وہ ایسا کلام (وحی) کرتے ہیں، جو ان کی طاقت میں نہیں ہوتا اور وہ ایسا بوجھ اٹھا لیتے ہیں، جو ان کی طبائع کے مطابق نہیں ہوتا۔ اس عطائے قوت کا مقصد یہ ہے کہ وہ جن و انس کے تمام فضائل کے جامع ہو جائیں، بخلاف جن کے ان کی قوت فقط طبعی ہوتی ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جن کا تمثل (اگر جسم ہو) محض خیال ہوتا ہے، اسے دیکھا نہیں جا سکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

انہ یرٰکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونھم (سورۃ الاعراف، ۲۷)

ترجمہ: "وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جیسے تم نہیں دیکھتے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض اولیاء سے ملاقات اور اجتماع از قبیل خصوصیات ہے۔ حضرات انبیاء اور اولیاء میں یہ قوت ان کے شرف و بزرگی اور جنات میں یہ قوت ان کے شر کے سبب ہے۔

عالم حشر و نشر، عالم برزخ سے بھی وسیع ہے، عالم جنت و نار ان تمام مذکورہ عالمین سے کہیں بڑھ کر کشادہ و وسیع ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل، رحمت اور اس کا محیط علم ان تمام عوالم سے اتنے گنا وسیع ہے کہ ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ

Marfat.com

یہ عوالم جن اشیاء پر مشتمل ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک جز اور اس کی معلومات کے مقابل ایک ذرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے' مثلاً جنت' اللہ تعالیٰ سبحانہ کے پاس جو اجر و ثواب ہے' جنت اس کا ایک جز ہے۔ اس کے عتاب و سزا کے لیے دوزخ بھی ایک جز ہی ہے۔

حیات دینوی' برزخی اور اخروی

اس بنیادی گفتگو سے یہ بات آشکار ہو گئی کہ حیات دینوی' برزخ اور بہشت روح کے اعتبار سے تو ایک ہیں' لیکن قوت کے اعتبار سے مختلف ہیں' سب سے کم درجہ ادراک' تشکل' تصرف اور احاطہ کے اعتبار سے حیات دینوی کا ہے۔ اوسط درجہ حیات برزخی کا ہے' کیونکہ بہت سے دنیا سے فوت ہونے والے وہاں حیات طیبہ سے نوازے جاتے ہیں۔ (مثلاً انبیاء' شہدا اور صالحین) اور سب سے اعلیٰ درجہ حیات اخروی ابدی کا ہے۔

موت فنا نہیں' بلکہ دنیا اور آخرت کے درمیان پردہ ہے

علماء محققین امام قرطبی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ موت عدم محض نہیں' بلکہ ایک جہان سے دوسرے کی طرف انتقال اور اہل دنیا اور اہل برزخ کے درمیان حجاب ہے۔ اب میت اس حال پر نہیں رہتی' جو دنیا میں محسوس کیا جاتا تھا۔ یہ تمام اموات کا حال ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ تمام ارواح لطیف ہیں' اجسام کی طرح ثقیف نہیں۔ اگر وہ پابند نہ ہوں اور انہیں اجازت ہو تو وہ جہاں چاہیں' وہاں کی سیر کرتے ہیں۔ اس درجہ و فضیلت میں امت مصطفوی دیگر تمام امتوں کی طرح ہے' لیکن ان کے ارواح کو تصرفات میں دوسروں کی نسبت ایسی خصوصیت و زیادتی حاصل ہے' جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ تعالیٰ نے بے انتہا خصائص سے نوازا ہے۔ جب عام امت کا یہ معاملہ ہے تو علماء عاملین اور اولیاء عارفین کا درجہ اس خصوصیت میں کہیں بلند ہو گا۔ پھر ان عرفا

Marfat.com

ائمہ امام اعظم، امام شافعی اور امام مالک کے درجات کا کیا عالم ہوگا؟ اسی طرح اوپر جائیں، ان شخصیات کا درجہ کیا ہوگا، جنہوں نے براہ راست صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا اور اب خود اس ہستی کے درجات و تصرفات کا عالم کیا ہوگا۔ امت کے لیے جو نبی شفاعت و رحمت ہی نہیں، بلکہ اولوالعزم رسولوں سے بھی بلند درجہ رکھتے ہیں۔ کیا آپ کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ منصب شفاعت آپ کا ہے یہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ اگر کسی کو حاصل بھی ہوگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوگا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے رب کی اجازت سے شفاعت کریں گے۔ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے صرف آپ کو ہی وسیلہ بنایا جا سکتا ہے، لیکن یہ بعض کا قول ہے۔ صحیح رائے یہ ہے کہ تمام انبیاء اور اولیاء سے توسل کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے علم میں یہ بھی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ اور دیگر بعض انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں میں دیکھا اور ملاقات کی۔ یہ ملاقات اسی قوت کی بنا پر ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی جو ہم سے ہمارے نفوس سے زیادہ قریب ہے، کیا وہ قبر انور میں مقیم ہے یا نہیں؟ تو امام سیوطی کی کتاب "**تنویر الحلک فی امکان رویہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الملک**" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیا علیہم السلام اپنی قبور میں نہیں چھوڑے جاتے۔ اسی کتاب میں ہے کہ امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کو قبور میں چالیس راتوں تک نہیں چھوڑا جاتا، ہاں اللہ کی بارگاہ میں روز قیامت تک نماز ادا کرتے رہتے ہیں۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ امام سفیان ثوری نے "الجامع" میں نقل کیا کہ ہمارے استاد نے حضرت سعید بن المسیب سے بیان کیا کہ کوئی نبی چالیس راتوں سے زائد قبر میں ٹھہرایا جاتا حتیٰ کہ انہیں اٹھا لیا جاتا۔ امام بیہقی لکھتے ہیں کہ

Marfat.com

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء کی طرح ہی ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ بلندی و رفعت میں دیگر انبیاء سے کہیں بلند و بالاتر ہیں۔ کتاب مذکور میں ہی ہے کہ امام عبدالرزاق مصنف میں ثوری سے' انہوں نے ابوالمقدام سے' انہوں نے حضرت سعید بن مسیب سے نقل کیا کہ کوئی نبی زمین میں چالیس رات سے زائد نہیں ٹھہرایا جاتا۔ اس میں ہے کہ امام الحرمین نے "تاریخ" میں' طبرانی نے "کبیر" میں اور ابو نعیم نے "حلیہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نبی کا بھی وصال ہوتا ہے' اسے چالیس دن قبر میں ٹھہرایا جاتا ہے۔"

اس میں یہ بھی ہے کہ امام الحرمین نے "نہایہ" میں اور امام رافعی نے "الشرح" میں روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے ہاں اس بات سے مکرم ہوں کہ مجھے قبر میں تین دن کے بعد چھوڑا جائے۔

امام الحرمین نے دو یوم سے زائد کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ اس مقام پر یہ بھی ہے کہ ابوالحسن بن زعفرانی حنبلی نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو قبر میں ادھا دن سے زائد نہیں رکھتا۔

میں کہتا ہوں ان مذکورہ احادیث میں بظاہر اشکال ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو اس مفہوم کے بارے میں ہمیں سوال کرتے ہیں' جس پر یہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔

درج ذیل نص ان اشکالات کا جواب دے رہی ہے جو مذکورہ کتاب میں بھی ہے اور حافظ ابن نعمان المغربی المتوفی ۶۸۳ھ کی "**مصباح الظلام فی المستغیثین بسید الانام فی الیقظہ والمنام**" میں ہے

نبی کا وسیلہ کام آگیا ہے

"ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' آپ کا ارشاد

Marfat.com

ہے اور آپ کی نازل کردہ کتاب میں ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا لله و استغفرلهم الرسول لوجدوا لله توابا رحيما (النساء ۶۴)

ترجمہ: (اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں' تو وہ آپ کی خدمت میں آئیں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی سفارش کردیں تو وہ اللہ کو تواب و رحیم پائیں گے)۔

میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے پاس معافی کی سفارش کروانے کے لیے حاضر ہوں۔ امید کرتا ہوں' آپ میری سفارش فرمائیں گے۔ مزار اقدس سے آواز آئی اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔

یہ نص صحیح اور مقبول اس بات پر صراحتہً دال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور میں مقیم ہیں۔ اشکال ختم کرنے کے لیے حافظ سیوطی کی مذکورہ کتاب میں یہ واقعہ بھی ہے:

۱۔ سید نورالدین ایجی نے ریاض الجنہ میں کھڑے ہو کر یوں سلام عرض کیا: **السلام علیک ایها النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ** تو جتنے لوگ وہاں حاضر تھے' ان سب نے یہ جواب سنا **علیک السلام یا ولدی** "اے میرے بیٹے تم پر سلام ہو۔"

۲۔ شیخ ابوبکر (الدیار بکری) مواجہ شریف میں حاضر تھے۔ عرض کیا' السلام علیک یا رسول اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں سلام کا جواب عطا فرمایا۔

۳۔ ایک ہاشمی خاتون مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر رہتی تھی۔ بعض خدام نے اسے تکلیف پہنچائی۔ اس نے آپ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی تو مزار اقدس سے آواز آئی کیا تیرے سامنے میری سیرت نہیں' جس طرح میں نے صبر کیا' اسی طرح تو بھی صبر سے کام لے۔

Marfat.com

جب دست رحمت مزار سے ظاہر ہوا

۴۔ شیخ احمد رفاعی (اللہ تعالٰی ان کی برکات سے ہمیں نفع عطا فرمائے) جب حج پر گئے تو روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کناں ہوئے:

"جب دور تھا تو میں اپنی روح کو بھیجتا تھا کہ میری طرف سے آپ کی چوکھٹ کو بوسہ دے۔ اب ظاہری جسم کے ساتھ حاضر ہوں۔ اپنا دست اقدس عطا فرمائیے' تاکہ بوسہ لے سکوں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم مدیدہ الشریفتہ فقبلھا و عادت۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس عطا فرمایا' انہوں نے چوما پھر واپس لوٹا لیا)

اس طرح کے کئی دیگر واقعات اس کتاب سیوطی میں مذکور ہیں۔

مذکورہ اشکال کا حدیث میں جواب

حضور صلی اللہ علیہ نے فرمایا' میں نے معراج کی رات اپنے بھائی موسیٰ کو دیکھا وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

اس سے بھی تعجب والا واقعہ مورخین نے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم اقدس کو خوف طوفان کے وقت اپنے ساتھ کشتی میں رکھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں قرافہ کے مقام پر اور حضرت یوسف علیہ السلام مصر شہر میں الیقوم میں مدفون تھے' دونوں کو بیت المقدس کے پاس بلد خلیل میں منتقل کیا گیا' تاکہ ان دونوں کو ان کے آباء کے ساتھ جمع کر دیا جائے۔

حاصل یہ ہے کہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ ہر نبی اپنی قبر میں ہی رہتا ہے' اس کا وجود کسی اور جگہ نہیں ہو سکتا تو پھر مذکورہ احادیث پر سخت اشکال وارد ہو جائے گا اور یہ شان انبیاء علیہم السلام کے خلاف اور اس میں ایک نقص ہوگا' کیونکہ دیگر اموات چہ جائیکہ اصفیاء' اولیاء کی مثل ان کی قبور سے دور شہروں میں دکھائی

Marfat.com

دیے گئے ہیں اور اس امت میں یہ واقعہ تواتر سے ثابت ہیں کہ قطب وقت سید احمد البدوی (جو بلاد کفار میں الخطاف کے نام سے مشہور تھے) کے وصال کے بعد قیدیوں کو انگریز نے انکے شہر مثلاً مصر منتقل کر دیا تو شیخ کی قبر پھر لوٹ آئی۔

اختیار نبوی

اس تمام گفتگو کو سامنے رکھتے ہوئے جو بات اللہ کی توفیق سے ہمیں سمجھ آئی ہے، وہ درج ذیل ہے:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال مبارک کے بعد رضوان کی سب سے پاکیزہ "فردوس جنت کے اعلیٰ درجہ اور مقام وسیلہ کی طرف ترتیب معقول کے مطابق منتقل کر دیا گیا اور وہ یہ ہے کہ پہلے آپ روضہ مبارک اور مزار عالی میں تشریف فرما ہوئے، پھر آپ کو وہ بلند مقام عطا کیا گیا، جو سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور یہ وہ درجہ ہے، جس مقام پر تمام اولین و آخرین رشک کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اذن تام عطا فرما دیا کہ آپ آسمان و زمین خشکی و تری یا میدان و پہاڑ کے جس مقام پر بھی تشریف لے جانا چاہیں، تشریف لے جائیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت و اہلیت عنایت کر دی کہ مقام وسیلہ پر وصال سے لے کر قیامت کے بعد غیر محدود وقت تک اس طرح موجود رہیں کہ اگر کوئی نبی مرسل یا مقرب فرشتہ آپ کو پکارے تو آپ اس پر متوجہ ہوں۔ آپ اب جس طرح درجہ وسیلہ پر ہیں، اسی طرح حریم کبریا میں بھی ہے۔ اسی طرح مزار اقدس پر سلام عرض کرنے والا سامنے پائے گا، بلکہ آپ کا ہر طالب اپنے آپ کو مطلوب کے سامنے پائے گا، جیسا کہ متفکر اپنی فکر اور عارف اپنے لطیف سر میں آپ کو پائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو جس طرح حظیرہ قدس کے مقام تک لے جانے کے باوجود ان کی اجسام کی مثل و شبح کو قبور میں رکھا ہے، تاکہ اہل زمین

Marfat.com

ان سے انس حاصل کریں اور ان کا جسم مثالی جہاں جانا چاہے' جائے' ان پر کوئی رکاوٹ یا پابندی نہیں' قبر میں شیخ کے مقیم ہونے کا معنی صرف اتنا ہے کہ جب کوئی طالب' طلب صادق کرے تو انہیں پالے' اور اگر کوئی مٹی کھودے تو ان کی ذات کی زیارت کرے۔

اس بات کی مزید وضاحت عنقریب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے بھی ہوگی۔

تو زندہ ہے واللہ

حافظ سیوطی نے کتاب مذکور میں اکثر علماء کے وہ اقوال اور ان احادیث کا تذکرہ کیا' جو حالت نوم اور بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے امکان پر دال ہیں' اس کے بعد فرمایا ان تمام اقوال اور احادیث نے واضح کر دیا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ و روحہ وانہ یتصرف فی اقطار الارض و فی الملکوت وھو بھیئۃ التی کان علیھا قبل وفاتہ و لم یتبدل منہ شئی و انہ لغیب عن الابصار کما غیبت الملائکۃ مع کونھم احیاء باجسادھم۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم اور روح دونوں کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ تمام زمین اور ملکوت میں تصرف فرماتے ہیں اور آپ اسی حالت و کیفیت میں ہیں' جو وصال سے پہلے تھی' اس میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا۔ آپ ہماری آنکھوں سے صرف غائب ہیں جیسے' ملائکہ حالانکہ وہ اجسام کے ساتھ زندہ ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے' حجاب اٹھا کر آپ کی زیارت عطا فرماتا ہے اور دیکھنے والا آپ کو اسی حالت پر دیکھتا ہے' جس پر تھے۔ اس سے کوئی امر مانع نہیں اور نہ یہ تخصیص کرنے کی ضرورت ہے کہ مثال دکھائی دیتی ہے۔

Marfat.com

ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

میں کہتا ہوں ہماری گفتگو بھی انشاء اللہ تعالیٰ امام سیوطی کی طرح ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی مرتبہ و مقام ہے کہ آپ کے جسد اطہر سے نہ کوئی زماں خالی ہے اور نہ مکان' نہ کوئی محل خالی ہے اور نہ کوئی امکان' نہ عرش و فرش نہ لوح و کرسی' نہ قلم نہ خشکی و تری' نہ پہاڑ و میدان' نہ برزخ و قبر خالی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔ جس طرح عالم بالا آپ سے معمور ہے اسی طرح عالم اسفل اور عالم قبر بھی معمور ہے۔ آپ کو قبر میں مقیم' بیت اللہ کا طواف کرنے والا اور حریم کبریا میں بیک وقت پاؤ گے' کیونکہ درجہ وسیلہ پر قیام سے یہی کمال حاصل ہوتا ہے اور آپ کی مصروفیات کا دائرہ اور وسیع ہو جاتا ہے۔

کیا یہ بات مسلمہ نہیں کہ اقصائے مغرب میں بیداری یا نوم کی حالت میں دیدار کا شرف پانے والے ان لوگوں سے موافقت کر رہے ہوتے ہیں' جو بعینہ اسی گھڑی اقصائے مشرق میں یہی شرف پاتے ہیں۔ جب یہ دیدار حالت نوم ہوگا تو اس کا تعلق عالم خیال و مثال سے ہوگا اور جب حالت بیداری میں ہوگا تو یہ صفت جمال و جلال اور غایات کمال کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا۔

جیسا کہ کسی نے کہا:

"اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں کہ وہ تمام عالم کو ایک میں جمع فرما دے"۔

سوال: یہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اس معاملہ میں تمہیں کوئی خصوصی اطلاع ہے یا اپنی طرف سے ہی کہہ رہے ہو؟ یہ حال متصور کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ کیسے مان لیا جائے کہ جسم واحد تمام مقامات پر ہو سکتا ہے؟

جواب: یاد رکھئے جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے' وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ اور جو آپ کی شریعت میں کوئی بات اپنی طرف

Marfat.com

سے کرتا ہے' وہ بھی مردود قرار پاتا ہے' جو کچھ ہم نے اپنے مدعی پر لکھا ہے' یہ خصوصی فیض والہام ہے۔ اس کی صحت پر انشاء اللہ تعالیٰ اہل فہم میں سے کوئی اس کا انکار نہیں کرے گا' ہاں شاذ و نادر اہل وہم و ابہام میں سے کوئی منکر ہو سکتا ہے۔

جب دن کا وجود محتاج دلیل ہو جائے تو پھر کوئی بات بھی درست نہیں

جب تو چاند نہیں دیکھ رہا تو اتنا تو مان لے کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

کون کس پر حجت ہے

صاحب علم جاہل کے لیے حجت ہے' صاحب فہم اس پر حجت ہوتا ہے' جو صاحب فہم نہ ہو۔ اسی طرح محفوظ رکھنے والا اس پر حجت بن جاتا ہے' جس کو حفظ نہ ہو۔ علاوہ ازیں ہمارے درمیان گفتگو نہایت احسن انداز میں رہنی چاہیے اور کوئی بات دلیل کے بغیر درست نہیں ہوتی اور اس مذکورہ مسئلہ پر تو دلائل صحیحہ' سمعیہ اور براہین قطعیہ موجود ہیں۔

ا۔ ایسی دلیل جس پر تمام اہل علم متفق ہیں

دلائل نقلیہ میں سے ایک دلیل یہ ہے' جسے مسلمہ مسانید صحیحہ نے نقل کیا اور تمام حفاظ حدیث اور تمام اہل ظاہر و باطن کے ہاں وہ ثابت ہے۔

انہ صلی اللہ لیلۃ الاسراء رای اخاہ موسی قالمایصلی فی قبرہ

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر انور میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' جب آپ بیت المقدس پہنچے' وہاں بھی انہیں استقبال کرنے والوں میں پایا' دیگر انبیاء کی طرح انہوں نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی' پھر فراق ہوگیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھے یا چھٹے آسمان پر پہنچے تو وہاں پھر ملاقات ہوگئی"۔

کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم' دوسرے پر حضرت عیسیٰ'

Marfat.com

تیسرے پر حضرت یوسف، چوتھے میں حضرت ادریس، پانچویں پر حضرت ہارون، چھٹے پر حضرت موسیٰ اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ایک روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر بھی ملاقات کا ذکر ہے، تو دونوں جگہ ملاقات ماننے میں بھی حرج نہیں۔ جب یہ شان و مقام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ہے، جن کا مرتبہ حضور جیسا نہیں، تو ہمارے نبی تو ہر مقام پر تشریف فرما ہوں گے۔ آپ کا مزار اقدس میں تشریف فرما ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ اعلیٰ، افضل اور احق ہوگا۔ یہ اس موجودگی کی طرح ہے، جو چھٹے آسمان پر تھی، حالانکہ آپ صلی اللہ صلی اللہ نے بیت المقدس اور قبر میں دیکھا تھا۔

لیکن تمام کائنات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے معمور اور مالا مال ہونا آپ ہی کا خاصہ ہے، جو حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کو حاصل نہیں، کیونکہ ہمارے نبی معراج کی رات اس مقام تک بلند و قریب ہوئے، جس کے ایک قدم کو بھی کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہیں پا سکتا۔ اس لیے تمام فرشتوں کا سربراہ سدرۃ المنتہی پر پہنچ کر یہ کہتے ہوئے رک جاتا ہے۔

وما منا الا لہ مقام معلوم (سورۃ الصافات، ۶۴)

"ہم میں سے ہر ایک کا مقام متعین ہے"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام، ساتویں آسمان، سیدنا موسیٰ علیہ السلام چوتھے یا چھٹے آسمان پر رہ گئے۔

۲- قبر میں لفظ ھذا سے سوال

ہمارے مدعی پر ایک نہایت ہی واضح دلیل یہ بھی ہے، جسے تمام مسانید صحیحہ نے نقل کیا اور امام المحدثین امام بخاری نے بھی اسے ثابت رکھا، وہ یہ ہے کہ قبر میں فرشتے میت سے ان الفاظ میں سوال کریں گے۔

ما تقول فی ھذا الرجل

Marfat.com

"اس ذات اقدس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟"

اور اسم اشارہ کے بارے میں مسلمہ ضابطہ ہے۔

لا یشاربہ الاللحاضر

(اس کے ساتھ جس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہوتا ہے' اس کا سامنے ہونا ضروری ہے)

یہی اس کا حقیقی مفہوم و معنی ہے

بعض اہل علم کا رد

بعض اہل علم کا یہ کہنا' یہاں اشارہ خارجی نہیں بلکہ ذھنی مراد ہے' ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ یہاں اسم اشارہ کے اصلی اور حقیقی معنی سے اعراض و عدول کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ لہٰذا یہاں بلاقیل و قال یہ تسلیم کرنا ضروری و واجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد اطہر سے وہاں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

مذکورہ دونوں دلائل نقلیہ ایسے ہیں' جنہیں ہر وہ شخص قبول کرے گا' جو سلیم الفطرت' سلیم العقل اور سلیم النیت ہوگا۔

دلائل عقلیہ قطعیہ

اب دلائل عقلیہ قطعیہ کا ذکر ہوگا' ان کے بعد ہر وہ شخص مذکورہ عقیدہ تسلیم کرے گا' جس میں کچھ انسانیت ہوگی۔

روح کائنات حضور ہیں

ا- آپ ہر موجود کی روح میں ہیں اور کوئی موجود روح سے خالی نہیں ہو سکتا۔

اس بارے میں کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکتا کہ

انہ صلی اللہ علیہ وسلم روح الوجود

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہروجود کی روح ہیں۔

Marfat.com

آپ بتائیے کیا آج تک کسی نے یہ کہا ہے کہ حیات کے ہوتے ہوئے بدن کا کوئی جز روح سے خالی ہوتا ہے' تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عوالم علویہ اور سفلیہ کی ہر شئی کا روح ہونا مسلم ہے تو اب اس بات کو بھی تسلیم کرنا ضروری ہے کہ ان جہانوں کا کوئی جز آپ کے جسد اطہر اور روح انور سے خالی نہیں۔

۲۔ اولیاء کاملین کے مشاہدات

دلائل میں سے ایک دلیل اولیاء کاملین کے مشاہدات بھی ہیں' امام سیوطی اور دیگر اہل علم نے عارف باللہ ابوالعباس البطنی کے بارے میں نقل کیا کہ:

"میں استاذ احمد رفاعی کی خدمت میں تعلیم سلوک کے لیے حاضر ہوا' آپ نے فرمایا:

هل عرفت رسول الله صلى الله عليه وسلم

کیا آپ رسول اللہ کو پہچانتے ہیں۔

تم اپنے شیخ عبدالرحیم القناوی کے پاس جاؤ' تاکہ وہ تمہیں یہ معرفت کروائیں۔ میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا' فرمایا' بیت المقدس چلے جاؤ وہاں معاملہ کھل جائے گا۔ جب میں بیت المقدس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ ختم کر دیا۔

ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

فرأيت النبى صلى الله عليه واله وسلم ملئ السموات والارض والعرش والكرسى و ملئ سائر اقطار والاكوان

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں زیارت کی کہ آسمان' زمین' عرش' کرسی اور تمام عالم و کائنات آپ سے معمور تھی۔

ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ اولیاء عارفین کاملین اکثر طور پر نیند اور

Marfat.com

بیداری دونوں حالتوں میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا شرف پاتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

شیخ عارف باللہ خلیفہ بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات پاتے' حتی کہ ایک رات سترہ دفعہ زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے خلیفہ ہماری وجہ سے تھک نہ جانا۔ بہت سے اولیاء ہمارے دیدار کی حسرت لیے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

میں کہتا ہوں' حجاب ہماری طرف سے ہے---- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں۔ یہی وجہ ہے جب بندہ کی روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو خواہ نیند کے ساتھ ہو اور وہ اپنی آنکھیں بند کرتا ہے تو آپ کی زیارت کا شرف پاتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھا ہو اور جب بندہ نفس کی خواہشات کو نہ مان کر اسے ختم کر دیتا ہے' تو پھر بھی نیند اور بیداری میں اس امتی اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حجاب و پردہ ختم ہو جاتا ہے۔

ہمارے استاذ شیخ نورالدین الشونی جامعہ ازہر میں درودوسلام کی محفل میں حالت بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف پاتے۔ اس کی علامت یہ ہوتی کہ آپ اس وقت ادبا" کھڑے ہو جاتے اور تمام اجتماع بھی قیام کرتا بعض دفعہ رات کے آخر حصہ میں' بعض دفعہ نصف رات کو اور بعض دفعہ ابتداء مجلس میں ہی دیدار ہو جاتا۔ صبح تک شیخ حالت قیام میں رہتے۔ باب زھومہ کے مقام سیوفیہ پر اپنی خلوت میں دن رات آپ کی ملاقات کا شرف پاتے۔

امام ابوالعباس المرسی کا قول

امام ابوالعباس المرسی فرماتے ہیں:

Marfat.com

لو حجبت عن رویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما عددت نفسی من المسلمین

(اگر میں ایک گھڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھوں تو اس میں اپنے آپ کو حالت اسلام میں شمار نہیں کرتا)

اس بارے میں اتنے واقعات ہیں کہ انہیں نہ تو شمار کیا جا سکتا ہے' اور نہ ہی وہ بیان کے محتاج ہیں' بلکہ امت مسلمہ میں وہ معروف و مشہور ہیں۔ ان میں سے کچھ واقعات امام سیوطی کی کتاب "تنویر الحلک" میں ملاحظہ کیجئے' جو اس موضوع پر عظیم کتاب ہے۔

ایک اہم دلیل وجود ابدال بھی ہے کہ ان میں سے ایک کو بدل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود کہیں سفر کر جاتا ہے اور اپنی جگہ اپنی صورت میں کسی شخص کو چھوڑ جاتا ہے۔ قضیب البان کا واقعہ اس پر شاہد ہے۔

میں کہتا ہوں ابدال کا مقام یہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہزارہا امثال کیوں نہیں اختیار کر سکتے؟

نقل صحیح سے یہ ثابت ہے کہ شیخ تاج الدین بن عطا اللہ سکندری رضی اللہ عنہ صاحب کتاب الحکم اور کتاب التنویر کا ایک مرید حج پر گیا' وہ جس مقام پر بھی جاتا مثلاً حرم کعبہ' منیٰ' عرفات اور مزدلفہ وہاں ہی شیخ کو پاتا' جب ان سے ملنے کے لیے بڑھتا تو وہ غائب ہو جاتے۔ مرید نے واپس مصر لوٹ کر شیخ کے بارے میں پوچھا' تو لوگوں نے بتایا خیریت سے ہیں' شیخ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا' کیا تو نے فلاں فلاں جگہ ایسے دیکھا تھا۔ عرض کیا ہاں

ایک اہم دلیل معقولی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بلند مقام پر رکھا ہے' جیسے چاند' تو اسے جب کوئی مشرق سے دیکھتا ہے' مغرب میں بھی ویسا ہی دکھائی دیتا ہے' وہ ایک ہے مگر اس کی روشنی سے تمام کائنات مالا مال ہے۔ اسی طرح سورج کی ٹکیہ اور اسکی شعائیں' ستارے انہیں زمین پر رہنے

Marfat.com

والے برابر طور پر دیکھتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنے بلند مقام پر رکھا ہے' جو اسی بات کا تقاضا کرتا ہے' اس میں کون سی عجیب بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور مدینہ میں ہونے کے باوجود اس کا معاملہ بھی اسی طرح ہو اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ غیر طیبہ میں آپ کا جسم مثالی دکھائی دے۔ بشرطیکہ دل کا ایسا اندھا نہ ہو کہ اسے کوئی شئی دکھائی ہی نہ دیتی ہو اور کسی شی کو مانتا ہی نہ ہو' جیسا کہ ظاہری نابینا سورج' چاند اور ستارے کو نہیں دیکھتا' حالانکہ وہ سب پر سب سے روشن و واضح ہیں' ہم نے اپنی ایک نظم میں کہا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس تمام کائنات میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں قبرانور میں تشریف فرما ہیں' جیسا کہ آسمانی چاند ہے اس کی روشنی سے مشرق و مغرب روشن ہیں۔

ساری کائنات عزرائیل کے سامنے

ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عوالم علویہ اور سفلیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو عزرائیل علیہ السلام کے سامنے کر دیا ہے' کیونکہ حضرت عزرائیل سے پوچھا گیا تم بیک وقت ایسے دو آدمیوں کی روح کس طرح قبض کرتے ہو' حالانکہ ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے' تو انہوں نے فرمایا:

ان اللہ تعالی قد زوی لی الدنیا بجمیع اکوانہا فجعلہا بین یدی کالقصعہ بین یدی الاکل اتناول منہا ماشئت

(اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو میرے سامنے اس برتن کی مانند بنا دیا ہے' جو کھانے والے کے سامنے ہوتا ہے' میں جہاں چاہوں گرفت کروں۔)

Marfat.com

قبر میں نکیرین

ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ برزخ کے معاملات کو دوسرے جہاں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا' آپ یہ جانتے ہیں کہ تنگی قبر کے باوجود وہاں نکیرین کیسے آ جاتے ہیں؟ اور کیسے چلے جاتے ہیں؟ اور بیک وقت کئی اموات سے کیسے سوال کرتے ہیں' حالانکہ ان میں سے ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں فوت ہوتا ہے۔

جنت کہاں اور جہنم کہاں؟

اور یہ بھی قابل توجہ ہے کہ ایک انگلی کے ساتھ قبر میں جنت کا یا جہنم کا دروازہ کھول دیتے ہیں' حالانکہ جنت سدرۃ المنتھی کے پاس ہے اور دوزخ نمکین سمندر کے نیچے ہے۔ (جسے اللہ ہی جانتا ہے۔)

نکیرین جس ذات کے بارے میں سوال کرتے ہیں اس کا درجہ کیا ہوگا؟

الغرض اللہ تعالیٰ' رب' حکمت والا' حلیم' قادر' بلند اور عظیم ہے۔ یہ بات اس کی قدرت میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طاقت بھی عطا فرمائے جو اس نے منکر نکیر اور ملک الموت کو عطا کر رکھی ہے' اور اس سے بھی زیادہ کیونکہ ان کا مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالیقین نیچے ہے' اس لیے کہ وہ تو میت سے آپ ہی کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان تمام معلومات کے بعد جو منکر ہے' وہ سخت گمراہی میں ہے جیسا کہ فلاسفہ گمراہ ہوئے' انہوں نے بعض اموات کی ناف میں پارہ رکھ دیا کہ جب ملائکہ اسے اٹھا کر بٹھائیں تو یہ بہہ جائے گا' لیکن جب انہوں نے بعد میں قبر کو کھودا تو وہ بہا ہوا نہ تھا۔ ہم نے ایک اپنی نظم میں لکھا ہے جس کا عنوان "خیر الوریٰ محمد الشفیع" ہے۔

Marfat.com

سارے اونچوں سے اونچا ہمارا نبی

جب تو چاہے کہ میں ایک ایسی ذات کو پاؤں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمام عوالم کو جمع فرما دیا ہے۔

وہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے' انہی کی طرف دیکھ انہیں سے مانگ' تیری آنکھیں' کان اور دماغ ان سے سیر ہوگا۔

تیری آنکھوں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا ہوگا' نہ ہی کانوں نے سنا ہوگا' نہ کسی منہ نے ایسے کی تعریف کی ہوگی۔

اتنے بلند کہ تمام بلندیاں اور عروج ان کے سامنے پست ہے' ان کی بلندی کیسے بیان ہو جو تمام انبیا سے اسقدر بلند ہیں کہ اس بلندی کو کسی آسمان کی بلندی نہیں پہنچ پاتی۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کے لیے تمام لوگوں کی مدح قاصر ہے حتیٰ کہ آپؐ تمام جہان والوں کی مدح سے بالا تر ہیں۔

اب تک یہ بات آشکار ہوگئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسد اطہر اور روح انور کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ کے وجود سے کوئی زمان' مکان' زمانہ اور وقت خالی نہیں۔

مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

ولی کامل عارف باللہ شیخ عبدالعزیز الدیرینی کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ دیرین میں سجادہ نشین ہوئے تو کچھ خاندانی لوگوں نے اعتراض اٹھایا۔ تمام اہل بلاد کا اس پہ اتفاق ہوا کہ نماز جمعہ کے بعد شیخ عبدالعزیز سمیت تمام سادات اپنے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دیں اور جس کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

عطا فرمائیں، سجادگی اس کا حق ہوگا۔ تمام اہل علم و شرف اور عوام جمع ہوگئے۔ شیخ نے دوسرے سادات کو کہا پہلے تم عرض کرو۔ ہر ایک نے یہ کلمات عرض کیے: **یا جدی یا رسول اللہ** مگر کسی کو جواب عطا نہ ہوا۔ اس کے بعد شیخ عبدالعزیز نے عرض کیا **یا سیدی یا رسول اللہ**۔ بس عرض کرنے کی دیر تھی، تمام لوگوں نے یہ جواب سنا **لبیک یا عبدالعزیز**۔

ایک جماعت نے یہ بھی نقل کیا کہ شیخ عبدالعزیز کے ساتھ قطار میں جو آدمی تھے، انہوں نے جواب سنا مگر پچھلے نہ سن سکے۔ لہٰذا تین دفعہ عرض کیا تو تینوں دفعہ جواب عنایت ہوا۔ قارئین غور کیجئے آپ کا جسد اطہر طیبہ میں ہے مگر اس کا اتصال شہر دیرین کے ساتھ کتنا ہے۔ اسی طرح کائنات کا ہر گوشہ آپ سے متصل ہے۔ ہمارے شیخ نور الدین الشونی جو شب و روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود و سلام عرض کرتے ہیں، ان کو نیند و بیداری دونوں حالتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت کے ساتھ شرف ملاقات نصیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

ایک دن آئیں گے سرکار قضا سے پہلے

مسانید صحیحہ راجحہ میں بخاری و مسلم اور ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حالت نیند میں میری زیارت کا شرف پایا، وہ مجھے عنقریب حالت بیداری میں دیکھے گا اور شیطان ہرگز میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ طبرانی نے اسی طرح کی روایت حضرت مالک بن عبداللہ خثعمی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے اور امام دارمی نے بھی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی ہے۔

یہ حدیث بہت بڑی خوشخبری پر مشتمل ہے کہ جس امتی نے حالت نیند میں دیدار کیا، وہ ان شاء اللہ تعالیٰ بیداری میں بھی آپ کی زیارت اور سلام عرض کرنے

Marfat.com

کا شرف پائے گا۔ خواہ موت سے تھوڑا پہلے کیوں نہ ہو' اور وہ وقت مشکل ترین ہوتا ہے۔

دم آخر مجھے آقا کی زیارت ہوگی
ایک دن آئیں گے سرکار قضا سے پہلے

علاوہ ازیں سلف و خلف میں سے بہت سے اہل معرفت نے بیداری میں دیدار کا شرف پایا اور آپ سے مختلف دینی اور دنیوی معاملات کے بارے میں عرض کیا۔ بعض سے آپ نے منع فرمایا اور بعض کو بجا لانے کا حکم دیا۔ جو فوائد و نقصانات آپ نے بیان فرمائے من و عن اسی طرح ہوا۔ امام سیوطی نے مذکورہ کتاب میں کچھ ذکر کیا ہے۔ اس کا مطالعہ کیجئے۔

اہل ایمان کی ارواح ماذون ہوتیں ہیں

یہ مسئلہ بھی مسلمہ ہے کہ اہل ایمان کی ارواح کو اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ وہ جنت میں' آسمانوں پر' قبور میں' اپنے اجسام میں یا قبور کے بالمقابل آسمان یا دنیا میں رہیں۔ مومن میت اپنے زائر اور سلام کہنے والے کو پہچانتی ہے اور اذن الٰہی سے اس کا جواب بھی دیتی ہے اور میت کی اس معرفت میں جمعہ کی رات اضافہ ہو جاتا ہی اور یہ ملاقات و زیارت ہفتہ کی صبح تک جاری رہتی ہے۔ اولیاء اصفیاء کو عام مسلمانوں سے زیادہ معرفت حاصل ہوتی ہے۔ پھر علماء عاملین' شہداء' صحابہ اور آل بیت کو ان سے بھی بڑھ کر خصوصی طور پر یہ مقام ملتا ہے۔

انبیاء حج و عمرہ کرتے ہیں

تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اشکال اور ارواح کے ساتھ کائنات میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے' وہ حج و عمرہ کرتے ہیں جیسا کہ وہ اس دنیوی زندگی میں کیا کرتے تھے۔ (یہ مقام تو دیگر حضرات کا ہے) حبیب خدا صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم سے عوالم علویہ و سفلیہ کا گوشہ گوشہ معمور و مالامال ہے۔ کیونکہ آپ تمام بندوں اور عابدوں سے افضل ہیں اور تمام کائنات اپنے مشتملات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی نگاہ میں ہے۔

سوال: آپ نے بہت عمدہ جواب دیا ہے لیکن ایک اور سوال وارد ہوتا ہے جس کا جواب نہایت ہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس ایک فرشتہ کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ وہ درود و سلام عرض کرنے والوں کا درود و سلام آپ کی خدمت اقدس میں پیش کرے۔ ہاں جمعہ کی رات اور دن کو آپ خود سنتے ہیں اور جواب عنایت فرماتے ہیں۔ جب آپ ہر جگہ اور زمانہ میں موجود ہیں یا آپ کو مزار اقدس سے اٹھا لیا گیا تو مقرر فرشتہ کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: اللہ کی توفیق سے یہ ہے آپ سابقہ گفتگو سے اس بات سے آگاہ ہوچکے کہ تمام کائنات آپ سے معمور ہے۔ اس طرح مزار اقدس بھی جب کہ اسے دیگر مقامات سے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ آپ کا مدفن بنا۔ اسی وجہ سے اسے تمام مقامات سے فضیلت و عزت حاصل ہوگئی جس طرح بادشاہ کے لیے محل اور تخت ہوتا ہے' اس طرح مزار عالی آپ کا محل اور تخت ہے اس لیے محل خدمت بھی وہی ہوگا۔ انسان خدام محض ظاہرا خدمت کرتے ہیں لیکن ملائکہ ظاہرا و باطنا" خادم ہیں اور درود و سلام کا پیش کرنا بطور احترام و خدمت ہے۔ اگر کوئی اس مسافت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمارے سلام کے درمیان رکاوٹ اور حجاب مانتا ہے تو اس پر اعتراض ضرور وارد ہوگا۔ کہ قبر انور اور مقدس جالیاں وغیرہ بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع میں رکاوٹ بننی چاہئیں۔ حالانکہ انہیں کوئی رکاوٹ نہیں مانتا۔

تو یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ وہاں فرشتہ کا تقرر (عدم سماع کے لیے نہیں) بلکہ ادا خدمت اور تعظیم و حرمت کے لیے ہے۔ اس میں جمعہ کی رات و دن

Marfat.com

کی فضیلت بھی ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پہ علم و ادراک میں اور اضافہ فرما دیتا ہے۔ فرشتوں کے تقرر میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آپ کے جسد اطہر سے متصل مقام' محل زیارت بنا رہے۔ حدیث میں ہے جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی' اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔ اس میں اس بات پر تصریح اور اطلاع ہے کہ آپ کی بارگاہ کی حاضری صرف اسے نصیب ہوگی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی نوازشات' رحمتوں اور بلند درجات سے نوازا ہے۔ جیسا کہ ہمارے استاذ شیخ نور الدین الشونی رحمتہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو حاصل ہے جو صبح و شام اور دن رات آپ کی خدمت اقدس میں درود و سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح معاملہ ہے اس عمل کا کہ ملائکہ نبی رحمت و شفاعت کی بارگاہ اقدس میں صبح و شام اعمال امت پیش کرتے ہیں۔

یہ بھی آپ پر مخفی ہونے کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ حق خدمت کی ادائیگی اور فرشتوں کی بھی گواہی کے لیے تاکہ اظہار و عدل اور اقامت حجت ہو' ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں اور اللہ تعالیٰ شہید و نگہبان ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے صادر ہونے والے تمام معاملات سے آگاہ ہے مگر اس نے کراماً کاتبین فرشتوں کا تقرر فرمایا ہوا ہے۔ دلائل نقلیہ اور عقلیہ میں سے ایک اہم دلیل آپ کے حاضر و موجود ہونے کی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعمال امت (خواہ خیر ہوں یا شر) پر شاہد بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا (الاحزاب' ۴۵)

(اے نبی ہم نے آپ کو شاہد' بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے)

شاہد کے لیے مشود علیہ (جس پر گواہی ہو) کے پاس موجود ہونا اور مشھود الیہ کے لیے ناظر ہونا نہایت ہی ضروری ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ تمام کائنات آپ سے مالامال ہے اور ہر مکان میں حاضر ہیں۔

Marfat.com

سوال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید (النساء، ۴۱)

(وہ کیسا سماں ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے)

دوسرے مقام پر فرمایا:

و کذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیدا (البقرہ، ۱۴۳)

تو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور امت کو اسی طرح حضور اور دیگر انبیاء کو بھی معاملہ گواہی میں برابر قرار دیا ہے (تو اس سے تمام امت اور ہر نبی کا ہر جگہ موجود ہونا لازم آتا ہے۔

جواب: اللہ کی توفیق سے جواب یہ ہے کہ برابر کہیں بھی نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں ہے: "آپ کو ان تمام پر گواہ بنا کر لایا جائے گا"۔ دوسری آیت میں ہے "رسول تم سب پر گواہ ہوں گے"۔ یہ بھی وارد ہے کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر گواہ ہوگی۔ یہ بھی گواہی دے گی ان کو انبیاء علیہم السلام نے تبلیغ فرمائی۔ اس سے آپ کے ساتھ برابری کیسے ہوگی۔ انبیاء کی شھادت میں تو کوئی اشکال ہی نہیں کیونکہ وہ دنیوی زندگی میں اپنی امت کے ساتھ رہے۔ حسا" و معنی ان سے آگاہ رہے۔ رہی امت محمدیہ کی گواہی، تو یہ گواہی پر گواہی کے قبیلہ سے ہے۔ کیونکہ انہوں نے براہ راست اگرچہ نہیں دیکھا مگر قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نہیں اس کا علم حاصل ہوا ہے۔

اس سے یہ بات بھی سامنے آگئی کہ ہر رسول کے وصال کے وقت ان کی شریعت منسوخ اور دوسرے رسول کو بھیج دیا گیا مگر ہمارے رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اس طرح نہیں بلکہ آپ کی شریعت مبارکہ دائمی ہے۔ آپ کی دعوت تا قیامت باقی ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی بھی دائمی ہوگی کیونکہ آپ تمام عوالم میں حاضر ہیں اور ہر مکان و زمان آپ

Marfat.com

کے وجود مقدس سے مالا مال ہے۔ بلندی میں آپ کی مثال چاند کی طرح ہے اور ہم اس کے تحت نور کی روشنی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم جب بھی نگاہ اٹھا کر دیکھیں خواہ کہیں اور کسی حالت میں ہوں' حالت نوم یا حالت بیداری' حالت قعود ہو یا حالت قیام' ہم اسے اپنے سروں پر ہی پاتے ہیں۔ اگر ہم مشرق چلے جائیں اور دوسرے مغرب' سمندروں کی تہوں میں کشتوں پہ سواری ہوں یا کچھ پہاڑوں کی چوٹیوں پر کچھ بیابانوں میں ہوں یا کسی اور مقام پر' ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے ساتھ ہوں گے جیسے کہ چاند ہر ایک کے ساتھ ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ کچھ مقربین اپنے اپنے علاقہ و شہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوتے ہیں بہ نسبت ان حجاج کے جو مزار اقدس پر حاضر ہوتے ہیں کیونکہ کچھ حاضر ہوتے ہوئے غائب کی طرح اور کچھ غائب ہونے کے باوجود موجودین سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ آپ نے حضرت بایزید بسطامی کے بارے میں نہیں پڑھا کہ انہوں نے تین دفعہ حج کیا لیکن خصوصی تقرب کے مستحق نہ بنے حتیٰ کہ دوسری دفعہ انہوں نے اپنے آپ کو فنا کر دیا۔ اس لیے انہوں نے کہا:

> "میں نے تین دفعہ حج کیا۔ پہلی دفعہ بیت اللہ دیکھا مگر رب البیت کو نہ دیکھا۔ دوسری دفعہ رب البیت کو دیکھا مگر بیت کو نہ دیکھا تیسری دفعہ نہ بیت دیکھا اور نہ رب البیت"۔

میں کہتا ہوں ان کے ارشاد مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ پہلی دفعہ عوام کی طرح کا حج تھا' دوسری دفعہ مقامات فنا کی شروعات تھیں تو وہ ہر محسوس سے فنا ہو گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وجود کے سوا کسی کو وجود حق نہیں پایا "میں نے رب البیت کو دیکھا" اس کا یہی مفہوم ہے ورنہ دنیا میں زیارت باری تعالیٰ کہاں؟ لیکن اس دفعہ بھی ان کا اپنا وجود تھا جس سے انہوں نے دیکھا۔

جب تیسری دفعہ حاضر ہوئے تو اپنی ذات تک فنا کر چکے تھے۔ ان کا دیکھنے کا ذریعہ بھی ساتھ باقی نہ رہا تو قرب حق تعالیٰ میں کلیتہ" فنا ہو گئے۔ اس کی طرف یوں

Marfat.com

اشارہ کیا میں ایسا فنا ہوگیا کہ فنا بقا سے بدل گیا تو ایسی غیبت حضور سے کئی درجے افضل ہوتی ہے۔ حضرت سہل بن عبداللہ التستری فرماتے ہیں:

"اے مسکین اللہ موجود تھا تو نہیں تھا وہ موجود ہوگا تو نہیں ہوگا تو اب موجود ہوا ہے تو میں ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اب اسی طرح ہو جیسے کہ تو ماضی میں نہیں تھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اب بھی ایسے ہی موجود ہے جیسے کہ پہلے تھا"۔

ایک اہم دلیل یہ بھی ہے جسے امام سیوطی نے "الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام" میں نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے فضا میں کسی کے سلام کا جواب دیا۔ پوچھنے پر یہ فرمایا:

رأیت عیسی ابن مریم یطوف بالبیت فسلم علی و سلمت علیہ۔

"میں نے عیسیٰ کو طواف کرتے دیکھا انہوں نے مجھے سلام کیا اور میں نے جواب دیا"۔

حافظ ذہبی وغیرہ نے یہ تصریح کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور وہ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ان کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ تو ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء و مرسلین اپنے اور دیگر بندوں کے نفع کی خاطر کائنات میں سیاحت کرتے ہیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجود اقدس سے تمام عالم علویہ و سفلیہ مالامال ہیں۔

اے محترم عزیز حافظ سیوطی (اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہمیں بھی خیرالانام کے حوض کوثر پر جمع فرمائے) نے جو لکھا کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات میں تشریف لے جاتے ہیں" کے الفاظ اور مفہوم اس پر دال و شاہد ہے کہ کائنات آپ سے معمور ہے۔ اگر یہ صفت نہ ہو تو لازم آئے گا جب آپ کسی اور مقام پر تشریف لے جاتے ہیں تو مزار انور خالی رہتا ہے اور زائر فقط قبر انور کی زیارت کرتا ہے۔

Marfat.com

حالانکہ اس کا کوئی بھی ہرگز قائل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی:

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ (البیہقی و ابوداؤد)

"جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ مجھے عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا"۔

یہ بھی قوی دلیل ہے کہ مشرق و مغرب آپ سے خالی نہیں۔

اس کی یہ تفسیر کرنا کہ اس سے مراد آخرت کی زیارت ہے درست نہیں۔ وہاں تو تمام امتیں دیکھیں گی۔ اس اعتبار سے دنیا میں زیارت کا شرف پانے والا اور محروم دونوں یکساں ہوں گے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں حسا" معنا" جسما" روحا" اور ظاہرا و باطنا" موجود ہیں۔

سوال: امام سیوطی کے کلام سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ جسم اطہر سے جدا ہو کر تشریف فرما ہوتے ہیں اور جسم اقدس مزار عالی میں ہی رہتا ہے؟

جواب: اگرچہ یہ بات فی ذاتہ صحیح ہے مگر سیوطی کے کلام کا یہ مفہوم نہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی انبیاء و مرسلین سے امتیاز کو بیان کرنا ہے اور وہ اس مفہوم سے حاصل نہیں ہوتا کیونکہ شکل و صورت اور تعدد امثال و اشباح تو تمام انبیاء کے لیے بلکہ ابدال اور عام مومنین کے لیے بھی ثابت ہے۔

تم اس واقعہ سے آگاہ ہو جو شیخ ابن قیم وغیرہ نے نقل کیا کہ شیخ صالح المزی (امام عبداللہ بن مبارک کے استاد) نماز جمعہ سے لیٹ ہوگئے۔ جب آئے تو انہوں نے قبور پر ارواح متشکلہ کو دیکھا جنہوں نے ان سے کہا آپ تو جمعہ سے لیٹ ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں جمعہ کا علم ہوتا ہے' انہوں نے کہا ہاں فضا میں پرندہ جو کہتا ہے' ہم اسے جانتے ہیں۔ فرمایا وہ کیا کہتا ہے' کہنے لگے اس نے آج کہا ہے تمہیں سلام ہو آج مبارک دن ہے۔ اس بارے میں لاتعداد واقعات ہیں کہ ارواح کو عالم دنیا میں ہونے والے واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

کتاب الروح لابن قیم میں اس پر کثیر واقعات موجود ہیں۔

حافظ سیوطی کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم اقدس میں ایسی استعداد اور صلاحیت ودیعت فرما دی ہے کہ اس سے ملاء اعلیٰ سے لے کر تحت الثریٰ تک تمام کائنات معمور ہے اور اس کی بنا پر جبرئیل اور اسرافیل جو ملائکہ کے سردار ہیں' آپ سے ملاقات کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں اور دیگر محدثین نے تصریح کی ہے کہ حضرت جبرئیل سے پہلے حضرت اسرافیل تین سال تک آپ کی خدمت اقدس میں رہے۔ **واللہ تبارک و تعالیٰ اعلم بالصواب۔**

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے نبی' حبیب' خلیل' جلیل' مصطفیٰ' نبی رحمت' نبی شفاعت' صفا و مروہ میں سعی کرنے والوں میں سے سب سے **افضل** کے جھنڈے کے نیچے جمع فرمائے۔ جنت میں آپ کے پڑوس میں رہنا نصیب ہو' ہمارا حشر آپ کے آل و اصحاب' خلفا خصوصاً حسنین کریمین اور آئمہ اربعہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ ہو۔ **والحمد للہ رب العالمین۔ امین۔**

نوٹ: اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ترجمہ ۳۱ مارچ ۱۹۹۶ء بروز اتوار شروع ہوا' ۱۴ اپریل بروز اتوار صبح ساڑھے آٹھ بجے بمقام جامع رحمانیہ شادمان میں تکمیل پذیر ہوا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

Marfat.com

قصیدہ بُردہ

پر اعتراضات کا علمی جواب

تصنیف

شیخ عیسیٰ بن مانع (دبئی)

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

205- جامع رحمانیہ شادمان-1-لاہور

☎:7580004

Marfat.com

Marfat.com

میزان حروف

امام بوصیری نے حضور ﷺ کی مدح میں مشہور قصیدہ لکھا جس کی شروحات اکابرین امت نے تحریر کیں۔ یہ قصیدہ مبارکہ امت کے اکثر اصحاب معرفت کا وظیفہ رہا اور مسلسل جاری ہے۔ اس دور میں بعض اہل بدعت نے اس قصیدہ کو شرکیہ قرار دے دیا اور آئے دن اس کے اشعار پر مختلف قسم کے اعتراضات کرنا اپنا وطیرہ بنالیا خصوصاً شیخ ابن عثیمین نجدی نے دو اشعار یا اکرم الخلق۔الخ۔ پر طعن و تشنیع کی۔ عالم عرب کے مشہور عالم شیخ عیسی بن مانع مدظلہ العالی نے اس کے رد میں...... "**القول المبین فی بیان علو مقام خاتم النبیین** ﷺ"...... کے نام سے مقالہ لکھا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کاروان اسلام کے سربراہ محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ نے اس اہم مقالہ کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے، افادۂ عام کے لیے ہم اسے شائع کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

۵ فروری ۲۰۰۲ء۔ یوم یکجہتی کشمیر

۲۱ ذیعقد ۱۴۲۲ھ

منگل وار۔ دس بجے صبح

غبارِ راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر منتظم

ماہنامہ ''سوئے حجاز'' لاہور

ناظم اطلاعات و نشریات

کاروان اسلام

Marfat.com

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ أَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِيْ
اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

Marfat.com

حرف آغاز

ساتویں صدی کے مشہور امام شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن حماد بوصیری المتوفی ۶۹۴ نے حبیب خدا ﷺ کی شان اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے قصیدہ بردہ لکھا جو بارگاہ رسالتماب ﷺ میں مقبول ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک امت اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ اس کی مقبولیت کے بارے میں شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی المتوفی ۹۷۳ لکھتے ہیں۔

كيف وقد ازدادت شهرتها الى ان	اس کی شہرت کا عالم یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے
صار الناس يتدارسونها في البيوت	گھروں اور مساجد میں اسے قرآن کی طرح
والمساجد كالقران (المنح المكية، ١٠٦)	پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

امام بیضاوی، شیخ زادہ امام قسطلانی اور ملا علی قاری جیسے متعدد اہل علم و معرفت نے اس کی شروحات لکھیں۔ ان میں بڑے بڑے محدث اور مفسر بھی شامل ہیں ان میں سے ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اس قصیدہ کی تعریف کی اور لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی بلکہ ان شروحات کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھا۔ لیکن ہمارے دور میں کچھ کم مطالعہ لوگوں نے اس پر طعن کرتے ہوئے اسے شرکیہ قصیدہ قرار دیدیا اور صرف اس کے پڑھنے سے ہی منع نہیں کیا بلکہ اسے جلانے کا فتویٰ جاری کیا۔ ایسے لوگوں کی رائے کا علمی تجزیہ نہایت ہی ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق شیخ عیسیٰ مانع حفظہ رحمہ اللہ تعالیٰ (ڈائریکٹر اوقاف دبی) کو عطا فرمائی جنہوں نے اس قصیدہ کے بعض اشعار پر اعتراضات کی خوب خبر لی ہے جن اشعار پر طعن کیا گیا وہ یہ ہیں۔

يا اكرم الخلق مالي من الوذبه	سواک عند حلول الحادث العمم
ولن يضيق رسول الله جاهک بی	اذا الكريم تحلى باسم منتقم
فان من جودک الدنيا و ضرتها	ومن علومک علم اللوح و القلم

(اے تمام مخلوق سے معزز روز قیامت ان ہولناک حالات میں میرا آپ کے سوا کوئی نہ ہوگا جن کی میں پناہ لوں، اس دن رسول اللہ ﷺ ہمارا کام دے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفت انتقام و غضب نہایت ہی آشکار ہوگی۔ یہ دنیا و آخرت آپ کے جود و کرم کا حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا جز ہے)

Marfat.com

کچھ شارحین کے حوالے سے شیخ مصنف نے خوب لکھا ہے بعض حوالہ جات ہم بھی یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔

۱۔ ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی التوفی ۸۴۹ھ "فمن علومک علم اللوح والقلم" کے تحت بحث سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

أی الدنیا و الآخرۃ قطرۃ من بحر جودک (و علم اللوح و القلم) قلیل من علومک الدینیۃ التی اعطاک اللہ تعالیٰ أو ما فی اللوح لہ نہایۃ و لیس لعلوم باطنک نہایۃ اذھو ینبوع من بحار علومک

(شرح قصیدۃ البردۃ: ۳۲۳)

یعنی دنیا و آخرت آپ کے بحر جود و سخا کا ایک قطرہ ہے اور لوح و قلم کا علم اپ کے ان علوم دینیہ کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے یا لوح و قلم کے علم کی حد ہے اور آپ کے علوم باطنیہ کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے کیونکہ لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے سمندر سے ایک چشمہ ہے۔

۲۔ قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کی شرح میں شیخ جمال بن نصیر البجانی متوفی ۹۹۰ھ رقم طراز ہیں۔

"(ومن) بعض (علومک) التی علمک اللہ تعالیٰ (علم اللوح) أی علم مافیہ وھو فی الھواء فوق السماء السابعۃ طولہ مابین السماء والأرض، و عرضہ مابین المشرق والمغرب، وھو من درۃ بیضاء کذافی بعض التفاسیر و علم (القلم) الذی کتب بہ الکائنات فی اللوح، فاذاکان جاھک فی الجود و العلم بھذا المشابۃ کیف

یہاں من بعضیہ ہے اور علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ "علم اللوح" سے مراد وہ علم جو "لوح" میں محفوظ ہے جبکہ لوح ساتویں آسمان سے اوپر فضا میں ہے اس کی لمبائی زمین اور آسمان کا درمیانی فاصلہ ہے جبکہ اس کی چوڑائی مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ اور "لوح" ایک چمکتے دمکتے ستارہ کی طرح ہے جیسا کہ بعض تفاسیر میں ہے۔ علم القلم سے مراد وہ علم ہے

Marfat.com

بینقص بشفاعة شخص محتاج
(شرح قصیدہ البردۃ :۲۱۰)

جو قلم کے ذریعے "لوح" پر کائنات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ جب جود وعلم میں آپ کا یہ مقام ہے تو محتاج بندہ شفاعت سے کیسے محروم رہے گا۔

۳۔ حضرت ملا علی قاری،۱۰۱۴ھ، نے ان اشعار کے تحت خوب لکھا۔ یہاں مفعول کی طرف اضافت یعنی لوگوں کا علم لوح وقلم کے بارے میں لہذا یہاں اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

قیل انہ مضاف الی المفعول ای علم الناس باللوح والقلم فاحتاج الی القول بان فیہ اقوالا وقیل ان اللہ تعالیٰ اطلعہ ما کتبہ القلم فی اللوح المحفوظ وھو علم الاولین والاخرین وھو الاظھر و توضیحہ بان المراد بعلم اللوح ما اثبت فیہ من النقوش القدسیۃ الصور الغیبۃ و بعلم القلم بہ کما شاء والاضافۃ لادنیٰ ملابسۃ و کون علمھا من علومہ تتنوع الی الکلیات و الجزئیات و حقائق و دقائق و عوارف و معارف یتعلق بالذات و الصفات و علمھا یکون سطرا من سطور علمہ و نھرا من بحور علمہ ثم مع ھذا ھو من برکۃ وجودہ علی ما نقل انہ ورد اول ماخلق اللہ نوری ای فنظر الیہ تعالیٰ نظر ھیبۃ فانشق نصفین فخلق من نصفہ الکونین و ھو المراد بالقلم ولذاورد اول ما حلق اللہ القلم فلا تعارض والحاصل ان الدنیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمادیا جو کچھ قلم نے لوح محفوظ پر رقم کیا اور وہ تمام اولین وآخرین کا علم ہے اور یہی ظاہر ہے۔ جس کی توضیح یہ ہے علم لوح سے مراد جو کچھ نقوش مقدسہ کے ذریعے صور غیبیہ میں لکھا گیا ہے اور علم القلم سے مراد جیسا اس نے (اللہ تعالیٰ) چاہا۔ اور یہاں علم کی اضافت ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے جس کی مختلف اقسام کلیات، جزئیات، حقائق ،دقائق پر مشتمل ہے اور ایسے عوارف اور معارف۔ جو ذات وصفات باری سے متعلق ہے۔ اور لوح وقلم کا علم آپ کے سطور علم کے سامنے ایک سطر ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علم کے سمندروں کے مقابلہ میں ایک نہر ہے اور پھر ساری کائنات آپ کے وجود اقدس کی برکت سے جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر ہیبت سے توجہ فرمائی تو اس کے دو حصے ہو گئے پھر ایک نصف سے کونین کو پیدا فرمایا اور (کونین) سے

Marfat.com

والاخرة من اثارو جودک وما ظهر من القلم على اللوح من اسرار معارفک على اللوح من اسرار معانیک و انوار علومک و فی البیت ایماء الی ان الجاہ انما ھو بالعلم باللہ تعالیٰ والجود على الخلیقة کماورد ان کمال الایمان التعظیم لامر اللہ تعالیٰ والشفقة على خلق اللہ

(الزبدۃ العمدۃ: ۱۱۷)

مراد قلم ہے۔ اس لئے فرمایا أول ما خلق اللہ القلم (سب سے پہلے اللہ رب العزت نے قلم کو پیدا فرمایا) تو اب ان میں تعارض ہی نہ رہا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا و آخرت آپ کے وجود مسعود کا ہی ثمر ہے اور جو قلم سے لوح پر ظاہر کیا وہ آپ کے معارف و معانی کے اسرار اور آپ ﷺ کے علوم کے انوار میں سے ہے۔ اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ منصب، اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم و معرفت اور مخلوق پر جود کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ منقول ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل اور مخلوق پر شفقت کمال ایمان ہے۔

۴۔ ملک العلماء، بحر العلوم مولانا عبد العلی محمد لکھنوی حضور ﷺ کے علوم کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

و علمه علوما بعضها ما حوى عليه القلم الاعلىٰ وما استطاع على احاطتها اللوح الادنى لم يلد الدهر مثله من الازل ولم يولد الى لابد فليس له فى السموات والارض كفو احد

(حاشیہ الدولۃ المکیہ، ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو علوم عطا فرمائے ہیں، قلم اعلیٰ کے علوم اس کا جز ہیں اور لوح کامل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی ازل سے آپ کی مثل پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی ہوگا آسمانوں اور زمین میں آپ کی مثل اور ہم پلہ کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل سے ہم سب کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ اور اپنے تمام مقبول بندوں خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کے احترام و توقیر کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد خان قادری
خادم
کاروان اسلام
بروز جمعرات بوقت عشاء
۳۱ جنوری ۲۰۰۲ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و افضل الصلاۃ و اکمل التسلیم علی سیدنا محمد و علی آلہ الطیبین و اصحابہ اجمعین

حمد و صلوۃ کے بعد!

اس وقت امت مسلمہ پر خزاں کی جو ہوائیں چل رہی ہیں وہ اس کے جسد کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں، اس موقعہ پر لازم یہ ہے کہ ہم اختلافات کو ختم کر کے ان اسلام کے دشمنوں کے سامنے صف واحد کی صورت میں سینہ سپر ہوں جو دین اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں لیکن ہمارے ہاں ایک ایسا فرقہ ہے جو امت کو زخمی کر رہا ہے، وہ عقائد و مذہب کے ایسے مسائل ابھار رہا ہے جس سے امت مسلمہ کے بارے میں سوءظن پیدا ہو رہا ہے اور وہ بغیر فہم و شعور کے امت کو مشرک اور گمراہ قرار دے رہا ہے۔ وہ خواہش نفس پر سوار، آراء میں متعصب اور فکر میں منتشر ہے کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا جب ہمارے کانوں میں ان کے یہ غلط افکار سننے میں نہ آتے ہوں اور دیکھنے سے آنکھوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو، وہ ان زہر آلود افکار کے ذریعے عوام مسلمین کو گمراہ کر رہا ہے اور نوجوانوں کو محض نعروں کا شہد اور سنت کا رونا رو کر دھوکہ دے رہا ہے۔

ضرورت مقالہ:

ہم نے محسوس کیا کہ ان امور کی حقیقت اور ان میں غلطی و خرابی کا واضح کرنا ہم پر لازم ہے تاکہ وہم میں پڑ جانے والوں کا وہم ختم ہو، مسلمانوں کے دلوں میں لاحق پریشانی کا ازالہ ہو اور حق باطل سے ممتاز و آشکار ہو جائے۔ مجھے جو اس وقت پریشانی لاحق ہوئی تو اس کا سبب شیخ ابن عثیمین کا عارف باللہ امام بوصیری کے بعض اشعار کے حوالے سے اہل سنت پر حملہ ہے، حالانکہ انہیں کئی صدیوں سے مسلمان پڑھتے اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح [illegible] سراہتے آرہے ہیں [illegible] کوئی ایک بھی نہیں جس نے انہیں غلط [illegible]

Marfat.com

تمام نے انھیں مستحسن ہی کہا، امت کا اس مبارک قصیدہ کو سراہنا اس کی قبولیت پر علامت ہے لیکن شیخ مذکور (اللہ ہمیں اور ان کو ہدایت دے) کو یہ قبولیت پسند نہیں آئی اور ان اشعار پر تنقید کر ڈالی۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه سواک عند حلول الحادث العمم

ان لم تکن فی معادی اخذ ایبدی فضلاً والاقل یازالۃ القدم

فان من جودک الدنیا و ضرتها و من علومک علم اللوح و القلم

شیخ ابن عثیمین کا کہنا یہ ہے کہ یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس شاعر نے حضور ﷺ کے لیے یہ اوصاف کیسے ثابت کر دیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے فان من جودک الدنیا و ضرتھا من تبعیضیہ ہے، دنیا سے دنیا اور ضرۃ سے مراد آخرت ہے۔ جب دنیا و آخرت دونوں جود رسول ﷺ کا کل نہیں، بلکہ اس کا بعض قرار دیا تو اللہ عزوجل کے لیے کیا رہ گیا؟ اس کے لیے ممکنات سے کوئی شے نہ رہی نہ دنیا کی اور نہ آخرت کی۔ اس طرح سے مصرعہ "و من علومک علم اللوح و القلم" یہاں بھی من تبعیض کے لیے ہے، جب ہم نے حضور ﷺ کے بارے میں اس قدر علم ثابت کر دیا تو اب اللہ تعالیٰ کے لیے کونسا علم رہ گیا؟

شیخ ابن عثیمین کا رد:

ان شبہات کے تفصیلی رد سے پہلے ہمارے چند سوالات ہیں۔

۱۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات محدود ہے؟

۲۔ کیا اللہ تعالیٰ کا علم محدود ہے؟

۳۔ کیا اس کے جود و کرم محدود ہیں؟

۴۔ کیا لوح محفوظ کے علوم اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں علماء تو کجا عام مسلمان بھی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے کمال کی کوئی انتہا

Marfat.com

نہیں اور نہ اس کی صفات کی حدود ہیں کیونکہ اس کی شان ہے۔

لیس کمثلہ شی و ھو السمیع البصیر اس کی کوئی مثل نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

جو شخص باری تعالیٰ کی ذات یا صفات کو محدود سمجھتا ہے یا اس کے علم کو مخلوق (مثلاً لوح محفوظ) میں محصور جانتا ہے تو وہ صراط مستقیم سے ہٹ کر گمراہی میں چلا گیا کیونکہ اس نے اسلام کے سب سے بنیادی رکن توحید کو گرا دیا کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کے افعال کو مشابہت مخلوق سے پاک جانا جائے۔ قارئین کرام! آپ اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و فضل سے انہی اشیاء کی مزید تفصیل ملاحظہ کریں گے۔

عقیدہ پر خطرناک اثرات

جب آدمی ابن عثیمین کا کلام پڑھتا ہے تو سوچتا ہے کہ واقعۃً انھوں نے یہ بات کہی ہے یا سبقت لسانی ہے، یاد رہے ان کی یہ گفتگو پہلے ایک مجلہ میں شائع ہوئی، بعد میں اسے کتابی شکل دی گئی۔ ظاہر ہے ان کی اجازت سے سب کچھ ہوا، یہ سمجھ نہیں آ رہی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو محدود کیسے کر دیا اور اس کے علم کو محدود کیسے تصور کر لیا؟

ہر آدمی جانتا ہے کہ عقیدۂ مسلم میں یہ بات بنیادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں، اس لیے ہمیں یہ گفتگو نہایت ہی خطرناک محسوس ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے علم و کرم کو مخلوق کے علم و کرم کی طرح قرار دے دیا گیا، حالانکہ مخلوق میں یہ صفات متناہی اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سے غیر متناہی ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کا عجز و جہل سے متصف ہونا لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو متناہی کہا، اس نے کبیرہ برائی کا ارتکاب کیا اور عقیدہ اسلامیہ کی جڑ کاٹ دی۔

ابن عثیمین نے فتویٰ میں جو لکھا ہے اسے پڑھیے اور غور کیجئے وہ کہتے ہیں جب دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جود کا بعض ہیں نہ کہ کل تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے دنیا و آخرت

Marfat.com

کی کوئی شے رہ جائے گی؟ کیا تم خود اسے صفات الٰہیہ کے لیے نقصان دہ نہیں سمجھتے؟ اس کلام میں یہ خطرہ موجود ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کو دائرہ مخلوق میں منحصر کر دیا ہے اور یہ اس کی صفات کے محدود ہونے پر شاہد ہے، جب اس کی صفت محدود ہے تو اس کا اثر اس کی ذات اقدس تک جائے گا کہ وہ بھی محدود ہو جائے۔ یہ عقیدہ خالق کی تقدیس و تنزیہ کے منافی ہے اور اس کے اس کمال کے بھی منافی جس کے بارے میں یہ اعتقاد ضروری ہے کہ اس کی کرم کی حد نہیں اور نہ اس کے کرم و جود کی کوئی حد ہے۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی شیخ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کو کیا سمجھا جو حدیث قدسی میں ہے، جسے امام حاکم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اولکم و اخرکم و انسکم و جنکم قاموا فی صعید واحد فسالونی فاعطیت کل واحد مسالته ما نقص ذلک من ملکی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر.

تمہارا پہلا اور آخری، انسان اور جن جو کچھ بھی مجھ سے مانگیں اور میں انہیں وہ سب کچھ عطا کر دوں تو میری ملکیت سے سمندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر بھی کمی نہیں ہوتی۔

سمندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر کی بطور تمثیل انسان کی سمجھ کے لیے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں اور سمندر کے درمیان کیا نسبت؟ شیخ کا وہم کہ جود الٰہی دنیا و آخرت میں محصور ہو گیا اس نص کے معارض و مخالف ہے جو واضح کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جود متناہی نہیں، نہ اس کی حد ہے اور نہ اسے شمار کیا جا سکتا ہے۔ جب دنیا و آخرت (جن میں جن و انس کے سوال کا تصور ہے) اللہ تعالیٰ کی ملکیت سے اتنی کمی بھی نہیں کر سکتے جو سوئی سمندر سے کرتی ہے تو کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے درست ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کا جود و کرم ان میں ہی منحصر ہے۔ وہ باقی سمندر کہاں گیا جو سوئی کے علاوہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کرم سے محدود ہونے سے

Marfat.com

پاک ہے اور نہ ہی کسی مخلوق کے مشابہ ہے۔

علم الٰہی کے تصور میں عثیمین کی غلطی:

شیخ کا یہ کہنا کہ جب حضور ﷺ کا علم یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم کہاں ہے؟" یہ گفتگو عقیدہ کے طور پر بڑی خطرناک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی نہ تو حد ہے اور نہ اس کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق واجبات، جائزات اور مستحیلات کے ساتھ ہے۔ نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ انتہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے وہم سے بھی بلند ہے۔ وجہ خطا شیخ کی یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو لوح وقلم یا دنیا و آخرت میں محدود کر دیا ہے۔ افسوس کہ کوئی عاقل کیسے تصور کر سکتا ہے۔ لوح وقلم (جو مخلوق ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں اور اس تصور سے اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کا محصور ہونا لازم آ رہا ہے۔ سبحان اللہ! شیخ کو قصہ حضرت خضر یاد نہ رہا جو صحیح حدیث میں ہے اور حضرت خضر علیہ السلام و دونوں حضرت موسیٰ کشتی میں بیٹھ گئے حضرت خضر کو انھوں (کشتی بان) نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے انھیں بٹھا لیا۔

فجاء عصفور فوقع علی حرف السفینة فنقر نقرة او نقرتین فی البحر	ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی اس نے ایک یا دو چونچ سمندر سے پانی لیا

حضرت خضر نے فرمایا اے موسیٰ!

مانقص علمی و علمک من علم اللہ الا کنقرة هذا العصفور فی البحر (صحیح البخاری، کتاب العلم)	میرا اور تمھارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چونچ کی نسبت سمندر سے ہے

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابن جریج کی روایت بہت ہی خوب ہے۔

Marfat.com

ما علمی و علمک فی حسب علم الله الا کما اخذ هذا العصفور بمنقاره من البحر

میرا اور تمہارا علم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چونچ بنسبت سمندر کے۔

یہ فقط سمجھانے کے لیے مثال ہے، ورنہ سمندر کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو، وہ محدود اور علم الٰہی غیر محدود ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے۔

قل لو کان البحر مداد لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا (سورۃ الکھف ۱۰۹)

تم فرما دو، اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اس کی مدد کو لے آئیں

شیخ عثیمین کے کلام کا رد:

یہاں ہر مسلمان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیخ علم کو لوح وقلم تک ہی محدود مانتے رہے تو ان کی تخلیق سے پہلے علم الٰہی کہاں تھا کیونکہ وہ این وکیف سے ماوراء ہے۔ انھیں یہ باور نہیں ہو رہا کہ علم کا محصور ہونا مخلوق کے علم کی صفت ہے اور یہ تو باری تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا ہے اور انھیں یہ علم ہے عقیدۂ اسلامیہ میں تشبیہ کس قدر خطرناک ہے اور تشبیہ کے بارے میں علماء اسلام کا موقف کیا ہے؟ جب شیخ کا مقصد یہ ہے کہ کسی مخلوق میں وصف باری تعالیٰ نہیں پایا جا سکتا اور یہ اس کی تنزیہ وتقدیس کا تقاضا ہے اور اس سے یہ زیادہ خطرناک یہ بات ہے کہ ہم باری تعالیٰ کے لیے مخلوق کی صفات ثابت کر دیں جیسا کہ شیخ مذکور نے کر دیا، انھوں نے علم کو عالم دنیا وآخرت میں محصور کر دیا اور باری تعالیٰ کے ارشاد گرامی کی پرواہی نہیں کی۔

ان الله کان بکل شیئ علیما بلاشبہ وہ ہر شے جاننے والا ہے

(النسا، ۱۳۳)

Marfat.com

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اور تمھیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

(اسراء، ٣٦)

لوح وقلم اللہ تعالٰی کی پیدا کی ہوئی اشیاء میں سے ہیں۔ شیخ اس ارشاد نبوی سے غافل ہے، اللہ تعالٰی نے پہلے قلم پیدا فرمایا اور اسے فرمایا، لکھ، عرض کیا میرے رب کیا لکھوں؟

اکتب مقادیر کل شیئ حتی تقوم الساعۃ قیامت تک ہر شے کی تقدیر لکھ دے

اس حدیث شریف میں بالکل واضح ہے کہ قلم کو قیامت تک تقاریر لکھنے کا حکم ملا۔ رہا قیامت کے بعد کا معاملہ تو اس نے وہ نہیں لکھا، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس سے کون سی چیز مانع ہے کہ جن اشیاء کو قلم نے نہیں لکھا ان پر اللہ تعالٰی جسے چاہے مطلع فرمادے۔ خصوصاً اپنے حبیب اور رسول خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم، اس پر کچھ نصوص کا تذکرہ آرہا ہے۔

ابن عثیمین اور ان کے ساتھیوں کی مشکل یہ ہے کہ وہ اسباب اور مسببات میں خلط ملط کر دیتے ہیں۔ سبب ظاہری اور خفی میں فرق نہیں کر پاتے اور اس سے بھی غافل ہیں کہ اللہ تعالٰی نے اسباب کو مسببات کے ساتھ قائم فرما رکھا ہے، شیخ پر تعجب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے فتوی میں خود اپنے قول کی تردید کر دی ہے جب ان سے سوال ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے۔

اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں

تو انھوں نے جواب میں کہا

قولھم اللہ ورسولہ اعلم جائز و ذلک لان علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من علم اللہ، فاللہ تعالی ھو الذی یعلمہ مالا یدر کہ البشر و لھذااتی بالواو. (المجوع الثمین من فتاوی العثیمین ٢. ٢١٣)

صحابہ کا قول "اللہ ورسولہ اعلم" جائز ہے، کیونکہ رسول ﷺ کا علم اللہ تعالٰی کے علم

Marfat.com

سے ہی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو وہ علم عطا فرمایا جس کا ادراک انسان نہیں کر سکتا، اسی لیے درمیان میں واؤ ہے۔

ثقہ علماء کی آراء میں اشعار کی تشریح

اب ہم امام بوصیری کے اشعار کا جائزہ لیتے ہیں، کیا وہ کفریہ ہیں یا وہ قصیدہ کے نہایت ہی پسندیدہ اشعار میں سے ہیں، شیخ ابن عثیمین نے انھیں کفریہ قرار دیتے ہوئے یہ فتوی دیا۔

قطع نظر اس بات کے کہ ان کی محافل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے غلو سے کام لیا جاتا ہے جو بندہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے خلاف جہاد فرمایا، ان کے خون، اموال اور اولاد کو مباح قرار دیا، ہم ان محافل میں ایسے قصائد سنتے ہیں جو یقینی طور پر بندے کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتے ہیں جیسا کہ بوصیری کے اشعار ہیں یا اکرم الخلق الخ۔

پہلی بات تو ہم ابن عثیمین سے یہ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہے اس قصیدہ مبارکہ کی شرح اور اس پر تضامین بصورت تخمیس و تسبیع بیسیوں اکابر علماء نے کی ہیں، کیا وہ سارے شرک اکبر کی دعوت دینے والے تھے؟ اکابرین امت اس کو پڑھتے آئے، کیا وہ اس سے جاہل رہے جو شیخ کو سمجھ آیا؟ اللہ تعالی ہمیں پستی میں گرنے سے محفوظ رکھے، وہم سے بچائے اور رسوخ کی دولت عطا فرمائے۔اور امت کے سواد اعظم سے نکلنے سے بچائے۔

شارحین قصیدہ کا تذکرہ:

یہاں کچھ شارحین قصیدہ بردہ کا تذکرہ بھی ملاحظہ کر لیجیے

(۱) ابو شامہ عبد الرحمن بن اسماعیل العقدسی الشافعی المقری النحوی المتوفی سنة ٥٦٩

(۲) علی بن جابر بن موسی الیمنی الشافعی المتوفی سنة ٦٥ ٧ ھ

(۳) جمال الدین عبد اللہ بن یوسف المعروف بابن ھشام النحوی

Marfat.com

المتوفی سنة ۷۶۱ھ

(۴) شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن الزمردی الشهیر بابن الصائغ المتوفی سنة ۷۷۶ھ

(۵) مسعود بن عمر المعروف بسعد الدین التفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ

(۶) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن مرزوق التلمسانی المتوفی سنة ۷۹۱ھ وسماہ "الاستیعاب لما فیها من البیان والاعراب" واله شرح اخر سماہ "اظهار صدق المودة فی شرح قصیده البردة".

(۷) جلال بن قوام بن الحکم و اتم شرحه فی سنة ۷۹۲ھ

(۸) بدر الدین محمد بن بهادر الزرکشی المتوفی سنة ۷۹۴ھ

(۹) محمد البسطامی الشاهرودی المعروف بمصنفک المتوفی سنة ۸۷۵ھ

(۱۰) شرف الدین علی الیزدی المتوفی سنة ۸۲۸ھ

(۱۱) کمال الدین حسین الخوارزمی المتوفی سنة ۸۴ھ

(۱۲) جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی المتوفی ۸۶۴ھ وسماہ الانوار المضیة فی مدح خیر البریة.

(۱۳) جلال الدین احمد بن محمد بن محمد الخجندی المتوفی سنة ۸۰۳ھ وسما "طیب الحبیب هدیة الی کل محب لبیب".

(۱۴) زین الدین ابو العز طاهر بن حسن المعروف باین حبیب الحلبی المتوفی سنة ۸۰۸ھ

(۱۵) القاضی شهاب الدین الدولة آبادی المتوفی سنة ۸۴۹ھ

Marfat.com

(١٦) زين الدين خالد بن عبد الله الازهری المتوفی سنہ ٩٠٥ ھ

وسماه "الزبدة فی شرح قصیدة البردة"

(١٧) شهاب الدين احمد بن محمد القسطلانی المتوفی سنة ٩٢٣ ھ

وسماه "مشارق الانوار المضیه فی شرح الکواکب الدرية"

(١٨) القاضی زکریا بن محمد الانصاری المتوفی سنة ٩٢٦ ھ

وسماه "الزبدةالرائقه فی شرح قصيدة البردة الفائقه"

(١٩) عبيد الله محمد بن يعقوب المولی الفناری المتوفی سنة

٩٣٦ ھ

(٢٠) محی الدين محمد بن مصطفی المعروف بشیخ زاده المتوفی

سنة ٩٥١ ھ

(٢١) بدر الدين محمد بن محمد الغزی المتوفی سنة ٩٨٤ ھ وسماه

"الزبدة".

(٢٢) خير الدين خضر بن عمر العطوفی المتوفی سنة ٩٨٤ ھ

(٢٣) حسام الدين حسن بن محمد العباسی.

(٢٤) احمد بن مصطفی الشهير بلالی.

(٢٥) يحيی بن منصور بن يحيی الحسنی وسماه: "نتائج الافکار".

(٢٦) الامام فخر الدين احمد بن محمد بن ابی بکر الشیرازی

وسماه "نزهة الطالبين وتحفة الراغبين".

(٢٧) الفاضل الحسن بن محمد بن الحسن الحنفی النخعی.

(٢٨) يحيی بن زکريا المفتی وسماه "صدق المودة".

(٢٩) ابو العباس احمد الازدی المعروف بالقصار.

Marfat.com

(۳۰) حسن بن حسين التالشی.

(۳۱) شمس الدين ابو عبد الله محمد بن حسن القدسی البر مونی

(۳۲) علی بن سلطان المعروف بملا علی القاری المتوفی سنة ۱۰۱۴ھ.

(۳۳) عبدالواحد بن احمد الانصاری المتوفی سنة ۱۰۴۰ھ وسماه "شفاء القلب الجريح".

(۳۴) محمد بن غور ابی بکر بن محمد بن غور سليمان الكر دی الحنفی اتم شرحه فی سنة ۱۰۴۸ھ وسماه "الدرة المضية فی شرح الكواكب الدرية".

(۳۵) ابراهيم بن محمد الباجوری المتوفی سنة ۱۲۷۶ھ

(۳۶) القاضی عمر بن احمد الخربوتی و سماه "عصيدة الشهدة"

اشعار کی شرح:

ان میں سے بعض نے جو اشعار کی شرح لکھی وہ ملاحظہ کریں۔

شیخ خالد ازہری یا اکرم الخلق ...... الخ کی تشریح میں لکھتے ہیں،

اے تمام مخلوق سے بہتر! روز قیامت کے ہولناک موقع پر میرا تیرے سوا کوئی نہیں، اس وقت تمام مخلوق آپ کے مرتبہ رفیع اور بارگاہ عظیم کی طرف رجوع کرے گی، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ گناہ گاروں پر گرفت فرمائے گا اور معاملہ سخت ہوگا تو اس وقت آپ کا ہی سہارا میرے کام آئے گا۔

اس شعر میں امام بوصیری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بیان کیا کہ جب سورج مخلوق کے سروں سے بھی زیادہ قریب ہوگا اور خوف، قلق و اضطراب طویل ہو جائے گا حتی کہ کفار یہ آرزو کریں گے کہ یہاں سے جان چھوٹ جائے خواہ ہم دوزخ میں جائیں۔ اس وقت

Marfat.com

تمام مخلوق حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف رجوع کرے گی۔ ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوگی، پھر حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسی، پھر حضرت عیسی علیہم السلام کے پاس آئیں گے۔ تمام کے تمام عذر پیش کر کے شفاعت سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے نفسی نفسی یہ تمام سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے۔

شفاعت کے لیے میں ہوں۔ انا لھا

تو امام بوصیری نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خصوصی اور عظیم درجہ کا تذکرہ کیا ہے، اس پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں، حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ایسی محامد عطا فرمائے گا کہ میں ان پر اس وقت تک قادر نہ ہوں گا، پھر میں وہ محامد کروں گا تو کہا جائے گا۔

یامحمد ارفع راسک و سل تعطہ و اشفع تشفع — اے محمد! ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور مانگیے۔ آپ کو دیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت سفارش قبول کی جائے گی

تو امام بوصیری نے شفاعت کبری کا بیان کیا جس پر احادیث صحیحہ موجود ہیں اور یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے، اس کے علاوہ بھی آپ کے لیے شفاعت ثابت ہیں۔

اس میں بتایئے عقیدہ کے خلاف کونسی چیز ہے؟

کیا یہ عین ایمان نہیں؟ شفاعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو اہل سنت کو ممتاز کر دیتی ہے ان اہل بدعت سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر ہیں۔ افسوس! بعض لوگ آپ کے لیے "اکرم الخلق "تمام مخلوق سے معزز اور بلند کے الفاظ بھی پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ درجہ مسلمہ طور پر آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، بلکہ آپ کی خصوصیت ہے۔ متعدد احادیث اس پر شاہد عادل ہیں ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

انا اکرم ولد آدم علی ربی میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولادِ آدم سے معزز ہوں۔

(سنن ترمذی، دارمی)

دوسرے مقام پر فرمایا

انا سید ولد آدم یوم القیامة میں روزِ قیامت تمام اولادِ آدم کا سربراہ ہوں گا

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

ان کے الفاظ "مالی من الوذبه" (میں کس کا سہارا لوں) یہ بھی امورِ مسلمہ میں سے ہے جس نے بھی حدیث شفاعت عامہ پڑھی ہے، وہ اسے تسلیم کرے گا اور یہ مقام تو قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

ومن اللیل فتهجد به نافلة لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (الاسراء ۷۹)

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھا کرو، یہ خاص تمہارے لیے اضافہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

یہاں شفاعت عظمیٰ کو مقام محمود کہا گیا ہے کیونکہ تمام مخلوق خواہ مومن ہیں یا کافر متقی ہیں یا فاجر تمام اس مقام کے مدح سرا ہوں گے اور اس دن آپ کا واحد سہارا ہونا نہایت ہی واضح ہے کیونکہ اس دن تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم شفاعت سے عذر پیش کرتے ہوئے کہہ دیں گے نفسی نفسی!

کوئی گمراہ کہہ سکتا ہے اس دن بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیوں نہ کر لیا جائے اس کا جواب امام بوصیری نے دیا۔

اذا الکریم تجلی باسم منتقم جب اللہ کریم اپنی صفت انتقام میں جلوہ نما فرما ہوگا

اس مقام پر بشمول حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شدت غضب الٰہی کی وجہ سے کوئی بھی طلب تخفیف یا رحمت الٰہی کا مطالبہ نہ کر سکے گا، جیسا کہ حدیث میں ہر نبی کا قول ہے۔

Marfat.com

ان ربی غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلا ولن یغضب بعد مثلہ

میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غضب میں تھا اور نہ کبھی ہو گا

جیسا کہ اس کی تفصیل حدیث شفاعت میں ہے۔

تو وہاں کسی کا شافع ہونا ضروری ہے اور وہ حبیب اعظم اور سید اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حدیث شفاعت پر غور کرلیں تو معاملہ از خود اس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ کسی شک والتباس کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

فان من جودک الدنیا

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا شعر

فان من جودک الدنیا و ضرتھا ومن علومک علم اللوح والقلم

۱۔ ضرة الدنیا۔ آخرت

۲۔ اللوح۔ جسم نورانی جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے قلم نے جو کچھ ہوا یا ہونے والا ہے۔ تا قیامت سب کچھ اس میں لکھ دیا۔

۳۔ القلم۔ جسم نورانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا اور حکم دیا کہ تا قیامت ہونے والے واقعات کو لکھ دے۔

۴۔ الجود۔ کسی عوض وغرض کے بغیر عطا کرنا۔

شعر کی تشریح:

شیخ خالد از ہری لکھتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی بھلائی آپ کے کرم سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علم سے ہے اور آپ ہی اس کے لائق ہیں اور شفاعت میں آپ پر ہی اعتماد ہے۔

شیخ ابراہیم باجوری (یہ تیرھویں صدی ہجری میں جامعہ ازہر کے شیخ تھے) یہاں دنیا سے مراد آخرت کے مقابل ہے۔ اس لیے شاعر نے ضرتھا کا لفظ لکھا اور یہاں مضاف مقدر ہے

Marfat.com

یعنی خیری الدنیا ،ضرتھا سے مراد آخرت ہے۔اب دنیا کی خیر یہ ہے کہ آپ تمام لوگوں کے ہادی ہیں اور آخرت کی خیر سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کے لیے شفاعت ہے۔

اے اللہ کے بندو! اب بتاؤ اس میں کونسا اشکال ہے؟ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زہد کے پیش نظر دنیا کو چھوڑ دیا ہے چہ جائیکہ آپ اسے ملکیت میں لے کر اس میں جو فرماتے اس پر احادیث متواتر شاہد ہیں۔امام ابویعلی اپنی سند (جسے ھیثمی نے حسن کہا) سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوشئت لسارت معی جبال الذهب اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے (شرح السنۃ ۲۸۸۳) (مجمع الزوائد ۱۹۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اوتیت مفاتیح کل شئی الاالخمس مجھے ہر شے کی چابی دے دی گئی مگر پانچ کی۔

اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم،وہی بارش نازل کرتا ہے۔وہ جانتا ہے رحم میں کیا ہے؟ کوئی نفس نہیں جانتا وہ کل کیا کرے گا؟ کوئی نفس نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ علم والا اور خبر والا ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو ترک کر کے نبی عبد ہونا پسند کیا کہ ایک دن وہ کھائیں اور ایک دن بھوکے رہیں۔پھر روز قیامت جب کوئی نبی بھی شفاعت کی ہمت نہ پائے گا۔تو ہمارے والدین ان پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کے لیے آگے بڑھیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ کا جلال وغضب،رضا وکرم سے بدل جائے گا۔لوگوں کو پھر ہولناکی سے نجات مل جائے گی۔بتائیے! اس سے بڑھ کر کیا جود وکرم ہوسکتا ہے،بلکہ جود وکرم کا مرتبہ اس مقام عظیم سے کہیں نیچے ہے۔

پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا وآخرت اسلام کے لیے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا اور عملی اسلام ہیں اس پر واضح دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بردے دل یہ فرمان ہے۔

Marfat.com

اللهم ان تهلک هذه العصابة فلن تعبد فی الارض

اے اللہ! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو زمین میں تیری عبادت نہ ہو گی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

والارض وضعها للانام اور زمین کو ہم نے مخلوق کے لیے بنا دیا۔

(الرحمٰن، ۱۰)

انام مخلوق۔ اس میں سے سب سے افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے تو یہ زمین آپ ﷺ کے لیے بطریق اولیٰ ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا وہ ذات جس نے تمہارے لیے پیدا فرمایا جو تمام زمین میں ہے (البقرہ، ۲۹)

پھر دنیا کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے (سنن ابن ماجہ ۴۱۱۰)(سنن ترمذی، ۲۳۲۱)

تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہ ہو گا کہ وہ تمام دنیا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دے، امام بوصیری کے شعر میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ فان من جودک الدنیا و ضرتها، پھر عرب مجاز کا استعمال کرتے ہیں اور یہ ان کا مسلمہ اسلوب ہے جو اس کا منکر ہے وہ تو فصاحت کا منکر ٹھہرے گا، ہم بوصیری کے کلام میں قرینہ سببیت کی بنیاد پر مجاز مرسل پاتے ہیں، ان کی مراد یہ ہے آپ کے جود میں سے دنیا میں لوگوں کا ہدایت پانا اور یہی ہدایت رب العالمین سے ملانے والی ہے اور یہ دنیا و آخرت میں اچھی زندگی کا سبب ہے، آپ کے جود میں آخرت کی شفاعت بھی ہے اور قرینہ سببیہ پر علاقہ مجاز ہے۔

قرآن کریم میں ہے۔

وینزل لکم من السماء رزقا اور وہ نازل فرماتا ہے آسمان سے تمہارے لیے رزق

Marfat.com

(سورۃ المومن ۱۳)

یعنی وہ جسے نازل فرماتا ہے وہ پانی ہے اور پانی مختلف ارزاق کا سبب ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوح وقلم کے علوم جانتے ہیں؟

امام بوصیری کا یہ فرمان (لوح وقلم کا علم آپکے علوم کا حصہ ہے) بعض لوگوں نے اس پر تنقید کی اور اسے غلط قرار دیا۔ میں تو یہاں صرف قارئین کو ان احادیث مبارکہ میں غور وفکر کرنے کی دعوت دوں گا تاکہ معاملہ آشکارا ہو جائے۔

۱۔ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے۔ جب سوالات کثرت اختیار کر گئے تو آپ ﷺ ایک دن منبر انور پر تشریف لائے اور فرمایا:

سلونی لاتسئلونی عن شیئ	مجھ سے پوچھو تم جس شے کے
الابینتہ لکم	بارے میں بھی پوچھو گے میں بتادوں گا

جب صحابہ کرام نے سنا تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر لے کے رو رہا تھا" ایک آدمی اٹھا (جس کی نسبت لوگ غیر والد کی طرف کرتے تھے) اس نے عرض کیا، یا نبی اللہ!

من ابی! میرا والد کون ہے؟

فرمایا:

ابوک حذیفۃ	تیرے والد حذیفہ ہی ہیں

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا۔

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا و لمحمد رسولا۔

ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور آپ ﷺ کے رسول ہونے پر نہایت ہی خوش و مطمئن ہیں۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ سے سو فتنہ سے پناہ مانگتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خیر و شر کو آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔ جنت و دوزخ کو میرے لیے مسخر کر دیا گیا اور انھیں میں نے اس دیوار سے بھی قریب دیکھا۔ (مسلم ۲۳۵۹)

۲۔ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه و نسيه من نسيه.	آپ نے ہمیں خلقت کی ابتداء سے اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے بارے میں خبر دی، جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

۳۔ امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا میرے ساتھی بھلا دیے گئے ہیں یا بھول گئے ہیں۔

والله ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم من قائد فتنة الى ان تنقضى الدنيا يبلغ من ثلث مائة فصاعدا الا قد سماه لنا باسمه و اسم ابيه و اسم قبيلته ٥ (سنن ابی داؤد ۴۲۴۳)	اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک ہمیں فتنہ پرور لیڈر کے بارے میں بتایا کہ ان کی تعداد تین سو سے زائد تک ہے حتیٰ کہ ان کے نام، اور ان کے والد کا نام اور قبیلہ کا نام بھی بتایا۔

۴۔ حدیث اختصام ملاء اعلیٰ (آسمانی مخلوق کا اختلاف) جسے امام احمد نے مسند میں، دارمی، ترمذی اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔ اس میں الفاظ ہیں جب اللہ تعالیٰ نے میرے شانوں کے درمیان دست اقدس رکھا۔

Marfat.com

فعلمت مافی السموات والارض تو میں نے جان لیا جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (سورۃ الانعام ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھائیں تاکہ وہ ہو جائے ایقان والوں میں

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فعلمنی لی کل شیئ و عرفت مجھ پر ہر شے آشکارا ہوگئی اور میں نے جان لیا

طبرانی کے الفاظ میں

فعلمنی لی کل شیئ مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا۔

(مسند احمد، ۳۸۵)(دارمی، ۱۲۶۲)(طبرانی، ۲۹۶۱)

۵۔ صحابی عظیم حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نعت کہتے ہوئے جو کچھ کہا اسے سامنے رکھیے۔

ما ان رأیت ولا سمعت بواحد	میں نے تمام لوگوں میں حضور ﷺ کی
فی الناس کلھم کمثل محمد	مثل نہ دیکھا اور نہ سنا، آپ سب سے
اوفی فاعطی لجزیل لمجتد	زیادہ عطا فرمانے والے ہیں اور جب تم
ومتی تشاء یخبرک عما فی غد	چاہو وہ تمھیں کل کی خبر دیں گے

(الاصابہ: ۹:۴۴)(اسد الغابہ، ۳،۵)

واضح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو علوم و معارف عطا فرمائے ہیں انھیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جان سکتا، اس نے خود یہ ارشاد فرمایا ہے۔

Marfat.com

انزل الله علیک الکتاب والحکمة و علمک مالم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیما (سورة النساء ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب، حکمت نازل کی اور آپ کو علم دیا، ہر اس شیٔ کا جسے تم نہ جانتے تھے اور تم پر اس کا عظیم فضل ہے

آیت مبارکہ میں لفظ ''ما'' عموم وشمول پر دلیل ہے یعنی جو علوم اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کو عطا فرمائے، حضور ﷺ کو وہ بھی عطا فرمائے اور ان کے علاوہ بھی دیئے یہ انعام کے شمول پر دلیل ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوح وقلم کے علوم کی تعلیم دی ہے تو اس میں کیا اشکال ہو سکتا ہے، کیا تم نے ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ نہیں دیکھے۔

فعلمنی لی کل شئی او فتجلی لی کل شیئ و عرفت

مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا، مجھ پر ہر شے آشکارا ہوگئی اور میں نے پہچان لیا

کیا لوح وقلم، اشیاء میں داخل نہیں، سبحان اللہ! کچھ ایسے عقول ہوتے ہیں جو نہ جاننے والی شے کا انکار کر کے غلط راہ اپنا لیتے ہیں۔ انھیں چاہیے وہ اپنے آپ کی حفاظت کریں۔

پھر جنت و دوزخ کی معرفت، ابتداء خلق کی اطلاع دینا اور دخول جنت کے معاملات بیان کرنا جو لوح وقلم سے زائد ہیں جو قلم نے وہاں نہیں لکھے کیونکہ قیامت کے بعد کا علم تو وہاں مکتوب ہی نہیں، ہاں! وہاں جو کچھ قیامت تک ہوتا ہے وہی لکھا ہے تو وہ فتجلی لی کل شیئ اور علمت ما فی السموات والارض میں کیوں شامل نہ ہوگا۔

تو اب بالکل آشکار ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو لوح محفوظ میں لکھے جانے والے علوم سے زیادہ علوم عطا فرمائے ہیں، اسے کسی کی متعصبانہ رائے نہ کہا جائے بلکہ یہ ایمان کا مسئلہ ہے کیونکہ حضور انور ﷺ پر اللہ تعالیٰ جو کرم فرماتا ہے ان کا تسلیم کرنا آپ کا حق ہے اور یہ تقاضائے ایمان ہے۔

Marfat.com

رہا معاملہ غلو و مردود کا تو وہ نصاریٰ کی طرح یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں یا ان میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کر چکی ہے یا اس کی طرح دیگر کفریات ایسے عقائد غلو و مردود ہیں جس میں شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ خود امام بوصیری نے اس پر اس قصیدہ میں کہا ہے۔

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیھم — جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کہا،

واحکم بما شئت مدحا فیہ و احتکم — وہ تم نہ کہو اس کے علاوہ جو چاہو آپ ﷺ کی مدح میں کہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ شیخ مذکور بلکہ ہر صاحب قلم، صاحب منبر، لیکچرار اور نصیحت و وعظ کرنے والے کو صواب کی توفیق دے، خصوصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے کیونکہ یہاں قدم پھسلنے کا معنی ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے رسول ﷺ کی محبت پر جمع فرما دے اور ہمیں تمام مسلمانوں کے بارے حسن ظن کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں محبت پیدا فرما دے کیونکہ یہ اوقات امت مسلمہ کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دین کے خدام کو تکفیر، ضلالت اور بدعتی کے فتوؤں سے باز رہنے کی بھی توفیق دے کیونکہ اس سے زخم گہرے اور دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ **والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ وسلم۔**

بعض لوگ حضور ﷺ کے علم شریف کو لوح و قلم کے علم سے کم بتاتے اور اپنے موقف پر بضد رہتے ہیں حتیٰ کہ قصیدہ بردہ شریف کے ان مبارک اشعار **فان من جودک...... الخ** پر اعتراض کرتے ہوئے انہیں شرکیہ بتاتے ہیں۔ اس موضوع پر دوبئی کے عالم دین اور وزیر اوقات الشیخ عیسیٰ بن مانع مدظلہ کے تحقیقی مضمون کا اردو ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی موقف کی تائید میں جامعہ اشرفیہ لاہور کی شائع کردہ مشہور دیوبندی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری

Marfat.com

بجنوری کی ''درسی تفسیر'' سے ایک اہم اقتباس پیش خدمت ہے۔ جو انھوں نے سورۂ علق کے تحت رقم کیا۔

انسان کا علم لوح وقلم سے بھی زیادہ ہے

مشہور دیو بندی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری بجنوری کی ''درسی تفسیر'' سے ایک اقتباس

علم الانسان مالم یعلم اس سے پہلی آیت میں تعلیم کے ایک خاص ذریعہ کا ذکر تھا۔ جو عام طور پر تعلیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی قلم کے ذریعہ تعلیم، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل تعلیم دینے والا تو حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ وہی موثر بالذات ہے۔ اگر وہ تعلیم نہ دینا چاہے تو قلم بھی اس کے حق میں بے سود ہے۔ اور وہ تعلیم دینا چاہے تو تعلیم دینے میں اس مسبب الاسباب ومعلم حقیقی کو قلم کی حاجت نہیں۔ وہ بغیر کسی سبب ظاہری کے بھی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور قلم کے علاوہ دوسرے اسباب اور ذریعوں سے بھی دے سکتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم دیا جس سے وہ ناواقف تھا۔ آیت میں قلم یا کسی دوسرے ذریعہ تعلیم کا ذکر نہ فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی یہ تعلیم انسان کی ابتدائے آفرینش سے جاری ہے۔ اول اس میں عقل پیدا کی جو سب سے بڑا ذریعۂ علم ہے۔ انسان اپنی عقل سے خود بغیر کسی تعلیم کے بہت سی چیزیں سمجھتا ہے، پھر اس کے پس وپیش میں اپنی قدرت کاملہ کے ایسے مناظر و دلائل قدرت نے رکھ دیے ہیں کہ جن کا مشاہدہ کر کے وہ اپنی عقل کے ذریعہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکتا ہے۔ پھر وحی والہام کے ذریعہ بہت سی چیزوں کا علم انسان کو دیا اور کتنی چیزوں کا علم انسان کے ذہن میں بلا کسی واسطہ کے خود بخود پیدا فرما دیا۔ ایک بے شعور بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد اپنے مرکز غذا یعنی ماں کی چھاتیوں کو پہچان لیتا ہے۔ پھر ان سے دودھ حاصل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی جان لیتا ہے۔ یہ اس کو کون سکھا سکتا تھا کہ چھاتیوں کو دبا کر اس ترکیب سے دودھ چوس کر نگل لے۔ یہ معلم حقیقی کی قدرتی تعلیم ہی کا کرشمہ ہے۔

Marfat.com

انسان کا علم لوح محفوظ سے بھی زائد ہے:

علم الانسان مالم یعلم کو **بالقلم** کی قید سے مقید نہیں فرمایا اور مفعول بہ الانسان کو ذکر کیا ہے۔ اس سے پہلے جملہ میں مفعول بہ کو ذکر نہیں کیا۔ اور بالقلم کی قید کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے اشارۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا علم اور کائنات سے زائد ہے کیونکہ پہلے جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور دوسری مخلوق (ملائکہ وغیرہ) سب کو قلم کے ذریعہ سے علم دیا ہے۔ اور قلم سے دیا ہوا علم تمام کا تمام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ کوئی چھوٹی، بڑی، خشک و تر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں درج نہ ہو۔ لیکن انسان کو دیا ہوا علم مکتوب لوح محفوظ کے علاوہ بھی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: **وعلم آدم الاسماء کلھا** اگر علم آدم صرف وہی تھا جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے تو فرشتے جواب کیوں نہ دے سکے۔ اور **سبحنک لا علم لنا** کے ساتھ معذرت کیوں کی؟ پھر اللہ تعالیٰ کا علم حضوری و قدیم ہے۔ حصولی نہیں کہ لوح محفوظ اس کو محیط ہو سکے۔ اور قلم اس کو لکھ سکے۔ (مظہریؒ) یہاں تک سورۂ اقراء کی وہ پانچ آیات تھیں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اس کے بعد کی آیات کافی عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ کیونکہ باقی آیات اخیر سورۂ تک ابوجہل متعلق ہیں اور ابتدائے وحی و نبوت کے وقت مکہ میں کوئی بھی آپ کا مخالف نہ تھا۔ اہل مکہ آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے پکارتے اور آپ سے محبت و تعظیم کا برتاؤ کرتے تھے۔ ابوجہل کی مخالفت و دشمنی خصوصاً نماز سے روکنے کا واقعہ جو آگے آنے والی آیات میں مذکور ہے ظاہر کہ اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت و دعوت کا اعلان فرما دیا تھا۔ اور شب معراج میں آپ کو نماز کا حکم ہو چکا تھا۔

Marfat.com

پھر رونے کا ہنر اس کو قدرت نے ولادت کے ساتھ ہی سکھا دیا۔ بچہ کا یہ رونا اس کی تمام ضروریت کے پورا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کو روتا ہوا دیکھ کر ماں باپ اس فکر میں پڑ جاتے ہیں کہ اس کو کیا تکلیف یا کیا ضرورت ہے؟ اس کی بھوک، پیاس، سردی، گرمی وغیرہ کی تمام ضروریات اس رونے ہی سے پوری ہوتی ہیں۔ یہ رونے کی تعلیم قدرت کے سوا بچے کو کون دے سکتا تھا؟ اور کس طرح دے سکتا تھا؟ اس قسم کے تمام علوم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار خصوصا حضرت انسان کے ذہن میں بغیر کسی ذریعہ کے اپنی قدرت سے پیدا فرما دیئے ہیں۔ اس کے بعد پھر زبانی تعلیم اور قلبی تعلیم وغیرہ کے ذریعہ ان علوم وھبیہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اعطی کل شی خلقه ثم هدی۔

یہاں مالم یعلم (جس کو وہ جانتا نہ تھا) کی قید کی بہ ظاہر ضرورت نہ تھی، کیونکہ تعلیم تو اسی چیز کی ہوتی ہے جس کو انسان نہیں جانتا۔ یہ قید اس وجہ سے بڑھائی کہ خداداد علم و ہنر کو انسان اپنا ذاتی کمال نہ سمجھ بیٹھے۔ مالم یعلم سے تنبیہ کر دی کہ ہر انسان پر ایسا وقت بھی آیا ہے جب وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے اخرجکم من بطورن امھاتکم لاتعلمون شیا (اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے) معلوم ہوا کہ انسان کو جو بھی علم و ہنر ملا ہے وہ اس کا اپنا ذاتی کمال نہیں۔ سب خالق و مالک ہی کا عطیہ ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا نبی کریم ﷺ کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو تعلیم دی گئی۔ وعلم آدم الاسماء کلها۔ اور نبی کریم ﷺ وہ آخری پیغمبر ہیں جن کی ذات گرامی میں تمام انبیائے سابقین کے علوم اور لوح و قلم کے علوم موجود ہیں۔

فان من جودک الدنیا و مافیها ضرتها و من علومک علم اللوح و القلم۔

(یعنی دنیا و مافیہا آپ کی سخاوت کا ایک جز ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔

Marfat.com

امام سیوطی کے رسالہ "طرح السقط" کا

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر و باطن پر فیصلے

از

مفتی محمد خان قادری

Marfat.com

Marfat.com

امام جلال الدین سیوطی (ت،۹۱۱) نے حضور ﷺ کی شان کے بارے میں تین

رسائل تحریر کیے کہ آپ ﷺ ظاہر کے ساتھ باطن کا علم بھی رکھتے ہیں

۱۔الباھر فی حکم النبی ﷺ بالباطن و الظاھر

۲۔طرح السقط ونظم اللقط

۳۔شعلة نار

الباھر کا ترجمہ حضور ﷺ کی ظاہر و باطن پر حکمرانی'' کے نام سے شائع ہوا دیگر دونوں

رسائل کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ ثقتی

(اللہ تعالیٰ پر ہی میرا اعتماد و بھروسہ ہے)

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اہل علم نے یہ بھی لکھا ہے حضور ﷺ کا خاصہ ہے کہ آپ ﷺ میں دیگر انبیاء علیھم السلام کے معجزات وفضائل کو جمع کر دیا گیا ہے آپ ﷺ کے علاوہ کسی میں ان کا اجتماع نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کو ان کی ایک نوع ہی حاصل ہے

انھوں نے یہ بھی لکھا، کسی بھی نبی کو جو فضیلت دی گئی ہے

اؤتی ﷺ مثلھا وزیادۃ	اسی طرح کی فضیلت بلکہ اس سے بھی کامل
لم یؤ تھا غیرہ	طریقہ سے وہ آپ ﷺ کو دی گئی اور وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں

اس لئے شیخ بدرالدین ابن حبیب نے، النجم الثاقب فی اشرف المناقب، میں لکھا ہے

ولم یعط احد من الانبیاء	کسی بھی نبی کو ایسی کوئی فضیلت نہیں ملی
فضیلۃ مستفادۃ الا وقد	جس کی مثل بلکہ اس سے زائد آپ
اعطاہ مثلھا وزیادۃ	ﷺ کو نہ ملی ہو

(النجم الثاقب، ۲۴)

پھر اس کی اہل علم نے متعدد مثالیں دیں ہیں مثلاً

۱۔ ہر نبی کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے لیکن آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف

Marfat.com

مبعوث ہوئے ہیں

و زید ان بعث الی الجن بالاجماع والی الملائکۃ فی احد القولین	اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت بالاتفاق جنات کی طرف بھی ہے اور ایک قول کے مطابق ملائکہ کی طرف بھی ہے

نوٹ از مترجم۔ اسی قول کو امام بارزی، ابن حزم اور امام ابن حجر مکی نے ترجیح دیتے ہوئے اس ارشاد الہی سے استدلال کیا ہے

نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا (الفرقان،۱)	اللہ نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر بن جائے

امام جلال الدین سیوطی نے اس پر، تزیین الا رائک فی ارسال النبی الی الملائک، کے نام سے مستقل کتاب لکھی جس میں اسے دلائل سے ثابت کیا

(الحاوی للفتاوی،۲،۱۳۹)

۲۔آپ ﷺ کی کتاب (قرآن مجید) تورات وانجیل اور زبور کے مضامین وعلوم کی جامع ہونے کے ساتھ مفصل (سورہ حجرات سے الناس تک) پر بھی مشتمل ہے

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے، بدأة السول فی تفضیل الرسول ﷺ، میں حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اسے آپ کا خاصہ قرار دیا ہے

نوٹ، اس کتاب کا ترجمہ بندہ نے بنام، سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی، کیا ہے

Marfat.com

۳۔آپ ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خلیل کا درجہ بخشا

وزید علیها المحبة — اور اس پر اضافہ کرتے ہوئے حبیب بنایا

تو حبیب وخلیل دونوں کو آپ کے لئے جمع فرمادیا

۴۔آپ ﷺ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بلا واسطہ کلام کیا

وزید علیه الرؤیة فجمع له — البتہ اس پر دیدار کا اضافہ کرتے ہوئے

بین الکلام والرؤیة معا — آپ ﷺ کے لئے کلام اور دیدار کو جمع کردیا

۵۔آپ ﷺ کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع کردیا، امام غزالی نے احیاء علوم الدین میں اسے آپ ﷺ کا خاصہ شمار کیا حالانکہ بنی اسرائیل اور دیگر انبیاء صرف نبی ہی تھے یا بادشاہ

۶۔حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے بعض نے کعبہ اور بعض نے بیت المقدس کی طرف نماز ادا کی

فجمع له القبلتان — مگر آپ ﷺ کے لئے دونوں قبلوں کو جمع کر دیا گیا

اولاً آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف، مدینہ طیبہ میں بیت المقدس کی طرف پھر کعبہ کی طرف نماز ادا کی

۷۔ہر نبی کے لئے نماز تھی، نماز فجر حضرت آدم، ظہر حضرت داود، عصر حضرت سلیمان، مغرب حضرت یعقوب، عشاء حضرت یونس علیہم السلام کے لئے تھی

فجمعت الخمس له — آپ ﷺ کے لئے پانچوں کو جمع کردیا گیا

Marfat.com

شرح المسند میں امام رافعی نے اس طرح لکھا، شیخ اسنوی نے شرح منہاج میں اس کی اتباع کی لیکن احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نماز عشاء اس امت کا خاصہ ہے پہلے کسی امت نے یہ نماز ادا نہیں کی تو اس صورت میں انبیاء علیھم السلام کی چار نمازیں آپ کے لئے جمع کردیں اور عشاء کا ان پر اضافہ فرمادیا

اس طرح کثیر مثالیں ہوسکتی ہے زیر بحث معاملہ کو سمجھنے کے لئے یہی مسئلہ کافی ہے

فصل

بندہ نے اپنی کتاب ،، انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب (الخصائص الصغریٰ) میں لکھا تھا

وجمعت له الشريعة والحقيقة	آپ ﷺ کے لئے شریعت وحقیقت کو
ولم يكن للانبياء الا احداهما	جمع کردیا گیا ہے حالانکہ پہلے انبیاء کے
بدليل قصة موسىٰ مع الخضر	لئے ان میں ایک ہے دلیل حضرت موسیٰ
وقوله انى على علم لا ينبغى	علیہ السلام کا خضر کے ساتھ واقعہ اور ان کا
لك ان تعلمه وانت على علم	یہ قول ہے مجھے ایسا علم دیا ہے جو تمہارے
لا ينبغى لى ان اعلمه	جاننے کے مناسب اور تمھیں ایسا علم دیا جو میرے جاننے کے مناسب نہیں

تو کسی سائل نے اس میں وجہ خصوصیت پوچھتے ہوئے بتایا کہ معترض نے یوں اس پر اعتراض اٹھایا ہے

سیوطی کی گفتگو بتارہی ہے کہ بعض انبیاء حقیقت کا علم نہیں رکھتے اور اس میں

Marfat.com

تو واضح سقم ہے کیونکہ ہر ولی بیک وقت حقیقت وشریعت کا علم رکھتا ہے تو پھر انبیاء علیھم السلام کا کیا مقام ہوگا؟

جواب۔ بندہ نے سائل سے کہا، ائمہ علم وتصنیف کے ہاں اسے اعتراض نہیں سمجھا جاتا وہ اسے سوٗفہم قرار دیتے ہیں کیونکہ بیمار اذہان میں ردی وغلط خیالات جنم لیتے رہتے ہیں لہذا انھیں اعتراض شمار ہی نہیں کیا جاتا، یہ بیماری جہالت ہے جس سے شفاء کے لئے طبیب کی محتاجی ہے اور وہ طبیب، الفاظ کتاب کے معانی سے خوب واقف، مدرس اوران میں تحقیق کرنے والا ہو اگر ہر عبارت کتاب پر سوٗفہم اور غلط فکر سے پیدا ہونے والے اشکال کو اعتراض مان لیا جائے تو پھر اکثر لوگوں کی کتب وعبارت قابل اعتراض ٹھریں گئی

اس لئے اما م رافعی نے خطبہ الشرح الکبیر میں لکھا

بہت دفعہ مبتدی اور کند ذہن لوگوں پر کتاب کے کچھ امور ملتبس ہو جاتے ہے اور وہ چاہتے ہیں یہ شرح ان امور کی تفصیل پر بھی مشتمل ہو لیکن وہ کامیاب نہیں ہو پاتے اور وہ جانتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ مقامات شرح کے مستحق ہی نہ تھے حالانکہ قصور ان کے فھم کا ہوتا ہے اور اس کا علاج ان اہل علم کی طرف رجوع ہے

حجۃ الاسلام غزالی نے کتاب التفرقہ میں کہا

لو سکت من لا یعلم قل الخلاف — اگر نہ جاننے والا خاموش ہو جائے تو اختلاف میں کمی ہو جائے گی

حافظ جمال الدین المزی نے تہذیب الکمال میں فرمایا

Marfat.com

لو سکت من لا یدری لا ستراح واراح وقل الخطاء وکثر الصواب

نہ جاننے والا اگر خاموش ہو جائے تو وہ خود بھی آرام پالے اور لوگ بھی، غلطیاں کم اور صواب زیادہ ہو جائے

تو اصحاب عقول سلیم، اذہان قویہ اور افہام مستقیم کے لائق یہی ہے کہ وہ پست لوگوں کی پستی اور اہل ہذیان واغلاط سے اعراض کریں اور آپس میں مشغول رہتے ہوے ایسے لوگوں سے منہ موڑلیں جن کے دل مین مرض، فساد یا تحریف وتبدیل اور عناد کی آگ ہو

فصل

سوال۔ مقصود عبارت کی وضاحت ہے تا کہ اہل دین وتقویٰ اس کی غرض سے آگاہ ہو کر فائدہ حاصل کرلیں؟

جواب۔ ہاں اس خاصہ سے مقصود یہ ہے

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لہ ان یحکم بالشریعۃ والحقیقۃ معاً ویعمل بمقتضیٰ کل منھما خصیصۃ لہ تفرد بھا عن سائر الخلق

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے آپ شریعت وحقیقت دونوں کے مطابق فیصلہ کر سکتے ہے اور ان دونوں کے مطابق عمل کریں اور یہ آپ کی ایسی خصوصیت ہے جو باقی مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں

اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ امت کے اولیاء کو نہ حقیقت پر عمل کی اجازت ہے، اور نہ وہ اس کے مطابق فیصلہ کر سکتے ہیں وہ فقط شریعت کے پابند ہیں

Marfat.com

امام قرطبی لکھتے ہیں تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے

لایجوز للحاکم ان یقتل بعلمه — کوئی حاکم فقط اپنے علم کی بنا پر کسی کے قتل کا فیصلہ نہیں دے سکتا

حافظ ابن دحیہ فرماتے ہیں

اختص النبی ﷺ بانه کان له قتل من اتهمه بالزنا من غیر بینة ولایجوز ذلک لغیره — حضور ﷺ کے ساتھ یہ مخصوص ہے کہ آپ زانی کو بغیر گواہ بھی قتل کا حکم دے سکتے ہیں اور یہ کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے

اگر اب ہماری عدالت میں یہ کیس آئے کہ فلاں ولی نے ایسے بچے کو قتل کر دیا جس کے والدین مومن ہیں اور وہ دلیل یہ دے کہ مجھ پر اس کا کافر ہونا منکشف ہوا ہے

لقتلناه قصاصاً بحکم الشرع بالاجماع — تو ہم اسے بحکم شرعی بالاتفاق قتل کر دیں گے

اس لئے کہ آپ ﷺ نے کسی امتی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ حقیقت پر قتل وغیرہ کے فیصلے کرتا پھرے

ایک اہم مثال یہ ہے اصحاب کشف میں سے کوئی اگر یوں اقتدا کرے کہ اس کے اور امام کے درمیان مسجد کے علاوہ کوئی شئی حائل ہو جو صحت اقتدا کے مانع ہے تو ہم اس کی نماز باطل قرار دیں گے اور اس کے کشف کو ہرگز قابل اعتنا نہیں سمجھیں گے جس کی وجہ سے دیواریں مرفوع اور پردے زائل ہو گئے ہوں کیونکہ اولیاء اور دیگر تمام لوگ شریعت کے پابند ہیں

Marfat.com

اور اہل حقیقت نے اس پر تصریح کی ہے کہ حقیقت پر عمل نہیں کیا
جا سکتا کیونکہ یہ علم ہوتا ہے نہ کہ عمل، تو کسی بھی ولی کے لئے نبی ﷺ کے ساتھ
معاذ اللہ برابری کا جواز نہیں

رہے سابقہ انبیاء علیہم السلام، ان میں سے بعض کی بعثت اس لئے ہوئی کہ
وہ فقط شریعت پر فیصلہ اور اس پر عمل کریں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں حقیقت
پر فیصلہ اور اس پر عمل کی اجازت نہ تھی اگر چہ انہیں اس کا علم ہو
بعض ایسے ہیں جنھیں فقط حقیقت پر حکم و عمل کی اجازت تھی مثلاً حضرت خضر علیہ السلام
،انہیں شریعت پر فیصلہ کی اجازت نہ تھی اگر چہ اس کا علم رکھتے تھے
تو اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کو جو چاہا مقام دے کر بھیجا جیسے ایک نبی کو شریعت دی جبکہ
دوسرے کو دوسری شریعت جو پہلے کی متضاد تھی جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے

لکل جعلنا منکم شرعة ومنها جا ہم نے ہر ایک کے لئے شریعت اور
راستہ بنایا (المائدہ،۱۸)

یہی وجہ ہے کہ دیگر ملتوں میں کچھ اشیاء حلال ہیں جو کہ ہمارے ہاں حرام ہے کچھ اشیاء
کا معاملہ اس کے برعکس ہے، بہت سارے احکام ان ملل میں لازم تھے جبکہ ہمارے
ہاں وہ لازم نہیں

تو اگر اللہ تعالی کسی نبی کو شریعت کے مطابق پابند کرے اور حقیقت کی
اجازت نہ دے یعنی وہ صرف اسے ہی قتل کا حکم دے سکیں گے جس کا کفر گواہی یا
اعتراف سے ثابت ہو، کسی بچے کو اس اطلاع پر قتل کا حکم نہ دے کہ طبعاً کافر ہے
یا کسی دوسرے نبی کو یہ حکم دے کہ اسے دوسرے طریق (علم حقیقت) پر قتل

Marfat.com

کرسکتا ہے نہ کہ بطریق اول تو اس میں کونسی قباحت و اعتراض ہے؟

یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فقط عمل و فیصلہ کے حوالہ سے حضرت خضر پر اعتراض اٹھایا اور وہ قتل وغیرہ ہے، ان کے علم پر اعتراض نہ تھا اور ان کے اعترض کا جواب حضرت خضر نے یوں دیا

وما فعلته عن امری | اور یہ عمل میں نے اپنے حکم سے نہ کیا

(الکھف، ۸۲)

تو یہاں بھی ذکر عمل کا ہے نہ کہ علم کا

سید الانبیاء کا مقام

ہمارے نبی ﷺ کو اجازت ہے دونوں میں سے جس پر چاہیں عمل فرمائیں، یہ ایسی خصوصیت ہے جو مخلوق میں آپ کو ہی حاصل ہے اور یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کو ہی عطا کی ہے اس پر شاھد احادیث کا تذکرہ آرہا ہے ہماری یہ تحقیقی گفتگو کہ یہاں حقیقت سے مراد، فیصلہ و عمل ہے

امام بلقینی کی گفتگو

یہی تشریح شیخ سراج الدین بلقینی نے اس حدیث اور حضرت خضر علیہ السلام کے اس قول کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا علم دیا جو تمہارے جاننے کے مناسب نہیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا ہے کہ اسے میرا جاننا مناسب نہیں؟ فرماتے ہیں یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ دونوں اطراف میں مذکور علم کا جاننا مناسب کیوں نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے یہاں علم سے مراد اس کا نفاذ اور اس کے مطابق فیصلہ ہے معنیٰ یہ ہوگا کہ تمہارے لئے یہ علم اس لئے نہیں کہ تم اس پر عمل کرو کیونکہ اس پر عمل تقاضا شرع

Marfat.com

کے منافی ہے اور میرے لئے یہ علم اس لئے نہیں کہ میں اس پر عمل کروں کیونکہ یہ تقاضا حقیقت کے منافی ہے

اس لئے اصول یہ ہے کہ نبی کے تابع ولی کے لئے جائز ہی نہیں کہ وہ اگر کسی حقیقت پر مطلع ہو کر اس کے تقاضا پر عمل کرے وہ صرف ظاہر پر فیصلہ کا پابند ہوگا

امام سبکی کی گفتگو

امام تقی الدین سبکی نے تفسیر میں لکھا ہے حضرت خضر علیہ السلام نے جو بچے کو کفر کی وجہ سے قتل کیا یہ انہی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ شریعت نے یہی بتایا ہے کہ کسی بچے کو قتل نہیں کیا جا سکتا خصوصاً جبکہ اس کے والدین مومن ہوں اور اگر بالفرض کسی ولی کو اللہ تعالی حضرت خضر علیہ السلام کی طرح کسی بچے سے مطلع کر دے تو اس کے لئے تقاضائے شرع کی وجہ سے اس کا قتل ہرگز جائز نہ ہوگا

قول ابن عباس کی توجیہ

جب نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بچوں کے قتل کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا

ان کنت الخضر یعرف المؤمن من الکافر فاقتلھم	اگر تم خضر کی طرح مومن و کافر کی پہچان رکھتے ہو تو انہیں قتل کر دو

حضرت ابن عباس کا مقصد نجدہ کی دلیل کا رد اور ناممکن کو سامنے لانا اور قصہ خضر سے غلط استدلال کا قلع قمع تھا ان کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ اگر یہ کیفیت حاصل ہو تو قتل کا جواز ہے کیونکہ اسکی شرع اجازت نہیں دیتی کیونکہ اس صورت میں کفر ابھی تو حاصل ہی نہ تھا بلکہ بعد میں آئے گا تو ایسے سبب کے بنا پر قتل کا جواز کیسے ہو سکتا ہے جو ابھی حاصل

Marfat.com

ہی نہیں ہوا تو قطعی بات یہی ہے کہ بچہ نہ تو کافر حقیقی ہے اور نہ مومن حقیقی، رہا معاملہ حضرت خضر علیہ السلام کا تو ان کے لئے مستقل شریعت تھی بقول ان کے جو انہیں نبی مانتے ہیں

باقی حضور ﷺ کو اس میں اجازت ہے کیونکہ آپ ہر نبی کی فضیلت کو اپنے اندر جمع کیے ہوئے ہیں اس کی طرف امام بدر الدین بن الصاحب نے تذکرہ میں اشارہ کیا

احادیث کی شہادت

اس پر احادیث کی شہادت موجود ہے

ا۔ امام ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ و بزار نے مسانید اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ نے ایک آدمی کا تذکرہ کرتے ہوئے جہاد میں اس کی قوت اور عبادت میں اس کی محنت ذکر کی ،اچانک وہی آدمی آ گیا آپ ﷺ نے فرمایا

انی لاریٰ فی وجھہ سفعۃ من الشیطان — میں اس کے چہرے پر شیطانی نشان دیکھ رہا ہوں

قریب آ کر اس نے سلام کیا اور چلا گیا، قریب مسجد میں نماز ادا کرنے لگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من یقوم الیہ فیقتلہ؟ — اسے کون قتل کرے گا؟

حضرت ابوبکر نے ذمہ لیا گئے تو دیکھا نماز پڑھ رہا ہے واپس آ گئے عرض کیا میں نے اسے چونکہ نماز میں دیکھا تو اس کے قتل سے مجھے خوف آیا آپ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

ایکم یقوم الیه فیقتله ؟ تم میں سے کون جا کر اسے قتل کرے گا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذمہ لیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح ہی کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اسے قتل کر دے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اسے قتل کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا

ان ادرکته اگر تم اسے پالو

حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا لوٹ کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا

هذا اول قرن خرج من امتی لوقتلته ما اختلف اثنان بعده من امتی یہ میری امت میں پہلا شیطانی سینگ ہے اگر تم اسے قتل کر دیتے تو اس کے بعد میری امت میں کوئی اختلاف نہ کرتا

(دلائل النبوة،٦:٢٨٧)

تو یہ حقیقت پر فیصلہ ہے کیونکہ آپ ﷺ اس کے آخری انجام تک آگاہ تھے تو یہاں آپ کے لئے کوئی ممانعت قتل نہ تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے قتل میں توقف کیا

٢۔امام حاکم نے مستدرک میں صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ایک آدمی نے آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں چوری کی اسے آپ ﷺ کی عدالت مین لایا گیا فرمایا

اقتلوه اسے قتل کر دو

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے فرمایا قطع ید کر دو اس نے پھر

Marfat.com

چوری کی دوبارہ قطع ید ہوا پھر اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں چوری کی پھر پاؤں کاٹا گیا پھر اس نے چوری کی حتی کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دئے گئے اس نے پانچویں دفعہ پھر چوری کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کان رسول اللہ ﷺ اعلم بھذا حیث امر بقتلہ	رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں خوب جانتے تھے اسی لئے آپ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تھا
(المستدرک، ۴۲۳۴)	

تو اسے لے جاؤ اور قتل کرو تو اسے قتل کرا دیا گیا

تو حضور ﷺ کا اولاً بھی اس چور کو قتل کر دینے کا حکم حقیقت پر فیصلہ و حکم تھا یہی وجہ ہے کہ صحابہ نے عرض کیا تھا اس نے چوری کی ہے یعنی حد سرقہ شریعت میں قطع ید ہے نہ کہ قتل، چونکہ آپ ﷺ اس آدمی کی حقیقت سے آگاہ تھے کہ یہ باطن میں قتل کا ہی مستحق ہے تو آپ ﷺ نے قتل ہی کا حکم دیا اسی وجہ سے پانچویں دفعہ چوری پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا فیصلہ (قتل) جاری کر دیا ورنہ شریعت میں سارق کی سزا قتل ہے ہی نہیں نہ پانچویں دفعہ اور نہ چھٹی دفعہ جیسے امام خطابی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے

۳۔ آپ ﷺ نے بیک وقت شریعت و حقیقت (ظاہر و باطن) پر جو فیصلے فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس بچے کے بارے میں اختلاف تھا فرمایا عبد بن زمعہ یہ تیرا ہے اولاد صاحب فراش کی ہوتی ہے اور زانی کے لئے پتھر اور فرمایا اے سودہ تم اس سے پردہ کرو تو انہوں نے اسے موت تک نہیں دیکھا

Marfat.com

تو یہاں بچے کا فیصلہ صاحب فراش کے لئے شریعت کے مطابق ہے اور اس کی بہن سودہ کو پردہ کا حکم حقیقت پر عمل ہے کیونکہ آپ ﷺ باطنی امر یعنی اس کی عتبہ اور اس کے والد سے نسبت اور زمعہ اور سودہ سے انقطاع سے خوب آگاہ تھے اب اگر کسی بچے مین اختلاف ہوتا ہے تو صاحب فراش کے لئے ہی فیصلہ کیا جائے گا لیکن اس سے بہن کو پردہ کا حکم نہ ہوگا اگرچہ ظاہرا ایک دوسرے کے ساتھ کسقدر مشابھت ہو

۴۔ باطن پر ایک اور فیصلہ

آپ ﷺ کے باطن پر ایک فیصلہ کی مثال یہ ہے امام طبرانی نے معجم میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا اس عرابی نے اونٹ چرایا ہے اونٹ نے کچھ آواز نکالی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے خاموشی کا حکم دیا پھر اس آدمی سے فرمایا

انصرف عنه فان البعير شهد علیک انک کاذب — اسے چھوڑ دے کیونکہ اونٹ گواہی دے رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے

مستدرک حاکم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ایک عرابی کے بارے میں شکایت کی گئی کہ اس نے اونٹنی چوری کی ہے تو اونٹنی نے دروازہ کے باہر سے عرض کی

والذی بعثک بالکرامۃان هذا ماسرقنیو لا ملکنی احد سواہ — قسم ہے جس ذات نے آپ کو نبی بنایا اس نے مجھے چوری نہیں کیا اور اس کے سوا میرا کوئی مالک نہیں

اس سلسلہ میں متعدد احادیث مرفوعہ اور موقوفہ ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آسمانون اور زمین کا مشاہدہ کروایا گیا تھا تو انہوں نے حقیقت (باطن) پر عمل کا ارادہ

Marfat.com

کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا

فصل

سوال۔ کیا تمہاری عبارت یہ نہ تھی؟ کہ آپ ﷺ کو شریعت وحقیقت کا جامع بنایا گیا ہے اور دیگر انبیاء ان میں سے صرف ایک پر ہی فیصلہ کر سکتے ہیں (یعنی انہیں علم ہی فقط ایک کا ہے) تو معترض اس حکم فاسد کی وضاحت چاہتا ہے

جواب۔ کئی وجوہ سے جواب حاضر ہے

۱۔ کتاب وتحریر میں ایجاز واختصار ملحوظ ہوتا ہے یہی وجہ کہ میں نے حدیث (خضر) بیان کی تو تمام نقل نہیں کی بلکہ اختصار کی وجہ سے اس کے الفاظ حذف کر دیئے

۲۔ کلام کا جوہر اور منطوق دیکھا جاتا ہے اور وہ یہی ہے کہ یہاں فیصلہ وحکم مراد ہے نہ کہ علم کیونکہ اس مقام پر میرا مقصود یہ بیان کرنا تھا کہ حضور ﷺ کونسی تعلیمات وعلوم کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں تو آپ ﷺ کی بعثت جسطرح یوں عام ہے کہ آپ تمام کی طرف مبعوث ہیں اسی طرح آپ کی بعثت یوں بھی عام ہے کہ آپ کے علوم میں بھی عموم ہے تو آپ ﷺ اس لئے مبعوث کیے گئے ہیں کہ آپ بیک وقت شریعت وحقیقت پر عمل وفیصلہ کر سکتے ہیں اور یہ بات الفاظ کے منطوق وجوہر سے واضح تھی

۳۔ ہماری عبارت میں لام ہے، جمع له، جو ہمارے مدعیٰ کو واضح کر رہا ہے ہم نے "فی" ذکر نہیں کیا کیونکہ علم، لام سے فی کے زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ علم مظروف اور صاحب علم اس کے لئے ظرف کی طرح ہوتا ہے عمل وحکم کا مباح ہونا یہ تملیکات کے مشابہ ہے تو یہ لام سے زیادہ نسبت رکھتا ہے اس لئے محاورہ ہے لفلان العمل

Marfat.com

كذاء ليس له العمل كذا،لفلان العلم كذا،ليس له العلم كذا

یہی وجہ ہے کہ الفاظ حدیث پر اشکال پیدا ہوا کیونکہ دونوں اطراف میں مذکور علم ایسا نہیں کہ اسے طلب ہی نہیں کیا جائے حتی کہ اس کا معنی وتاویل ،نفاذ، کرنا پڑا جیسے پیچھے شیخ بلقینی کے کلام میں آیا ہے

۴۔اس پر پہلا جملہ (معطوف علیہ) رہنمائی کر رہا ہے اور وہ میرا یہ قول ہے

وجمع بين القبلتين و الهجرتين — آپ ﷺ نے دو قبلوں اور ہجرتوں کو جمع کیا ہے

کیونکہ مقصود یہاں بلاشبہ دونوں کا عمل میں جمع کرنا ہے نہ کہ علم میں تو بعد والے جملہ کا معاملہ بھی یہی ہے

۵۔اس جملہ میں لفظ علم مذکور ہی نہیں لہذا اعتراض وارد ہو ہی نہیں سکتا ہاں اگر میرا جملہ یوں ہوتا العیاذ باللہ

ولم يكن الانبياء يعلمون الا احدهما — انبیاء علیھم السلام ان میں سے صرف ایک کا علم رکھتے ہیں

تو پھر اعتراض ہو سکتا تھا لیکن ایسا کہنا یا سوچنا بھی معاذ اللہ درست نہیں ،میری تو سمجھ سے بالاتر ہے کہ معترض نے ایسے لفظ کی بنا پر اعتراض اٹھایا جس کا عبارت مین ذکر تک نہیں،

اگر وہ کہے کہ میں نے مقدر سمجھا ہے پھر اعتراض کیا ہے تو بتایئے ایسے فاسد لفظ کو مقدر ہی کیوں مانا جائے کیوں نہ ایسا لفظ مقدر مانا جائے جو مناسب و متعین ہو

۶۔ہمارے الفاظ ،بدليل قصة موسىٰ مع الخضر ،بھی ہمارے مدعیٰ کی طرف

Marfat.com

رہنمائی کررہے ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کے علم پر اعتراض نہیں کیا انھوں نے اعتراض اس علم پر عمل وحکم پر کیا کہ یہ خلاف شریعت ہے تو انھوں نے اطلاع دی کہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ اس کے تقاضا کے مطابق عمل وفیصلہ کرو

۷۔میں نے خصائص الکبریٰ (۲۔۱۹۲) میں حدیث نمازی ذکر کی تھی جس کے قتل کا حکم آپ ﷺ نے دیا، حدیث سارق بیان کی جس کے قتل کا حکم دیا اور ان دونوں سے میں نے استدلال کیا جو بتارہا ہے کہ مقصود حکم وعمل ہے نہ کہ علم

میری کتاب خصائص صغریٰ، اسی کبریٰ کا اختصار ہے صغریٰ میں جس چیز کا فہم کسی کند ذہن پر دشوار ہو اسے کبریٰ سے تفصیل وشرح حاصل کرلینی چاہیے

۸۔عقل ونقل دونوں رہنمائی کرتے ہیں کہ یہاں مقصود حکم وعمل ہے نہ کہ علم کیونکہ کسی عاقل کے دل میں یہ خیال ہی محال ہے کہ بعض انبیاء کو حقیقت کا علم نہیں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ صبح شام ان پر وحی الہی کا نزول ہوتا ہے پھر ان سے کم درجہ (اولیاء) لوگ کثرت کے ساتھ حقیقت کا علم رکھتے ہیں

پھر اس سے بھی بڑھ کر محال یہ ہے کہ کسی کے دل میں یہ تصور ہو کہ بعض انبیاء کو علم شریعت ہی حاصل نہیں تو یہ نہ کسی مسلمان کے دل میں تصور آسکتا ہے اور نہ ہی میری کتب میں

تو جب یہ محال ہے تو عقل رہنمائی کررہی ہے کہ یہاں مراد حکم ہی ہے تو اللہ تعالیٰ نبی کو اجازت دے کہ وہ اس پر حکم نافذ کرے اور دوسرے پر حکم کی اجازت نہ دے حالانکہ وہ دونوں کا علم رکھتا ہو جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حق میں عملاً ثابت ہے کہ جب انھیں آسمانوں اور زمین کی سلطنتوں سے آگاہ کیا گیا اور ان کے

Marfat.com

سامنے ظاہر و باطن کو روشن کر دیا گیا اعمال مخلوق میں سے کوئی شئی ان پر مخفی نہ رہی تو انھوں نے اس کی مقتضیٰ پر عمل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیا جیسا کی حدیث میں موجود ہے

علاوہ ازیں امام سبکی نے کہا جس حقیقت کے مطابق نبی کو فیصلہ کی اجازت ہے وہ شریعت ہی ہے کیونکہ ان کا جملہ ہے

محمل قضية الخضر علی ان ذلک کان شرعاً له مستقلاً

حضرت خضر کا واقعہ بتا رہا ہے کہ ان کی مستقل شریعت تھی

حضور ﷺ کی خصوصیت

تو اب خصوصیت یوں بیان کی جائے گی حضور ﷺ کو یہ اجازت ہے کہ دونوں شریعتوں پر فیصلہ کر سکتے ہیں خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ انبیاء کے ایک گروہ کو مبعوث کیا گیا

فجمعا له تشريفا و تعظيما لمنصبه الشريف

اور آپ ﷺ کے منصب بلند کی خاطر دونوں کو جمع کر دیا گیا

اور شریعت باطنی کا نام ہی اہل علم کے ہاں حقیقت ہے

9۔ یہ الفاظ، ما کان لزید کذا، لم یکن له کذا (زید نہ کرے، اسے یہ نہیں کرنا چاہیے) تصرف اور نفاذ میں ممانعت کے لئے ہیں اور کسی شئی میں تصرف، اس کے علم کے بعد ہی ہوتا ہے قبل از علم تو ممانعت کا کوئی تصور نہیں یہی وجہ ہے کہ جب تک امور

Marfat.com

باطنہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اطلاع نہ ہوئی تھی انہیں حقیقت میں تصرف سے منع نہیں کیا گیا بندہ کی کتاب کے الفاظ

یعطی علم الانبیاء بالامرین انبیاء کو دونوں امور کا علم عطا کیا جاتا ہے

بتا رہے ہیں کہ ان دونوں میں بیک وقت تصرف سے انھیں منع کیا گیا ہے اور فقط ایک میں تصرف کی اجازت ہے خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی

۱۰۔ الفاظ ،، **لم یکن للانبیاء** ،، کی دلالت ،منع اور نفی اباحت پر ہے اور یہ افعال کے ساتھ ہی مختص ہے کیونکہ اباحت اور اس کی ضد کا تعلق افعال سے ہوتا ہے نہ کہ ذوات وصفات سے جیسا کہ اصول فقہ میں مسلم ہے

تو یہ الفاظ واضح طور پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ انبیاء علیھم السلام کو بیک وقت دونون امور پر عمل وفیصلہ اور تنفید میں تصرف سے منع کیا ہے فقط ان میں سے کسی ایک میں تصرف کی اجازت ہے

تو عبارت میں ایسا کوئی لفظ ہی نہیں جو علم پر دال ہو کیونکہ علم ان صفات سے ہے جس کے ساتھ منع اور اباحت کا تعلق نہیں یہ ہر وہ آدمی جانتا ہے جو اصول فقہ کے مبادی سے تھوڑا سا بھی حصہ رکھتا ہے

۱۱۔ یہ وجہ نہایت ادق ہے عبارت مبھم رکھی گئی جیسا کہ حدیث میں ابہام تھا تا کہ وہ ہر اس قول کے مطابق ہو شرح حدیث میں کسی شارح کا ہو اور اس میں اس کی صلاحیت اور احتمال ہو اگر چہ ہمارے نزدیک مقصود راجح وہی ہے کہ مراد حکم ہے اور ہمارا کلام خصائص کبری میں اسی پر مبنی ہے لیکن علماء راسخین کا اپنی تصانیف میں طریقہ وہی ہے جو حدیث سے ماخوذ ہے تا کہ اس سے برکت بھی حاصل ہو اور ادب کا پہلو بھی رہے

Marfat.com

اس پر عمل میں شیخ ابواسحاق شیرازی دوسروں سے کہیں آگے ہیں مثلاً کتاب التنبیہ میں لکھتے ہیں

فان کان قام من النوم کرہ	اگر کوئی آدمی نیند سے بیدار ہوا تو پانی میں
ان یغمسھا وذلک لا یختص	ہاتھ نہ ڈالے یہ نیند سے بیدار ہونے
بالقائم من النوم	والے سے مختص نہیں

اہل علم نے فرمایا شیخ نے الفاظ حدیث لا کر برکت حاصل کی ہے اور ان کے ہاں یہ کئی مقامات پر ہے میں نے ایسے ہی لوگوں کی اقتد میں ایسا کیا ہے، عبارت ذکر کی مگر لفظ حکم صراحۃً نہیں لکھا اگرچہ مراد تھا تاکہ بطریق حدیث ہی بات رہے اور ادب بھی ہے اور اس میں دیگر تاویلات علماء بھی جاری رہیں اس طرف کچھ اشارہ ابھی آرہا ہے

فصل

اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ میرے الفاظ

وجمعت لہ فی البعثۃ الشریعۃ	آپ ﷺ کی بعثت میں شریعت
والحقیقۃ	وحقیقت دونوں جمع ہے

کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو دونوں کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے تاکہ ان دونوں پر عمل کر سکیں اور ان کے مطابق حکم جاری کر سکیں اور دیگر انبیاء کی بعثت ایک کے ساتھ ہے یعنی دونون کے ساتھ بیک وقت بعثت نہیں بلکہ بعض کو شریعت دی تاکہ اس پر عمل وحکم کریں، بعض کو حقیقت دی تاکہ وہ اس پر عمل وحکم کریں ہاں تمام کے تمام شریعت وحقیقت کا بیک وقت علم رکھتے ہیں کسی شئی کے ساتھ عدم بعثت، اس کے علم کے منافی نہیں جیسا کہ شئی کے علم سے لازم نہیں کہ اس کے ساتھ بعثت ہو

Marfat.com

ہمارے نبی ﷺ تمام شرائع سابقہ کے عالم ہیں حالانکہ ان میں سے بہت سارے احکام بعثت سے متعلق نہیں مثلاً توبہ کے لئے قتل نفس، محرمات کو دیکھنے پر آنکھ نکال دینا، مال کا چوتھا حصہ زکوۃ، بدن وکپڑے کا نجس مقام کاٹنا، ہر پنجہ سے شکار کنندہ کا حرام ہونا، تصاویر کا مباح ہونا، وغیرہ

سوال۔ جب آپ ﷺ کی بعثت ان دونوں شریعت وحقیقت کے ساتھ ہے تو یہ سلسلہ امت میں جاری رہنا ضروری ہے

جواب۔ بات یوں نہیں بلکہ یوں ہے کہ آپ کی بعثت شریعت کے ساتھ تا قیامت امت میں جاری ہے لیکن حقیقت کے ساتھ بعثت فقط آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے مثلاً لزوم نماز چاشت وقربانی، شعر وکتابت کی حرمت، چار سے زیادہ نکاح وغیرہ

اہم نوٹ، اگر معترض نے میرے کلام میں حقیقت سے مراد علم تصوف لیا ہے جس کا ذکر بعض جید علماء کے حالات میں یوں ہوتا ہے

كان من علماء الحقيقة	یہ علماء حقیقت میں سے تھے
كان من العلماء الجامعين	یہ ان علماء سے تھے جو شریعت وحقیقت کو
بين الشريعة والحقيقة	جامع تھے

پھر زیادہ مناسب یہی ہے کہ اس معترض کو پاگلوں میں شامل کیا جائے اور اگر اس نے یہ سمجھا کہ اس سے مراد وہ مکاشفات ہیں جو اولیاء کے لئے کھلتے ہیں اور اس سے وہ بعض غیوب اور اسرار ملکوتیہ پر مطلع ہوتے ہیں

تو یاد رہے کوئی ولی بھی اس میں کسی بھی نبی کے معاذ اللہ برابر نہیں ہو سکتا

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ فرماتے ہیں

Marfat.com

الا نبیاء یطالعون بحقائق الا مور والاولیا یطالعون بمثالها

حضرات انبیاء علیہم السلام امور کے حقائق کا مشاہدہ اور اولیاء ان کی امثال دیکھتے ہیں

امام یافعی کی کتاب المعتقد ق میں ہے

بعض نے کہا یقین، اسم ورسم اور علم وعین اور حق ہے اسم ورسم عوام کے لئے علم، علم الیقین برائے اولیاء، عین الیقین برائے خواص اولیاء، اور حق الیقین برائے انبیاء علیہم السلام ہے

وحقیقة حق الیقین اختص بها نبینا ﷺ

حق الیقین کی حقیقت ہمارے نبی ﷺ کا ہی خاصہ ہے

فصل

حدیث کی دوسری تاویل

حدیث خضر کی دوسری تاویل ومعنی یہ ہے دونوں اطراف میں جمیع علم کی نفی ہے اور یہ تاویل حافظ العصر ابوالفضل بن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں اختیار کی ہے لکھتے ہیں لا ینبغی لک ان تعلمه کا معنی یہ ہے کہ ان تمام کو تم نہیں جان سکتے اس طرح لا ینبغی لی ان اعلمه کا معنی بھی یہی ہے کہ میں وہ تمام نہیں جان سکتا فرمایا یہی معنی متعین ہے کیونکہ حضرت خضر حکم ظاہر سے اسقدر ضرور واقف تھے جو کسی بھی مکلف کے لئے ضروری ہے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم باطن سے ضرور آگاہ تھے جو بطریق وحی آتا ہے (فتح الباری، ۸۔۲۷۱)

Marfat.com

امام قرطبی نے شرح مسلم میں لکھا الفاظ حدیث

ان لی عبدا بمجمع البحرین هو اعلم منک — مجمع البحرین میں ہمارا ایسا بندہ ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے

کا معنی یہ ہے کہ واقعات مفصلہ کے احکام اور معین حادثات کے حکم میں وہ تم سے زیادہ عالم ہیں نہ کہ وہ ہر علم میں تم سے زیادہ ہے اس پر دلیل حضرت خضر کا موسیٰ علیہما السلام سے یہ کہنا ہے

انک علی علم علمکه الله لا اعلمه انا وانا علی علم علمنیه الله لا تعلمه انت — تم ایسے علم پر ہو جو تمہیں اللہ نے سکھایا وہ میں نہیں جانتا اور مجھے ایسا اللہ نے علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے

پھر فرمایا اس مفہوم کے مطابق ہر ایک پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ دوسرے سے زیادہ عالم ہے اس اعتبار سے جو دونوں جانتے ہیں سے ہر ایک جانتا ہے مگر دوسرا اسے نہیں جانتا

(المفھم ۶، ۱۹۵)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں نسائی کی روایت کے الفاظ ہیں

ان عبدا من عبادی اتیته من العلم ما لم اؤتک — میرا ایک بندہ ہے جسے میں نے کچھ ایسا علم دیا ہے جو تم کو نہیں دیا

(فتح الباری، ۸، ۲۶۶)

سوال۔ کیا اس تاویل پر حضور ﷺ کے لئے خصوصیت ثابت ہوگی؟

جواب۔ ثابت ہے البتہ صراحۃً نہ ہوگی، تفصیل یوں ہے کہ کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کی خصوصیت تمام شریعت اور تمام حقیقت کا اجتماع ہے اور دیگر انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

نے کل شریعت اور بعض حقیقت یا کل حقیقت اور بعض شریعت کو پایا ہے تو آپ ﷺ کے علاوہ کسی نے بھی جمیع کو جمع نہیں کیا

لیکن میں نے یہ گفتگو اس خصوصیت کو ثابت کرنے کے لئے کی جسے ان الفاظ میں بیان کیا

الحکم بالا مرین معاً والتنفیذ بھما	آپ ﷺ بیک وقت دونوں پر حکم جاری ونافذ کر سکتے ہیں

اور میں نے بیان علم کے لئے گفتگو نہیں کی تھی جیسا کہ معجزات الکبریٰ میں اس کی تفصیل اور اس پر حدیث نمازی وسارق کی شہادت موجود ہے

خاتمہ

اگر میرے دل میں خیال آجاتا کہ لوگوں میں ایسے غلط فہم اور لڑاکے موجود ہیں تو میں اس خصوصیت کو ان الفاظ میں بیان کر دیتا

وجمع لہ بین القبلتین والھجرتین وبین الحکم بالشریعۃ والحقیقۃ	آپ ﷺ کے لئے دو قبلے، دو ہجرتیں اور شریعت وحقیقت پر فیصلہ جمع کر دیا گیا ہے

اور اس حدیث خضر کا ذکر ہی نہ کرتا تو ہر کوئی مقصود پالیتا اور اس پر مراد آشکار ہو جاتی اور نہ ہی معاملہ کسی غبی، بلید، جاہل اور عناد والے پر ملتبس رہتا

Marfat.com

امام سیوطی کے رسالہ "شعلۃ نار" کا

ترجمہ

حضور ﷺ کے ظاہر و باطن پر فیصلے

از

مفتی محمد خان قادری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

ہمارے الفاظ

وجمعت له الشريعة والحقيقة — آپ ﷺ کے لئے شریعت وحقیقت کو جمع کر دیا گیا ہے

کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بیک وقت ظاہر و باطن پر فیصلہ کی اجازت ہے، شریعت سے مراد ظاہر پر حکم اور حقیقت سے مراد باطن پر حکم ہے مثلاً ایسے آدمی کا قتل جو باطناً اس کا مستحق ہے اگرچہ ظاہری ثبوت، اعتراف یا گواہی سے اس کا قتل ثابت نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ کے لئے ظاہر و باطن پر فیصلہ کا ثبوت معروف و مشہور ہے ظاہر پر حکم تو واضح ہے رہا باطن پر آپ کا فیصلہ و حکم تو اس پر متعدد اہل علم نے تصریح کی ہے اور اس پر احادیث مبارکہ بھی شاھد ہیں

تصریحات علماء۔

امام قرطبی لکھتے ہیں تمام علماء کا اتفاق ہے

لا يجوز لحاكم ان يقتل بعلمه الا النبي ﷺ — سوائے نبی ﷺ کے کسی حاکم کا اپنے علم کی بنیاد پر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں

حافظ ابن دحیہ کہتے ہیں

حضور ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ بغیر، گواہی زانی کے قتل کا حکم دے سکتے ہیں

ولا يجوز ذلك لغيره — لیکن یہ کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں

Marfat.com

احادیث اور باطن پر فیصلے

آپ ﷺ نے باطن پر فیصلے کیے، ان پر یہ احادیث شاہد ہیں

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ کی مجلس میں ایک آدمی کا ذکر آیا تو صحابہ نے جہاد میں اس کی جانبازی اور عبادت میں اس کی محنت کا ذکر کیا تو اچانک وہ آدمی بھی آ گیا آپ ﷺ نے فرمایا

انی لاری فی وجھہ سعفة من الشیطان — میں اس کے چہرے پر شیطان کا اثر و نشان دیکھ رہا ہوں

اس نے قریب آ کر سلام کہا اور نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا

من یقوم الیه فیقتله؟ — کوئی ہے جو اس کو جا کر قتل کر دے؟

۲۔ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ایک آدمی نے حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں چوری کی تو فرمایا اسے قتل کر دو، صحابہ نے عرض کیا اس نے تو چوری کی ہے؟ فرمایا قطع ید کر دو پھر اس نے چار دفعہ چوری کی اس کے ہاتھ پاوں کاٹ دیئے گئے عہد صدیقی میں پانچویں دفعہ اس نے چوری کی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کان رسول الله ﷺ اعلم بھذا حیث امر بقتله — رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے تھے اسی لئے آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا تو اسے لے جاؤ اور قتل کر دو

۳۔ بیک وقت ظاہر و باطن پر فیصلہ کی احادیث میں یہ مثال بھی ہے ایک بچہ میں

Marfat.com

اختلاف ہوا تو آپ ﷺ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا، عبد بن زمعہ یہ تیرا بھائی ہے خاوند کے لئے اولاد اور زانی کے لئے پتھر ہوتا ہے لیکن اے سودہ تم اس سے پردہ کرو پھر اسے کبھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے نہ دیکھا

تو صاحب فراش کے لئے اولاد کا فیصلہ ظاہری شریعت کے مطابق جبکہ ان کی بہن سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کا حکم حقیقت پر عمل ہے کیونکہ آپ ﷺ معاملہ کے باطن سے آگاہ تھے کہ حقیقۃً یہ اس کی بہن نہیں ہیں

دیگر انبیاء کا مقام

دیگر انبیاء علیھم السلام میں بعض ایسے ہیں اور (یہی اکثر ہیں) انھیں فقط حکم ظاہری (ظاہر پر فیصلہ) کے ساتھ مبعوث کیا گیا نہ کہ باطن پر حکم کے ساتھ اگرچہ اس کا علم رکھتے ہیں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام، اسی لئے انھوں نے قتل غلام پر حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض اٹھایا کہ تقاضۂ شرع یہی ہے کہ قتل صرف اسی بالغ کا کیا جائے گا جس کا کفر ثابت ہو خواہ اعتراف سے یا گواہی سے اور ان پر ان کے علم کی وجہ سے اعتراض نہ تھا، حضرت خضر علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا

وما فعلته عن امری — اور میں نے یہ کچھ اپنے حکم سے نہ کیا

(کہف، ۸۲)

تو یہاں بھی عمل و فعل کا ذکر ہے نہ کہ علم کا

Marfat.com

مشاہدہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام

اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے
کہ جب انہوں نے آسمانوں اور زمین کی سلطنتوں کا مشاہدہ کیا تو ان اشیاء کے حقائق
ان پر روشن کیے گئے اور وہ ان کے باطن سے آگاہ ہوئے تو تقاضہ حقیقت پر عمل کا
انہوں نے ارادہ کیا تو اللہ تعالی نے انہیں اس سے منع فرمادیا یہ اسی لئے تھا کہ انہیں
صرف ظاہر پر حکم دے کر مبعوث کیا گیا نہ کہ باطن پر حکم اگر چہ وہ باطن پر مطلع اور اسے
انہوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا تھا

بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہیں صرف باطن پر فیصلہ کی پابندی تھی اور
ظاہر پر فیصلہ نہیں کر سکتے اگر چہ اس کا علم رکھتے ہیں

جیسے حضرت خضر علیہ السلام، صحیح بخاری و مسلم کے مطابق اسی لئے
حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا مجھے اللہ تعالی نے ایسا علم
دیا ہے جو تمہارے جاننے کے مناسب نہیں اس سے مراد یہ ہے

لا یصلح لک ان تنفذہ	تمہارے لئے اس پر عمل اور اس کے
وتحکم بہ لانک لم تبعث	مطابق حکم اور فیصلہ مناسب نہیں کیونکہ
لتحکم بہ وان علمتہ ، انما	تمہاری بعثت اس پر فیصلہ کے لئے نہیں
بعثت لتحکم بالظاہر	اگر چہ تمھیں اس کا علم ہے تمہاری بعثت
	فقط ظاہر پر فیصلہ کے لئے ہے

فرمایا اور تمہیں اللہ تعالی نے ایسا علم دیا ہے جو میرے جاننے کے مناسب نہیں یعنی

Marfat.com

لا يصلح لی ان انفذه میں اس کے مطابق فیصلہ وحکم جاری نہیں کر
واحكم بمقتضاه لانی لم سکتا کیونکہ میری بعثت اس پر حکم کے لئے
ابعث لاحكم به وان علمته نہیں اگر چہ میں اس کا علم رکھتا ہوں البتہ
انما بعثت لاحكم بالباطن میری بعثت باطن پر فیصلہ کے لئے ہے

اس حدیث کی یہی تشریح شیخ الاسلام امام سراج الدین بلقینی نے کی ہے اور یہی ضروری ہے اس لئے کے ذہن میں یہ تصور ہی محال ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اتنی شریعت بھی نہ جانتے تھے کہ بالغ ثابت شدہ کافر کا ہی قتل جائز ہے بلکہ وہ قطعاً یہ جانتے تھے ان کا مقصود یہ تھا اس امر کی تنفیذ اور اس کے تقاضا کے مطابق حکم کا اجرا مناسب نہیں کیونکہ ان کی بعثت اس کے ساتھ نہیں، اس لیے دونوں نے کہا تیرا اسے جاننا مناسب نہیں میرا اسے جاننا مناسب نہیں یعنی

لا يليق ولا يسوغ ولايجوز عدم اجازت کی وجہ سے یہ جائز اور مناسب
لعدم الاذن فی ذلک نہیں

لیکن یہ نہیں کہا

لا تعلمه ولا اعلمه تم اسے نہیں جانتے اور میں اسے نہیں جانتا

اس تشریح وتاویل حدیث کی طرف اہل علم نے رہنمائی کی ہے اور انھوں نے امر الہی سے تنفیذ، فیصلہ اور عمل مراد لیا ہے، صدر کلام کے جملہ پر ہی مضمون حدیث دال ہے اور جو اس جملے سے مقصود ہے بعینہ یہی معنی مقصود ہے نہ کہ اس کا غیر، اس کی طرف ہمارا یہ قول متوجہ کرتا ہے **بدليل قصة موسى مع الخضر** (اس پر دلیل حضرت موسی علیہ السلام کا حضرت خضر کے ساتھ واقعہ ہے) کیونکہ دلیل کے لئے مدلول کے

Marfat.com

مطابق ہونا ضروری ہے

پھر کلام (جمعت له الشريعة و الحقيقة) میں حرف لام ہے جو ملکیت واختصاص پر دال ہے جو حکم کے ہی مناسب ہے حرف ،،فی ،، یا عند نہیں جو مظروف مثلاً علم کے مناسب ہیں

پھر جملہ کا عطف ایسے جملوں پر ہے جن سے مقصود عمل وحکم ہے نہ کہ علم

تو جس کے ذہن میں یہ گیا کہ کلام کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے علم شریعت اور علم حقیقت جمع کر دیا گیا مگر باقی انبیاء علیہم السلام میں یہ نہیں، وہ نہایت ہی گمراہ اوران چیزوں سے جہل کبیر کا مالک ہے

۱۔ متون احادیث

۲۔ مسئلہ میں اہل علم سے منقول

۳۔ حضرت خضر کے کلام اوراس کی احسن تاویل وتوجیہ

۴۔ فقہ

۵۔ اصول فقہ

۶۔ اصول دین

۷۔ لغت۔ معانی حروف اور مدلولات الفاظ میں فرق

۸۔ علوم بلاغت جس سے عبارت کے اسرار سمجھے جاتے ہیں

۹۔ اصطلاحات مصنفین اور جملوں اور کلام کی ترتیب

۱۰۔ تصوف، کیونکہ اگر یہ شخص اس میں محقق ہوتا تو اسے معلوم ہوتا یہاں شریعت سے حکم ظاہر اور حقیقت سے حکم باطن مراد ہے نہ کہ وہ علوم (علم شریعت وحقیقت) مراد ہے جو

Marfat.com

اصطلاح ہی حادث ہے اور نہ وہ علم جو وصف حادث اور قائم بالذات ہے پھر عبارت میں لفظ علم موجود ہی نہیں تو معترض یہ لفظ کہاں سے لے آیا اور اعتراض جڑ دیا، اپنی طرف سے عبارت بنا کر اس پر اپنی مرضی کے مطابق مرتب کرنا کہاں جائز ہے؟ ایسے آدمی کیلئے کثرت علم کہاں یہ تو سوء فہم اور جہل ظاہر رکھتا ہے اگر اس سے دین الٰہی میں استنجا وغیرہ کے بارے میں سوال ہو تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکتا

صوفی کون؟

بہت سارے لوگوں کا خیال ہے جو کتب تصوف کا مطالعہ کرے کچھ ان میں پڑھے اور ان پر کچھ لکھ دے تو اسے صوفی کہا جاتا ہے حالانکہ معاملہ یوں نہیں ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے نکہ میں داخل ہونا محال ہے ایسے ہی اسے صوفی کہنا محال ہے کیونکہ تصوف علم حال ہے نہ کہ علم مقال وہ تو ان محاسن اخلاق سے مزین ہو جانے کا نام ہے جو احادیث نبویہ میں ہیں، اس لئے علماء نے فرمایا

التصوف ارتكاب كل خلق سني وترك خلق دني

ہر اعلیٰ اخلاق کا اپنانا اور ہر گھٹیا اخلاق کا ترک، تصوف ہے

بعض آئمہ نے فرمایا، تصوف، ، حدیث اور اصول دین سے مرکب علم کا نام ہے تو جو احادیث نبویہ کا ماہر اور ان پر عمل پیرا اور اس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق ہے وہی صوفی ہوگا

جو علم حدیث کا ماہر ہے مگر اصول دین سے آگاہ نہیں وہ محدث کہلاتا ہے جو اصول دین کا ماہر ہو مگر حدیث کا ماہر نہیں اصولی یا متکلم کہلائے گا

ان دونوں میں سے کسی کو صوفی قرار نہیں دیا جا سکتا جب دونوں کا اجتماع ہو کہ حدیث کا

Marfat.com

بھی ماہر اور ان پر عمل پیرا ہو اور اصول سے واقف، عقیدہ صحیح رکھتا ہو وہ صوفی ہوگا اسی وجہ سے بعض متقدمین نے کہا انسان اس راستہ پر کامل تب تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ احادیث رسول ﷺ کو محفوظ اور بطریق اہل سنت ضروری اعتقادات کو نہ جانے

اب تو متعدد مدعیان تصوف سے اگر بول براز سے پاکیزگی کا سنت طریقہ پوچھا جائے تو وہ نہیں جانتے چہ جائیکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے تمام معمولات مثلاً عبادات، عادات، کھانا، پینا، پہننا، حرکات وسکنات، خاموشی و بیداری، نیند، بیٹھنا، قیام، چلنا، اور اہل کے ساتھ گزران وغیرہ سے واقف ہو

خربوزہ نہ کھایا

کیا تمہیں علم نہیں حضرت جنید رحمہ اللہ تعالے نے خربوزہ نہیں کھایا کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کیسے کھایا حالانکہ اصلاً آپ ﷺ کا کھانا ثابت ہے انھوں نے اپنے دور کے حفاظ حدیث سے رسول اللہ ﷺ سے اسے کھانے کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے بتایا ایسی کوئی شئی موجود نہیں

ایک آدمی مجھے ملا اور سوال کیا تو میں نے کہا کہ تم سنت میں اولاً کامل ہو کہنے لگا ہاں میں کامل ہوں میں نے پوچھا آپ ﷺ کے بیٹھنے کی کیفیت کیا تھی؟ تو اسے اس کا علم نہ تھا تو اس کی غلطی اس پر واضح کی۔

کامل صوفیہ کی شان

کامل صوفیہ کی شان یہ ہے کہ وہ ہر حال میں سنت نبوی کو ضائع نہیں کرتے اس کے ترک کے لئے سستی نہیں کرتے خواہ اس کی حکمت سے آگاہ ہوں یا نہ ہوں کیونکہ یہ ان کے مزید علم کا سبب ہے جب انسان کسی سنت پر عمل کرتا ہے تو اللہ

Marfat.com

تعالی اسے دوسری سنت پر عمل کی رغبت دیتا ہے جس پر وہ پہلے عمل پیرا نہ تھا، جیسا کہ اہل علم نے کہا

الحسنة بعد الحسنة ثواب نیکی کے بعد نیکی، نیکی کا اجر ہے اور برائی

الحسنة والسئية بعد السئية کے بعد برائی، برائی کی سزا ہے

عقوبة السئية

بندہ کئی سال حضور ﷺ کے کھجور کھا کر گھٹلی تھال میں رکھنے سے منع کی حکمت سے آگاہ نہ تھا تو اللہ تعالی نے بعض آئمہ حدیث کے کلام سے اس کی حکمت سے آگاہ فرمادیا

صوفیہ کی دو اقسام

واضع رہے صوفیہ کی دو اقسام ہے

ا۔ صوفیہ سنت

مثلاً حضرت جنید اور ان کے متعبین، یہ کامل لوگ ہے جو اللہ تعالی کی مخلوق میں منتخب لوگ ہے ان کی عمریں حضور ﷺ کے طریق و آثار کی تلاش اور ان پر عمل میں گزریں اور اعلیٰ سے اعلیٰ قرار پائے ۔

۲۔ متصوفہ فلاسفہ

ان کی اصل یونانی کفار ہیں یہ اہل حکمت و عقل تھے یہ زھد اور رھبانیت میں چلے گئے ان کے زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا، انھوں نے انھیں شریعت کی طرف بلایا تو انکار کرتے ہوئے بطور تکبر کہنے لگے ہم تیری تعلیمات سے بے نیاز ہیں کیونکہ ہم وہیں کہتے ہیں جو تم کہتے ہو بلکہ جو تم لائے ہو ہم اس سے

Marfat.com

اضافی مانتے ہیں مثلاً ہم بطور شفقت حیوان کا ذبح جائز نہیں مانتے ہیں حالانکہ تم مانتے ہولھذا انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالی نے انھیں گمراہ قرار دیتے ہوئے ان پر شیطان کو مسلط کر دیا جو انھیں ان ریاضات میں فاسد اعتقادات کی طرف لے گیا مثلاً روح قدیم ہے، عالم قدیم ہے ھیولی اور وحدت مطلقہ کے قائل ہو گے

جب اسلام آیا تو کامل صوفیہ کی جماعت سامنے آئی تو ایک جماعت نے ان کی مشابھت اختیار کی مگر ان پر احادیث و آثار کی تلاش مشکل اور سنن پر چلنا اور ان کی محافظت دشوار نظر آئی تو انھوں نے فلاسفہ متصوفہ والا طریق اپنا لیا جس میں عمل و مشقت نہایت ہی کم تھی اس طائفہ کا سربراہ فیلسوف ابن سینا تھا جس کے بارے امام ابن صلاح نے فتاویٰ میں لکھا ہے

انہ لم یکن عالما وانما کان شیطانا من شیاطین الانس	یہ عالم دین نہ تھا بلکہ انسانی شیاطین میں سے ایک شیطان تھا

اس نے فلاسفہ کا راستہ اختیار کیا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو اس کے دور اور بعد کچھ نے اس کی اتباع کی اسی سبب آئمہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے انھوں نے کتب لکھیں جن میں کامل صوفیہ سنت اور گمراہ صوفیہ فلاسفہ کے درمیان فرق اور دونوں کے احوال کی خوب تفصیل لکھی ،اولین کی ثناء اور ان کی اتباع پر لوگوں کو ابھارا اور دوسروں کی مذمت کر کے ان کی گمراہی سے بچنے کی تلقین کی اور ہمیشہ سے سلف وخلف آئمہ نے اس پر خوب محنت کی ، رہا ہمارا زمانہ بہت سارے مدعیان تصوف میں تصوف کی کوئی بھی شئی نہیں پائی جاتی وہ تو رسول اللہ ﷺ کے طریقوں

Marfat.com

ومعمولات سے آگاہ ہی نہیں چہ جائیکہ ان پر عمل پیرا ہوں اِدھر اُدھر سے کتب دیکھ لیں اور ان میں سے کچھ چیزوں کا انتخاب کر کے اس پر چل پڑتے ہیں اسی وجہ سے تم دیکھو گے ان پر تاریکیوں پر تاریکیاں ہیں کہیں ان پر انوار سنت کی دمک نہیں نہ ان کا باطن صاف ہے کہ اس سے ان کا ظاہر منور ہو، ان میں سے جاہل، وحدت مطلقہ اور روح کو قدیم کہتے دندناتے پھر رہے ہیں

اور ان کے سامعین تین طرح کے لوگ ہیں

۱۔ جاہل عام لوگ جو صالحین سے حسن ظن رکھتے ہیں وہ گفتگو سن کر اسے خیر محسوس کرتے ہیں ان کے خالی دل میں وہ باتیں اسقدر پختہ ہو جاتی ہے کہ ان کے لئے وہ تلوار کے ساتھ جہاد ضروری سمجھنے لگتے ہیں جب کوئی رہبر عالم اس کے ترک اعتقاد کے لئے سمجھائے تو کہتے ہیں یہ صالحین کا بے ادب و گستاخ ہے

۲۔ کچھ فقیہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ باتیں شریعت کے مخالف ہیں لیکن ان کا مطالعہ و ذہن وسیع نہیں ہوتا تو وہ اپنے ذہن کے مطابق لوگوں کو ہانکتے ہیں حتی کے دنیا شور سے بھر جاتی ہے وہ ہر صوفی کو کافر اور ہر صالح کے بارے میں سوء ظن رکھتے ہیں اگر ان کے اختیار میں ہو تو وہ تلوار لیکر ان کے خلاف نکل آئیں لیکن وہ معذور ہیں کیونکہ فقیہ مخالف شرع سننے کی طاقت نہیں رکھتا چہ جائیکہ وہ اسے رتبہ عالیہ پر محسوس کرتے ہوئے ان کی موافقت کرے البتہ تمام صوفیہ کے بارے سوء ظن میں معذور نہیں کیونکہ تمام لوگ ایک جیسے نہیں ہوا کرتے

۳۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو تمام علوم کے ماہر ہیں ان کا مطالعہ وسیع ہے اور علوم میں ید طولیٰ رکھنے والے ہیں وہ تمام امور کو اصول و فروع کے ساتھ جانتے ہیں لوگوں کے

Marfat.com

مختلف طرق اور ان کے مشتبہ عقائد واھوا سے آگاہ ہوتے ہیں اور وہ ہر قول کو اسکا مقام دیتے ہیں تو یہ ہر معاملہ کو اچھی طرح پرکھ کر ہر انسان کے استحقاق کے مطابق حکم لگاتے ہیں جب کوئی مدعی تصوف آتا ہے تو اولاً اسکی حرکات وسکنات، گفتگو اور خاموشی کو دیکھتے ہیں اگر اس کی روش بطریق سنت ہو، مقام حرکت پر حرکت، مقام سکون پر مقام سکون، مقام بیان پر گفتگو، مقام سکوت پر مقام سکوت ہر امر کو اپنی جگہ اور ہر شئی کو اس کے مقام پر رکھتا ہے تو اس کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور اس کے علوم کا تتبع کرتے ہیں اگر وہ صفت کمال پر ہو تو اس کی تعظیم واکرام بجالاتے ہیں

اور اگر اسے وہ تارک سنت جانیں تو اسے سنن کے بارے میں سوال کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ اس پر جہالت کی وجہ سے تارک ہے یا ان کا علم رکھتا ہے اگر وہ سنن سے جاہل ہے تو اسے انھیں سیکھنے کا کہتے ہیں اور اگر وہ ان کا عالم ہے تو اسے ان کے ترک پر ناراض ہوتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ وہ نصیحت قبول بھی کرتے ہیں یا ان پر گراں گزر رہا ہے؟ پھر ان کے اعتقادات معلوم کرتے ہیں اگر وہ متصوفہ فلاسفہ کی طرف مائل ہو تو وہ بطور خیر خواہی ان کی رہنمائی کرتے ہیں اس کا بطلان وگمراہی آشکار کرتے ہیں اگر وہ قبول کرلے تو فبہا اور خوب، اور اگر اسے سنت، احادیث، آپ ﷺ کے آثار اور آثار صحابہ سے جاہل، احکام شریعت سے جاہل پائیں اور وہ نامناسب اشیاء سے مالا مال ہو، اسکی غرض، جھوٹی شہرت، دعوی باطل رکھتا ہو کہ لوگوں میں گھٹیا پن کے بعد اس کے ذکر اور مخفی ہونے کے بعد شہرت ہو تو اسے خبیث اور بندر اور قطط میں شامل سمجھتے ہیں

وما للمرء خير من حياة　　اذا ماعد من سقط المتاع

(اس وقت بندے کی حیات میں خیر نہیں رہتی جب اسے غیر مستعمل سامان سمجھا جائے)

Marfat.com

سب رسولوں سے اعلیٰ
ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مُصنّف
سُلطان العُلماء عز عبدُ العزیز بن عبدُ السّلام شافعی

ترجمہ
مُفتی مُحمّد خان قادری

Marfat.com

Marfat.com

مصنف اور کتاب کا تعارف

نام : امام عز عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی الشافعی

لقب : سلطان العلماء، شیخ الاسلام

ولادت : ۵۷۸ ہجری

وصال : ۶۶۰ ہجری

اساتذہ

شیخ عبدالرحمن بن محمد ابن عساکر، قاضی جمال الدین حرستانی، شیخ عبداللطیف بغدادی، شیخ سیف الدین علی بن ابی علی امدی

علمی مقام

تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، ادب اور دیگر فنون کے جامع تھے حتیٰ کہ ان کے بارے میں مشہور ہے۔

انہ بلغ مرتبۃ الاجتہاد — یہ درجہ اجتہاد پر فائز تھے۔

(مقدمہ ۷)

تلامذہ

شیخ الاسلام بن دقیق العید، امام علاء الدین الباجی، شیخ شہاب الدین ابو شامہ، شیخ تاج الدین بن الفرکاح، حافظ ابو محمد الدمیاطی، حافظ ابو کبیر بن مسدی، علامہ ابو محمد عبداللہ القفطی

Marfat.com

تصانیف

۱- الاشارة الایجاز فی بعض انواع المجاز
۲- فوائد فی مشکل القرآن
۳- الترغیب عن صلاة الرغائب الموضوعة
۴- الفتاوی المصریه
۵- الفتاوی الموصیله
۶- قواعد الاحکام فی مصالح الانام
۷- ترغیب اهل الاسلام فی سکنی الشام
۸- الامام فی ادلة الاحکام
۹- الغایه فی اختصار النهایه
۱۰- الفرق بین الاسلام والایمان
۱۱- شرح منتهی السؤل والامل لابن حاجب
۱۲- بدایة السؤل فی تفضیل الرسول

کتاب کی اہمیت

اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت ہی قیمتی کتاب ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے فضائل و کمالات پر مشتمل ہے جن کی معرفت آپ کے ساتھ ایمان اور محبت و عقیدت میں اضافہ کا سبب ہے۔ شیخ عبداللہ سراج الدین شامی آپ کے فضائل و شمائل کی علمی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ام لم یعرفوا رسولهم فهم له منکرون

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ کیا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں تو وہ اس کے منکر ہو

Marfat.com

ان حقا" علی جمیع العقلاء المکلفین ان یتعرفوا الی ھذا الرسول الکریم وشمائله الحمیدة وخصائله المجیدة وذالک لوجوه متعددة : الوجه الاول ان اللّٰه تعالٰی امر العباد ان یومنوا بھذا الرسول الکریم ﷺ فقال (امنوا باللّٰه ورسوله والنور الذی انزلنا واللّٰه بماتعملون خبیر) والایمان به ﷺ یتطلب من العبادان یعرفوا فضل ھذا النبی الکریم ورفعة مسنواه علی غیره وما اسبغ اللّٰه تعالٰی علیه من الکمالات النفسیة وما ادبه من الاداب الکریمة الرضیة وما وھبه من الخلق العظیم والخلق الحسن الکریم وما ابدع فیه سبحانه من المحاسن وجمع فیه مجامع الکمالات' فجعل جوھره الکریم عالیا" علی سائرالا فراد والا جناس بحیث لاینقاس بغیره من الناس

تمام اہل عقل و بلوغ پر لازم ہے و فرض ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس اور آپ کے شمائل حمیدہ اور خصائل مجیدہ سے آگاہ ہوں اس کی متعدد وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کو رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ ایمان لاؤ اللہ پر' اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل فرمایا اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ آپ پر ایمان لانا یہ تقاضا کرتا ہے کہ بندے آپ کے فضائل اور بلند درجات سے آگاہ ہوں۔ اللہ تعالٰی نے آپ کو جو ظاہری کمالات ذاتیہ' باطنی آداب و کمالات' خلق عظیم اور حسن خلق' عمدہ محاسن' تمام کمالات کا جامع بنایا ہے ان تمام کو جاننا اور تسلیم کرنا ضروری ہے۔ آپ کو اللہ تعالٰی نے تمام افراد اور مخلوقات پر اس طرح بلند فرما دیا ہے کہ کسی دوسرے کو آپ کے مقابل نہیں لایا جاسکتا۔

Marfat.com

(سیدنا محمد رسول اللہ' ۴)

شیخ ناصر الدین البانی نے ان الفاظ میں اسی بات کی تصریح کی ہے۔

انني اعتقد ان كل مسلم صادق في اسلامه لابدله من ان يتعرف على جملة طيبة من المكارم النبي اكرم الله بهانبيه' والفضائل التي فضله بهاعلى العالمين' من الجن والناس اجمعين' بل والملائكة المقربين' بادلة ثابتة في الكتاب والسنة والنظر السليم فيهما' ولاستنباط منهما' فان ذلک ممايزيده بلاشک۔ ايمانا وحبا مخلصا لنبي ﷺ هذا الحب الذي هو شرط اساسي ان يستقر في قلب المومن مقرونا بحب الله تعالٰى الذي تفضل بارساله الينا وامتن وله المنة۔ بذلک علينا۔ فقال تبارک و تعالٰى هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين "

(مقدمہ' ۴)

میرا یہ عقیدہ ہے کہ مخلص مسلمان کے لیے لازم و ضروری ہے کہ کتاب و سنت کے دلائل اور ان میں صحیح نظر و فکر کے ساتھ اسے ان تمام پاکیزہ مکارم کا علم ہو جن سے اللہ تعالٰی نے آپ کو نوازا ہے اور ان فضائل سے آگاہ ہو جن کی وجہ سے اللہ تعالٰی نے آپ کو تمام جہاں انس و جن بلکہ تمام مقرب فرشتوں پر فضیلت بخشی ہے کیونکہ یہ آگاہی یقیناً انسان کے لیے آپ پر ایمان اور آپ کے ساتھ محبت میں حسن اخلاص کا ذریعہ ہے اور محبت کے بارے میں بنیادی شرط ہے کہ وہ مومن کے دل میں اس طرح راسخ ہو جائے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالٰی کی نسبت متصل ہو اس بنا پر کہ اس ذات نے آپ کو فضیلت بخشی اور ہم میں مبعوث فرما کر احسان فرمایا اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے هوالذي بعث في الاميين رسولا منهم

Marfat.com

کتاب کی ثقاہت

شیخ ناصر الدین البانی اس کتاب کی ثقاہت کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

انها رسالة لطيفة جداً جمع فيها المؤلف رحمه الله تعالىٰ اكثر من اربعين فضيلة من فضائل النبی ﷺ وما اكثرها وقداستقصاها السيوطی رحمه الله فی الخصائص الكبرى فی ثلاث مجلدات كبار قسم كبير منها من دلائل النبوة لابی نعيم الاصبهانی ودلائل النبوة لامام البيهقی وفی هذه الكتب الثلاثة بخاصة الاول منها كثير من الاحاديث الضعيفة والموضوعة بخلاف رسالة المؤلف هذه فانهانخبة ممتازة ليس فيها بفضل الله مايمكن القطع بضعفه بل جله ان لم اقل كله صحيح ثابت

(مقدمہ ' ۱۲)

یہ رسالہ نہایت ہی خوبصورت ہے اس میں مصنف رحمتہ اللہ تعالی نے آپ کے چالیس سے زائد فضائل کو جمع کیا ہے۔ امام سیوطی نے اس موضوع پر الخصائص الکبری تین جلدوں میں لکھی ہے۔ اسی طرح اس موضوع پر دو ضخیم کتب امام ابونعیم کی دلائل النبوۃ اور امام بیہقی کی دلائل النبوۃ بھی ہیں ان تینوں کتب خصوصاً پہلی میں بہت سی احادیث ضعیف اور موضوع ہیں' بخلاف اس رسالہ کے کیونکہ یہ اس حوالے سے نہایت ہی ممتاز ہے اس میں اللہ کے فضل سے کوئی ایسی حدیث نہیں جسے یقینی طور پر ضعیف کہا جاسکے بلکہ اس کی تمام روایات صحیح اور ثابت ہیں۔

کچھ ترجمہ کے بارے میں

اللہ تعالی کی توفیق و رسول اللہ ﷺ کی نظر عنایت سے کافی عرصہ سے یہ کوشش جاری ہے کہ جو بھی عربی کتاب آپ کے شمائل و فضائل اور کمالات پر

Marfat.com

ملے اسے اردو زبان میں ڈال لیا جائے تاکہ اردو خوان حضرات اس سے استفادہ کر سکیں۔ سلطان العلما کی یہی کتاب شیخ ناصر الدین البانی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۹۱ء میں بندہ کو یہ حاصل ہوئی اس کا ترجمہ ایک ساتھی کے ذمہ لگایا لیکن وہ توجہ نہ دے سکے' اس عرصہ میں کافی دفعہ خیال آیا کہ چند دنوں کا کام ہے اسے ہونا چاہیے مگر ہوتا ہے وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو۔ اسی صفر کے آخری دنوں جامعہ اسلامیہ لاہور میں بندہ کو فون پر اطلاع ہوئی کہ محترم الحاج محمد عارف قادری ضیائی نے مدینہ منورہ سے آپ کے لیے کچھ کتب بھیجیں ہیں وہ آپ کو کہاں پہنچایں جائیں۔ بندہ نے شادمان کا اپنا پتہ دے دیا۔ ایک دن جامعہ سے گھر واپس آیا تو محترم قادری صاحب کا تحفہ موصول ہوا جس میں دیگر کتب کے علاوہ یہ کتاب بھی تھی۔ عصر کے بعد جب میں دفتر بیٹھا تو خیال آیا کیوں نہ اس کتاب کا ترجمہ کر دیا جائے بس شروع ہونے کی دیر تھی چند گھنٹوں میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرما دی۔ کیم ربیع الاول ۱۴۱۷ کی رات کو سونے سے پہلے کچھ فجر کی نماز کے بعد اور تقریباً ڈیڑھ صفحہ کے قریب جامعہ میں جا کر ترجمہ کیا۔ اس طرح یہ کام مکمل ہو گیا

محمد خاں قادری
جامعہ اسلامیہ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ پر احسان و کرم اور اپنے ہاں آپ کا جو مقام ہے اس سے آگاہ فرماتے ہوئے فرمایا۔

وانزل اللّٰه علیک الکتاب والحکمة وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللّٰه علیک عظیما	"اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔"

(النسا' ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے بعض رسولوں پر بعض کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

منھم من کلم اللّٰه ورفع بعضھم درجات	ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔"

(البقرہ' ۲۵۲)

پہلی فضیلت در فضیلت کی تصریح ہے۔ دوسری کو درجات کے ساتھ تعبیر کرتے ہوئے نکرہ رکھا جو کثرت تعظیم و درجات پہ دال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو متعدد وجوہ کے اعتبار سے فضیلت عطا فرما رکھی ہے۔

۱۔ آپ تمام کے سردار ہیں

پہلی فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام انبیا کے سردار و سربراہ ہیں۔ آپ کا فرمان ہے۔

Marfat.com

انا سید ولد آدم ولافخر — میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں مگر اس پر فخر نہیں
(صحیح ابن حبان ۶۲۴۲)

سربراہ وہی شخص ہو سکتا ہے جو تمام سے بلند صفات اور اخلاق عالیہ سے متصف ہو۔ یہ فرمان بتا رہا ہے کہ آپ دونوں جہانوں میں افضل ہیں۔ دنیا میں اس لیے کہ آپ اخلاق مذکورہ سے متصف ہیں اور آخرت میں اس لیے کہ وہاں جزا اوصاف و اخلاق کے مطابق ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں مناقب و شمائل اور آخرت میں مراتب و درجات میں فضیلت بخشی تو آپ نے فرمایا "انا سید ولد آدم ولا فخر" تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو آپ کا مقام و مرتبہ ہے اس سے امت آگاہ ہو جائے۔

چونکہ اکثر طور پر اپنے مناقب بیان کرنے والے لوگ بطور فخر بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے "ولا فخر" فرما کر اس بات کا قلع قمع فرما دیا کہیں کوئی جاہل یہ وہم نہ کرے کہ آپ نے بطور فخر ایسا فرمایا ہے۔

۲۔ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھوں میں ہوگا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وبیدی لواء الحمد یوم القیامۃ ولافخر — روز قیامت حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا مگر مجھے فخر نہیں
(سنن ترمذی۔ ۳۱۴۸)

۳۔ حضرت آدم اور تمام لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آدم فمن دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ ولافخر — حضرت آدم اور تمام انسان روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔
(مسند احمد، ۲۶۸۷)

Marfat.com

یہ تمام خصائص بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ میں سیدنا آدم اور دیگر انبیا سے بلند ہیں اور فضیلت کا معنی یہی ہوتا ہے کہ انسان مناقب و مراتب میں خصوصی مقام رکھتا ہو۔

۴۔ مغفرت کی خوشخبری

آپؐ پر اللہ تعالٰی کا یہ انتہائی کرم ہے کہ اس نے آپؐ کو دنیا میں ہی بشارت عطا فرما دی کہ آپؐ کے اگلے پچھلے تمام معاملات پر مغفرت و بخشش ہے۔ باقی کسی نبی کے بارے میں ایسی کوئی خوشخبری منقول نہیں بلکہ ظاہر یہی ہے کہ انہیں اس بات سے آگاہ نہیں کیا گیا کیونکہ روز محشر جب ان سے شفاعت کی درخواست کی جائے گی تو ہر کوئی اپنی لغزش کا تذکرہ کرتے ہوئے نفسی نفسی کہے گا' اگر انہیں کسی ایسی بات کی اطلاع دی گئی ہوتی تو وہ کبھی لوگوں کی غمخواری میں تاخیر نہ فرماتے۔

واذا استشفعت الخلائق بالنبی ﷺ فی ذلک المقام قال انا لها	جب اس مقام پر تمام مخلوق نبی اکرم ﷺ سے شفاعت چاہے گی تو آپؐ فرمائیں گے میں اسی لیے ہوں۔

۵۔ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں

آپ سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور آپؐ کی شفاعت مقبول ہوگی یہ چیز بھی آپ کی تخصیص و تفضیل پر شاہد ہے۔

۶۔ دعا میں ایثار

ہر نبی کے لیے اللہ تعالٰی نے فرمایا تم جو دعا کرو میں اسے قبول کروں گا' ہر نبی نے اسی دنیا میں وہ دعا کر لی مگر ہمارے نبی ﷺ نے وہ دعا امت کی شفاعت کی خاطر محفوظ رکھ لی۔

Marfat.com

۷- اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم اٹھائی

اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام زندگی کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا۔

لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون (الحجر' ۷۲) اے محبوب تیری عمر کی قسم وہ یقیناً اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں

کسی کی زندگی کی قسم اٹھانا شاہد ہے کہ قسم اٹھانے والے کے ہاں اس کی کتنی عزت و وقار ہے۔ آپ کی حیات مبارکہ واقعتاً اس لائق ہے کہ اس کی قسم اٹھائی جائے کیونکہ جو عمومی و خصوصی برکات اس میں ہیں وہ کسی اور کے لیے کہاں ثابت ہیں؟

۸- اعلیٰ خطاب کے ساتھ عزت بخشی

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو خطاب فرمایا تو اس میں آپ کے پیارے پیارے اسما اور القاب سے نوازا مثلاً یاایھا النبی' یا یھا الرسول یہ خصوصیت صرف آپ کو حاصل ہے کسی اور کے لیے ثابت نہیں بلکہ دیگر انبیا علیہم السلام کو ان کے ناموں سے بلایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا آدم اسکن انت وزوجک۔ یا عیسٰی ابن مریم اذکر نعمتی علیک۔ یا موسٰی انی انا اللہ۔ یا نوح اھبط بسلام۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ یا ابراہیم قد صدقت الرویا۔ یا لوط انا رسل ربک۔ یا ذکریا انا نبشرک۔ یا یحیٰی خذالکتاب

اور یہ بات ہر ایک پر آشکار ہے جب کوئی آقا اپنے بندوں میں سے کسی کو افضل صفات و اعلیٰ القابات سے بلائے اور دوسروں کو ان کے ایسے ناموں سے جن میں کوئی اہم نضیلت نہ ہو تو جسے افضل و اعلیٰ القابات سے بلایا جا رہا ہے اس کا آقا کے ہاں مقام زیادہ ہے اور یہ عرفاً" معلوم ہے کہ جسے اس کے افضل اوصاف سے بلایا جاتا ہے بلانے والے کے ہاں اس کی بہت عزت و احترام ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کسی شاعر نے خوب کہا۔

Marfat.com

لاندعنی الا بسا عبدھا   فانہ احسن اسمائی

(اے آقا مجھے تو اپنا بندہ کہہ کر بلا لے کیونکہ مجھے یہ نام سب سے پسند ہے)

۹- آپ کا زندہ معجزہ قرآن ہے

ہر نبی کا معجزہ ختم ہوگیا مگر سید الاولین ولاخرین کا معجزہ قرآن مبین تاقیامت زندہ اور باقی ہے۔

۱۰- پتھر کا سلام اور کھجور کا رونا

آپؐ کی خدمت میں پتھر نے سلام کیا۔ آپؐ کے فراق میں کھجور کا تنا رویا اور یہ چیز کسی اور نبی کے لیے ثابت نہیں۔

خذما تراہ ودع شیئا سمعت بہ

(جسے تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اسے مضبوطی سے تھام لے اور جو سنا ہوا ہے اسے چھوڑ دے)

۱۱- اکمل معجزات

آپؐ کو جو معجزات عطا ہوئے وہ دوسروں کے معجزات سے اعجاز میں بڑے کامل ہیں مثلاً انگلیوں سے چشمہ کا جاری ہونا' پتھر سے پانی جاری ہونے سے افضل ہے کیونکہ پتھروں سے چشمے جاری ہوتے رہتے ہیں لہٰذا آپؐ کا معجزہ انگلیوں سے پانی جاری ہونا یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے اعلیٰ ہے جس میں پتھر سے پانی جاری ہوا۔

۱۲- آنکھوں کی بینائی لوٹانا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے لیکن وہاں آنکھ اپنے مقام پر ہوتی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کی یہ شان و عظمت ہے کہ آپؐ نے رخسار پر بہہ جانے والی آنکھ کو واپس لوٹا دیا۔ اس میں دو طرح کا معجزہ ہے۔

Marfat.com

۱- آنکھ کے بہہ جانے کے بعد اسے اپنے مقام پر جوڑ دینا۔
۲- بینائی ختم ہو جانے کے بعد بینائی کا واپس لوٹانا۔

۱۳- ایمان کی زندگی عطا کرنا

جتنی اموات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بدنی زندگی عطا کی اس سے کہیں زیادہ رسول اللہ ﷺ نے مردہ کفار کو ایمان جیسی دولت عطا کی۔ حیات ایمان اور حیات میں جو فرق ہے وہ واضح ہے۔

۱۴- سب سے زیادہ اجر و ثواب آپ کو حاصل ہو گا

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے بارے میں یہ لکھ دیا ہے کہ اسے اس کی امت کے اعمال' احوال اور اقوال کے مطابق اجر ملے گا۔ آپؐ کی امت' اہل جنت کا نصف ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی امت کے بارے میں فرمایا ہے یہ امت بہتر امت ہے جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کیونکہ یہ معارف' احوال' اقوال اور اعمال کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے تمام سے بہتر ہے۔

کوئی معرفت' حال' عبادت' قول اور پرورش جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنتی ہے ایسی نہیں جس پر رسول اللہ ﷺ نے رہنمائی نہ فرمائی ہو اور آپ نے اس کی دعوت نہ دی ہو' تاقیامت اس کا اجر اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر آپؐ کو حاصل ہو گا۔ آپؐ کا فرمان ہے۔

من دعا الی ھدی کان لہ اجرہ واجر من عمل بہ الی یوم القیامۃ (المسلم' ۲۶۷۴)

جس نے کسی نیکی کی طرف رہنمائی کی اس کے لیے اس کا اجر ہے اور ہر اس شخص کا اجر بھی اسے ملے گا جس نے روز قیامت تک اس پر عمل کیا۔

حضرات انبیا علیہم السلام میں سے کوئی بھی اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچا۔

Marfat.com

حدیث میں یہ بھی آیا ہے۔

الخلق کلھم عیال اللہ فاحبھم الیہ انفعھم لعیالہ
(مجمع الزوائد۔ ۸، ۱۹۱)

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا خاندان ہے اللہ کو وہ سب سے محبوب ہے جو اس کے خاندان کو زیادہ نفع پہنچائے۔

آپؐ نے اہل جنت کے نصف کو جبکہ دیگر انبیا میں سے ہر نبی نے دوسرے نصف کے ایک جز کو نفع بخشا ہے۔ آپ کا مقام قرب الٰہی میں اس قدر بلند ہے جس قدر نفع میں بلند ہیں۔

امت کے ہر عارف کی معرفت حضور ﷺ کے معارف کی طرف منسوب ہوگی اور اس کا آپ کو اجر حاصل ہوگا۔

امت کے ہر صاحب حال کا حال، آپؐ کی احوال کی برکت سے ہے، اس کا اجر آپؐ کو ملے گا۔ امت کا کوئی صاحب مقال ایسا نہیں جس کا قول اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنے اور وہ آپؐ کے مقالات اور تبلیغ کا فیضان نہ ہو۔ اس کا اجر بھی آپ کو ضرور حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بننے والے اعمال، نماز، زکوٰۃ، غلاموں کی آزادی، جہاد، نیکی، معروف، ذکر، صبر، عفو اور درگزر میں کوئی ایسا عمل نہیں جس پر اجر آپؐ کو حاصل نہ ہو۔ امت آپ کے ارشادات عالیہ اور راہنمائی کی وجہ سے جو بھی درجہ عالیہ و رفیعہ حاصل کرے گی اس کا ثواب و اجر آپؐ کے لیے بھی ہوگا، جبکہ آپ کی امت میں جس نے کسی دوسرے کی رہنمائی کی اسے بھی عمل کرنے والوں کے مطابق اجر ملے گا اور آپؐ کو تو اس عمل کرنے اور رہنمائی کرنے والے دونوں کا اجر ملے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے

اسی لیے معراج کی رات رشک کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے کہ آپؐ کی امت، ان کی امت سے کثرت سے جنت میں جائے گی۔ بطور حسد نہ روئے جیسا کہ بعض جہال نے گمان کیا ہے، آپ کو تو اس پر رشک آیا کہ میں یہ مقام نہ پاسکا۔

Marfat.com

۱۵- تمام جن و انس کے رسول

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خاص قوم کی طرف بھیجا مگر آپؐ کو تمام جن و انس کا نبی بنایا' ہر نبی نے امت کو جو تبلیغ کی اس کا ثواب اسے ملے گا۔ ہمارے کریم آقا کو ان تمام کا ثواب ملے گا جن کی طرف آپؐ مبعوث ہوئے خواہ انہیں آپ نے بلاواسطہ تبلیغ فرمائی یا بالواسطہ اس لیے احسان جتلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا (الفرقان' ۵۱)

"اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈر سنانے والا بھیجتے

احسان یوں بنتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہر قریہ میں الگ الگ نبی بھیج دیتے تو آپؐ کو اسی قریہ والوں کا ثواب ملتا جس کی طرف آپ نبی ہوتے۔

۱۶- سدرۃ المنتہیٰ پر کلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور اور وادی مقدس میں کلام سے نوازا مگر ہمارے نبی ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر کلام کا شرف عطا فرمایا۔

۱۷- بعد میں آکر جنت میں پہلے

آپؐ نے فرمایا ہم دنیا میں آخر پر آئے ہیں' قیامت میں پہلے ہوں گے۔ ہمارا حساب تمام مخلوق سے پہلے ہوگا ہم جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ (سنن ابن ماجہ' ۱۰۸۳)

۱۸- سب سے پہلے روضہ اقدس سے اٹھنا

آپ نے اپنی سربراہی کا تذکرہ کرتے ہوئے روز قیامت کا ذکر کیا اور کہا میں روز قیامت اولاد آدم کا سربراہ بنوں گا۔

اول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع (المسلم' ۲۲۷۸)

سب سے پہلے میں روضہ انور سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے

Marfat.com

پہلے قبول کی جائے گی

۱۹- ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

آپ نے یہ بھی فرمایا روز قیامت تمام خلق خدا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی میری طرف رجوع کریں گے۔

۲۰- وسیلہ آپ کا مقام ہے

آپ نے فرمایا جنت میں وسیلہ نامی مقام کسی اللہ کے بندے کو ملے گا' امید کرتا ہوں وہ میں ہوں گا جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی اس کے لیے شفاعت ہے۔
(المسلم' ۳۸۴)

۲۱- ستر ہزار امتی بلا حساب جنت میں

آپ کی امت میں سے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں جائیں گے اور یہ چیز کسی اور کے لیے ثابت نہیں۔

۲۲- حوض کوثر اور حوض قیامت کی ملکیت

آپ کو جنت میں حوض کوثر کا اور میدان محشر میں حوض کا مالک بنا دیا ہے۔

۲۳- مناقب میں افضل و اعلیٰ

آپ نے فرمایا ہم آخری مگر سابق ہیں یعنی زمانہ کے لحاظ سے آخری اور مناقب و فضائل کے اعتبار سے پہلے ہیں۔

۲۴- مال غنیمت کا حلال ہونا

آپ کی خاطر مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا حالانکہ پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا۔ امت کی صفوں کو ملائکہ کی صفیں اور آپ کی خاطر تمام زمین کو سجدہ گاہ اور مٹی کو پاکیزگی عطا کر دی گئی۔ یہ تمام خصائص آپ کی بلند مرتبت اور امت پر رحمت و شفقت پر دال ہیں۔

Marfat.com

۲۵- اخلاق عظیمہ کے مالک

اللہ تعالیٰ نے آپ کے سیرت و کردار کی مدح فرماتے ہوئے فرمایا۔

وانک لعلی خلق عظیم (القلم' ۴) بلاشبہ آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔

جب کوئی بڑا کسی شی کو بڑا کہتا ہے تو یقیناً اس کی بڑائی میں خوب عظمت ہوگی اور جب سب سے بڑا کسی کو بڑا کہے تو اس وقت اس بڑائی کا کیا عالم ہوگا؟

۲۶- بلاواسطہ کلام کا شرف

اللہ تعالیٰ نے آپ سے تین طرح کلام فرمایا۔

۱- سچے خوابوں کی صورت میں۔

۲- بلاواسطہ کلام فرمایا۔

۳- جبرائیل امین کے ذریعہ سے۔

۲۷- سب سے جامع کتاب

آپ ؐ کو ایسی کتاب عطا فرمائی جو تمام کتب تورات' انجیل اور زبور پر جامع اور ان کے تمام مضامین کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ افضل کو افضل ہی عطا کیا جاتا ہے۔

۲۸- عمل کم' اجر زیادہ

آپ ؐ کی امت نے پہلوں سے عمل کم کیا ہے مگر اجر ان سے زیادہ پائے گی۔ جیساکہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔

۲۹- زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں

اللہ تعالیٰ نے زمین کے تمام خزائن کی چابیاں آپ ؐ کو دیں اور اختیار دیا کہ آپ ؐ چاہیں تو بادشاہ بن جائیں یا نبی عبد' آپ نے جبریل سے مشورہ کیا انہوں نے تواضع کی طرف اشارہ کیا آپ نے عرض کیا میں نبی عبد بننا چاہتا ہوں۔

اجوع یوما واشبع یوما" فاذا جعت دعوت اللہ واذا شبعت ایک دن میں بھوکا رہوں اور ایک دن سیر ہو جاؤں جب بھوک لگے تو

Marfat.com

میں اللہ سے مانگوں اور جب سیر ہو جاؤں تو اللہ کا شکر ادا کروں۔

(سنن الترمذی، ۲۳۴۷)

یعنی آپؐ نے چاہا کہ میں ہر حال میں اپنے رب کے ساتھ مشغول رہوں خواہ وہ حالت تکلیف ہو یا خوشی، وہ حالت نعمت ہو یا حالت پریشانی۔

۳۰۔ رحمتہ للعالمین کی شان

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ کی امت کے گناہ گاروں کو مہلت دی ہے، بخلاف گزشتہ انبیا کی امتوں کے جیسے ہی انہوں نے جھٹلایا ان پر عذاب آگیا۔

رہا آپؐ کے اخلاق کا معاملہ، تو آپؐ حلم، عفو، درگزر، صبر، شکر، نرمی وغیرہ میں درجہ کمال پر فائز ہیں۔

آپؐ کے خشوع و خضوع، کھانے پینے، پہننے، رہائش، معاشرت و میل جول میں سادگی اور تواضع، امت کے لیے خیرخواہی، لوگوں کے ایمان پر حریص، رسالت کا بوجھ، اہل ایمان کے ساتھ رحمت و شفقت، کفار پر سختی اور شدت، دین الٰہی کی مدد اور اس کی سربلندی کے لیے تکالیف برداشت کرنا مثلاً وطن چھوڑنا، ہجرت کرنا وغیرہ۔ تو ان میں بعض کا تذکرہ کتاب اللہ میں ہے اور بعض کا تذکرہ کتب شمائل و سیرت میں ہے۔ آپ کی نرمی کا بیان ہے۔

فبما رحمة من الله لنت لهم (آل عمران، ۱۵۹)

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے۔"

کفار پر سخت اور اہل ایمان کے لیے سراپا رحمت، کا تذکرہ یوں ہے۔

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم (الفتح، ۲۹)

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔"

امت کے ایمان پر حریص، تمام اہل ایمان پر راحت و شفقت کا ذکر اس آیت میں ہے۔

لقد جاء كم رسول من انفسكم

بے شک تمہارے پاس تشریف

Marfat.com

عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم
(التوبہ، ۱۲۸)

لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

ادائیگی رسالت میں آپؐ کی حسن نیت اور اخلاص یہ ہے۔

فتول عنہم فما انت بملوم
(الذاریات، ۵۴)

"تو اے محبوب تم ان سے منہ پھیر لو تو تم پر کچھ الزام نہیں"

۳۱- امت عادل حکام کے درجہ پر فائز

اللہ تعالٰی نے آپؐ کی امت کو عادل حکام کا درجہ عطا فرمایا ہے جب اللہ تعالٰی روز قیامت بندوں کا فیصلہ فرمائے گا تو سابقہ امتیں اپنے انبیا کی تبلیغ کا انکار کر دیں گی اس پر آپ کی امت کو لایا جائے گا جو اس بات کی گواہی دے گی کہ انبیا علیہم السلام نے انہیں تبلیغ کی تھی، یہ خصوصیت کسی اور نبی کی امت کو حاصل نہیں۔

۳۲- امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی

آپؐ کی امت کو یہ درجہ عصمت عطا فرمایا کہ وہ کسی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی خواہ وہ فروع ہو یا اصل۔

۳۳- کتاب اللہ کی حفاظت

حضور کو عطا کردہ کتاب کی حفاظت اللہ تعالٰی نے اپنے ذمہ لے لی اگر تمام کائنات مل کر اس میں اضافہ یا کمی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی حالانکہ تورات و انجیل میں تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔

۳۴- عدم قبولیت عمل پر پردہ

پہلے جس کا عمل و قربانی قبول ہوتی آسمان سے آگ آ کر اس قربانی کو کھا جاتی اور جس کی قبول نہ ہوتی اسے ذلیل کرنے کے لیے ویسی ہی چھوڑ دی جاتی لیکن اللہ تعالٰی نے آپ کی امت پر کرم فرماتے ہوئے نہ قبول ہونے والے

Marfat.com

عمل پر بھی پردہ ڈال دیا ہے- اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے-

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین	"اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت
(الانبیا' ۱۰۷)	سارے جہان کے لیے"

آپ' کا ارشاد ہے

انما انا رحمۃ مھداۃ	میں سراپا رحمت ہوں

(دلائل النبوہ' ۱: ۱۵۸)

دوسرے مقام پر فرمایا

انا نبی الرحمۃ	میں نبی رحمت ہوں

(المسلم ۲۳۵۵)

۳۵- جامع کلمات سے نوازا گیا

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جامع کلمات سے نوازا' گفتگو میں اجصار ملر تمام عرب سے فصاحت و بلاغت میں فوقیت حاصل ہوگئی جیساکہ تمام انبیا و رسل پر بھی اسی طرح ان رسل پر بھی جنہیں اہل سما اور ملا ئکہ میں سے منتخب کیا گیا ہے کیونکہ افضل بشر ملا ئکہ سے بھی افضل ہوتے ہیں-

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے-

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت	"بے شک جو ایمان لائے اور اچھے
اولئک ھم خیر البریۃ	کام کئے" وہی تمام مخلوق سے بہتر
(البینہ' ۷)	ہیں-

اور ملائکہ بھی مخلوق میں سے ہیں کیونکہ لفظ بریہ "برا اللہ اخلو" سے ماخوذ ہے یعنی اللہ نے ان کی تخلیق فرمائی ہاں ان کے اندر یہ دونوں اوصاف موجود ہونے کے باوجود لفظ "امنوا وعملوا الصلحت" میں وہ شامل نہیں کیونکہ ان کے اطلاق سے مفہوم انسان ہی ہوتے ہیں لہٰذا یہ الفاظ اس کے ساتھ مختص ہیں-

سوال- البریہ براء سے مشتق ہے معنی یہ ہوگا جو ایمان لائے نیک عمل کیے" خیرالبشر ہیں-

Marfat.com

جواب- ۱- آئمہ لغت کے "البریہ" کو ان الفاظ میں شامل کیا ہے جن میں عرب ہمزہ نہیں پڑھتے۔

۲- امام نافع نے اسے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے اور دونوں قرأتیں کلام اللہ ہیں، اگر ایک قرات اہل ایمان و عمل کو باقی انسانوں پر افضل قرار دے رہی ہے تو دوسری اسے تمام مخلوق سے افضل بتا رہی ہے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ افضل بشر، ملائکہ سے افضل ہوتا ہے تو انبیا علیہم السلام اہل ایمان و عمل سے بالیقین افضل ٹھہرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت انبیا کے تذکرہ کے بعد فرمایا۔

وکلا فضلنا علی العالمین "اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔" (الانعام، ۸۶)

یہ آیت کریمہ واضح کر رہی ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام بشروں اور ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ عالمین میں ملائکہ بھی شامل ہیں خواہ یہ علم سے مشتق ہو یا علامت سے جب انبیا، ملائکہ سے افضل ٹھہرے تو رسول اللہ ﷺ ملائکہ کے سرداروں سے سردار ہوئے تو آپ ملائکہ سے دو درجہ افضل و اعلیٰ ہوئے، ان مراتب کی قدر و منزلت اور بلندی اس ذات مبارکہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا جس نے خاتم النبین اور سید المرسلین کو تمام زمانوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے کرم و فضل کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے اس مقدس رسول کی سنت، طریقہ اور تمام اخلاق ظاہرہ و باطنہ میں اہتمام کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے خدام و معاونین میں شامل فرمائے

والحمد للہ وحدہ تم الکتاب بحمد الملک الوہاب

نوٹ: یہ ترجمہ بروز بدھ ۳۰ صفر ۱۴۱۷ بعد نماز عصر جامع رحمانیہ شادمان میں شروع ہوا۔ یکم ربیع الاول ۱۴۱۷ بروز جمعرات جامعہ اسلامیہ لاہور میں اختتام پذیر ہوا یعنی اللہ تعالیٰ نے فقط ایک رات میں اس ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی۔

Marfat.com

نعلِ پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف

امام ابوالیمن عبدالصمد بن عبدالوہاب عساکر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور ﷺ کی نعل پاک پر متعدد اہل علم حضرات نے لکھا ہے۔ بقول

شیخ ابو الخیر عبد المجید قادریؒ

انه بلغ عدد المصنفات فی النعال النبوية الی نیف وخمسین مصنف

نعل نبوی پر لکھی جانے والی کتب کی تعداد پچاس سے بھی زائد ہے۔

ان میں سب سے ضخیم کتاب "فتح المتعال فی مدح النعال۔" از امام احمد المقری التلمسانی، المتوفی ۱۰۴۱ھ ہے جس کا ترجمہ ہم "فضائل نعلین حضور" کے نام سے شائع کر چکے ہیں۔ اس موضوع پر امام ابو الیمن ابن عساکر المتوفی ۶۸۶ھ کی کتاب "جزء تمثال نعل النبی" دار المدینۃ المنورۃ شیخ حسین محمد علی شکری کی تحقیق سے منظر عام پر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اس کا ترجمہ "نعل پاک حضور" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں شیخ شکری نے جو کچھ لکھا ہے ہم اس کا ترجمہ بھی شامل اشاعت کر رہے ہیں۔

باقی اس موضوع پر دیگر کتب اور ان کے مصنفین کے ناموں پر فضائل نعلین حضور کے مقدمہ میں بڑی تفصیل سے گفتگو ہے۔ اہل ذوق وہاں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ امور خیر کی توفیق عطا فرماتا ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ انہیں قبول فرما کر امت کے لئے مفید بنائے۔

خادم نعل پاک

محمد خان قادری۔ مورخہ ۲۱، اپریل ۱۹۹۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

حمد و صلوٰۃ کے بعد، یہ قیمتی مقالہ تمثال نعل نبوی ﷺ پر ہے۔ اس کے مصنف امام محدث ابو الیمن عبد الصمد بن عبد الوہاب ابن عساکرؒ ہیں۔ میں نے اسے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی لائبریری میں مکتبہ ظاہریہ دمشق عکسی مسودات میں پایا تو اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق سے اس کی تخریج اور اشاعت کا ارادہ کر لیا۔ یہ مقالہ اگرچہ حجم میں صغیر ہے۔ مگر نہایت ہی تاریخی اور نئے فوائد پر مشتمل ہے، بندہ کے مراجع اور کتب سیر کے مطالعہ کے مطابق اس سے پہلے اس موضوع پر مستقل کتاب نہیں لکھی گئی۔ بعد میں آنے والے مصنفین نے اس سے خوب استفادہ کیا۔ شیخ ابن رشیدؒ نے اپنے رحلہ میں اسے بلا واسطہ مصنف کی اجازت

Marfat.com

سے نقل کیا۔ اسی طرح امام فاسی نے "العقد الثمین" میں ذکر کیا اور مصنف تک اس کی سند بیان کی۔ امام قسطلانی نے "المواہب اللدنیہ" میں فرمایا:

انه رواه قرأة وسماعًا — انہوں نے اسے بطور قرأت و سماع دونوں طرح روایت کیا۔

امام محمد یوسف صالحی نے "سبل الہدیٰ والرشاد" میں فرمایا۔ شیخ ابن المقری تلمسانی نے اپنی نہایت ہی اہم کتاب "فتح المتعال بمدح النعال میں اس کی تلخیص کی ہے۔ اللہ (جس کی قدرت غالب ہے) سے دعا ہے وہ اس ہمارے عمل کو فقط اپنی رضا کے لئے کر دے اور ہمیں ان ہی اعمال کی توفیق دے جو اسے اور اس کے حبیب ﷺ کو پسند ہیں۔ جن لوگوں نے اس کی اشاعت میں مدد کی ہے۔ انہیں جزا عطا فرمائے۔

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرًا

الراقم

حسین محمد علی شکری' المدینۃ المنورہ

ربیع الاول۔ ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

نعل نبوی ﷺ اور خدمت اسلاف

شیخ سید عبد الحی الکتانیؒ بیان کرتے ہیں۔ نعل نبوت پر امت کے متعدد جلیل القدر ائمہ نے لکھا ہے۔ مثلاً امام ابو الیمن بن عساکر' شیخ سراج الدین البلقینی' شیخ السبتی' شیخ شمس محمد بن عیسیٰ المقری صاحب' کتاب قرۃ العینین فی تحقیق امرالنعلین وغیرہ۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور امام ابو العباس المقری التلمسانی مدفون مصر ہیں جنہوں نے اس موضوع پر دو کتب تصنیف کیں۔

۱۔ النفحات العبریة فی وصف نعلی خیر البریة۔

۲۔ فتح المتعال فی مدح النعال۔

۱۔ شیخ رضی الدین ابو الخیر عبد المجید قادری ہندی۔ (یہ ہندوستان میں چھپی ہے۔)

۲۔ شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان الدمنتی مدفون مراکش۔

۳۔ امام ابو المحاسن یوسف بن اسماعیلی نبھانی۔ (جواہر البحار جلد ۳ ص ۱۴۶)

یہ تینوں اختصار بندہ کے پاس موجود ہیں' شیخ قادری ہندی نے لکھا ہے۔

انه بلغ المصنفات فی النعال النبوية الی نیف وخمسین
نعل نبویہ پر پچاس سے زائد کتب لکھی گئی ہیں۔
مصنف۔

شیخ ابو سالم عبداللہ العباسی کے "رحلہ" میں ہے کہ میں نے مکہ

Marfat.com

المکرمتہ میں نعل نبوی پر ایک کتاب دیکھی جس کا نام تھا۔

"اللالی المجموعة من باھر النظام وبارع الکلام فی صفة مثال نعل رسول اللہ۔" (التراتیب الادارية ٣٦٢١)

بقول مصنف، شیخ ابو اسحاق بن محمد اسلمی نے بھی اس موضوع پر مختلف شعراء و ادبا کا کلام جمع کیا ہے۔

نعلین اٹھانے کا شرف پانے والے

نعلین مبارک اٹھانے کا شرف پانے والے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام محمد یوسف صالحی نے محمد بن یحییٰ بن ابی عمر سے، انہوں نے حضرت قاسم سے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا۔

یقوم اذا جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزع نعلیه من رجلیه ویدخلها فی ذراعیه فاذا قام ألبسه إیاھما فیتمشی بالعصا امامه حتّٰی یدخله الحجرة۔ (سبل الھدیٰ ٧ / ٣١٨)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو یہ آپ کے نعلین اٹھا کر اپنے بازوؤں میں لے کر (سینہ سے لگا کر) بیٹھ جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو پاؤں مبارک میں پہناتے، یہ عصا لے کر آپ کے آگے آگے چلتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ انور میں داخل ہو جاتے۔

اسی لئے ان کا لقب "صاحب النعلین" ہے کسی شاعر نے ان کے اس مبارک عمل کو یوں نظم کر دیا ہے۔

Marfat.com

يقوم ينزع نعلي ذي الوسيلة من

رجليه يدخلها الهمام ذوالنعم

(صاحب وسیلہ کے نعل' پاؤں مبارک سے اترواتے اور انہیں اپنے بازوؤں میں داخل کر کے بے مثل انعام پاتے)

اى فى ذراعيه حتى قام البسه

اياهما ثم يمشى ثابت القدم

(جب آپ ﷺ مجلس سے اٹھتے تو انہیں پہنانے کا شرف پاتے پھر مضبوط قدموں سے چلتے)

امام احمدؐ بالعصا فيد خله

للحجرة احدى الهدى المخصوص

بالخدم

(حضور کے آگے عصا لے کر' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ شریف میں داخل ہو جاتے۔)

Marfat.com

تعارف مصنف

نام: عبد الصمد بن عبد الوہاب ابن عساکر الدمشقی ثم المکی الشافعی۔

لقب: امین الدین ابو الیمن بن عساکر

ولادت: ۶۱۴ ہجری، ربیع الاول۔

تعلیم و اساتذہ:

سن ۶۳۴ھ میں عراق آئے اور اپنے دادا شیخ زین الامناء، شیخ الموفق بن قدامہ مقدسی، شیخ مجد محمد بن حسین قزوینی اور شیخ ابو القاسم بن صصری سے پڑھا، شیخ موید طوسی، شیخ ابو روح عبد المعز ہروی، شیخ ابو محمد قاسم بن عبداللہ اور شیخ عبد الرحیم بن سعد سمعانی نے بھی اجازت عطا کی۔

تلامذہ: شیخ رضی بن خلیل مکی، شیخ علاء بن عطار، شیخ قطب حلبی، شیخ جمال مطری وغیرہ۔

سفر: اپنے والد کے ساتھ بغداد گئے۔ ۳۵ سال کی عمر میں حج کیا، پھر شام کی طرف لوٹے۔ اس وت کے حاکم کے ہاں بڑی قدر و منزلت پائی۔ مصر میں قاہرہ اور دمیاط میں مقیم رہے۔ فرانسیسیوں کے خلاف جہاد میں حصہ بھی لیا۔ پھر حجاز مقدس لوٹے اور عرصہ چالیس سال تک مکہ میں مقیم رہے اور اس وقت آپ ہی شیخ الحجاز تھے۔

تصانیف:

- اتحاف الزائر وإطراف المقيم للسائر، تحت الطبع
- فضائل أم المؤمنين السيدة خديجة رضى الله عنها۔
- جزء تمثال نعل النبى ﷺ --- غزوة دمياط

Marfat.com

- أحاديث عيد الفطر -- جز فيه أحاديث فضل رمضان۔

- جزء فيي جبل حراء -- جزء فيي أحاديث السفر۔

كما أن له نظم بديع

اہل علم کی رائے:

ان کے بارے میں کچھ اہل علم کی رائے درج ذیل ہے۔

۱۔ امام ذہبی کہتے ہیں:

العلامة الزاهد امين الدين ابو اليمن الدمشقي۔ علامہ اللہ کے ولی' ان کا لقب امین الدین اور کنیت ابو الیمن ہے۔

۲۔ امام فاسی فرماتے ہیں:

كان ثقة فاضلاً عالِمًا جيد المشاركة نہایت ہی ثقہ' صاحب فضل و علم اور اچھے اور بہتر دوست تھے۔

۳۔ شیخ ابن رشید رقمطراز ہیں۔

صاحب دين وعبادة واخلاص صاحب دین و عبادت و اخلاص تھے۔

وكل من يعرفه يثني عليه اور جو بھی شخص ان کو جانتا ہے وہ ان کا مداح ہے۔

۴۔ شیخ ابن فہد مکی کا قول ہے۔

الامام العلامة الحافظ الزاهد امين الدمشقي۔ امام' علامہ' حافظ الحدیث اور ولی اللہ تھے۔

وصال: ماہ جمادی الاولیٰ ۶۸۶ ہجری میں وصال ہوا اور بقیع شریف میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

Marfat.com

۱۔ حضرت عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دو نعلین ہمیں دکھائے۔

وھما جردوان لیس علیھما شعر فرأینا انھما نعلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم' (شمائل ترمذی۔ باب ما جافی نعل رسول اللہ) اخلاق النبی لابی الشیخ ص ۱۴۳)

ان دونوں پر بال نہ تھے۔ ہم نے دیکھا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین تھے۔

اور بیان کیا کہ ہمیں حضرت ثابت نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے آگاہ کیا کہ یہ دونوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین ہیں۔

۲۔ امام اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی ربیعہ المخزومی کہتے ہیں۔ میرے والد گرامی حضرت ابو اویس نے موچی سے کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارکہ کی مثل ہے تم اس کی مثل مجھے بنا کر دو۔ تو اس نے مثل بنائی اور اس کے دو تسمے تھے۔

۳۔ ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ شیخ ابو القاسم بن محمد نے مثال نعل نبوی کی ہاتھ سے مثال بنائی اور مجھے عطا کی۔ اسی طرح ابو القاسم خلف بن بشکوال 'امام ابوبکر بن العربی' حافظ ابو القاسم مکی۔ شیخ ابو زکریا عبد الرحیم' شیخ محمد بن حسین الفارسی' ہر ایک نے کہا کہ ہمارے اساتذہ نے ہمیں اس کی مثال عطا فرمائی اور یہ سلسلہ محمد بن جعفر التمیمی تک پہنچتا ہے اور انہوں نے شیخ ابو سعید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ سے مکۃ المکرمہ میں مثال حاصل کی تھی اسماعیل بن ابی اویس بن مالک کہتے ہیں۔

Marfat.com

کہ حضرت اسماعیل کے پاس رسول اللہ ﷺ کی نعل مبارک تھی اور لوگ اس سے مثال حاصل کرتے ہیں۔

نعل اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے آئے؟

حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ نعلین اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ انہوں نے اپنی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم بنت صدیق رضی اللہ عنہا کو دیے۔ ان کا نکاح حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عمرو سے ہوا۔ وہ جنگ جمل میں شہید ہو گئے۔ تو پھر یہ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ المخزومی کے عقد میں آئیں اور یہ شخص شیخ اسماعیل کے دادا ہیں۔ اس طرح یہ نعل مبارک ان کے ہاں آئے۔

۴۔ حضرت عیسیٰ بن طہمان سے ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے لئے دو ایسے نعل لائے جن میں تسمے تھے۔ حضرت ثابت البنانی (شاگرد حضرت انس رضی اللہ عنہ) نے ہمیں بتایا۔

هذه نعل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (البخاری ٥٨٥٨)

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین ہیں۔

۵۔ حضرت شفیق سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صلی فی نعلیه۔ (معجم الشیوخ لابی یعلیٰ ٢٩٥)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعلین میں نماز ادا کی۔

۶۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی فی نعلین

Marfat.com

مخصوفتین (مسند ابو یعلی، ۱۴۶۵) میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گانٹھے ہوئے نعلین میں نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔

اسے امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ (السنن الکبری، ۹۸۰۳)

۷۔ حضرت ابو سلمہ سے ہے میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسالت مآب ﷺ نے نعلین میں نماز ادا کی تو فرمایا ہاں!

امام ابو الحسن دار قطنی اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (سنن دار قطنی، ۱، ۳۱۶)

۸۔ حضرت ثابت، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں ایک دفعہ حضور ﷺ نعلین پہننے لگے تو ایک شخص نے عرض کیا۔

دعنی انعلک یارسول اللہ ﷺ یارسول اللہ ﷺ مجھے نعلین پہنانے کی اجازت عطا فرمایئے۔

آپ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی۔ جب وہ پہنانے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ دعا دی۔

اللّٰھم انه اراد رضائی فارض عنه۔ اے اللہ اس نے میری رضا چاہی آپ بھی اس سے راضی ہو جائیں۔

یہ حضرت ثابت سے غریب ہے کیونکہ بکیر بن محمد اس میں متفرد راوی ہیں۔

۹۔ شیخ کامل ابو جعفر احمد بن عبد المجید بیان کرتے ہیں میں نے ایک طالب علم کو نعل مبارک کی مثال بنا کر دی، وہ ایک دن میرے پاس آکر کہنے لگا:

رأیت البارحة من برکة ھٰذہ

Marfat.com

النعل عجبًا۔ میں نے پچھلی رات اس نعل کی عجیب برکت دیکھی ہے۔

میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا:

پچھلی رات میری اہلیہ کو شدید درد و تکلیف شروع ہوئی قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتی، میں نے نعل مبارک کی مثال مقام درد پر رکھتے ہوئے یہ دعا کی۔

اللّٰھم ارنی برکۃ صاحب ھذہ النعل۔ اے اللہ ہمیں صاحب نعلین کی برکت کا مشاہدہ کرا دے۔

بس رکھنے کی دیر تھی۔

فشفاھا اللّٰہ للحین تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عطا فرما دی۔

حضرت ابو اسحاق، حضرت ابو القاسم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں اس کی برکات کے سلسلہ میں بندہ کا یہ تجربہ ہے۔

ان من امسکہ عندہ تبرکًا بہ کان لہ امانًا من بغی البغاۃ وغلبۃ العداۃ وحرز امن کل شیطان مارو وعین کل حاسد جس نے اسے بطور تبرک اپنے پاس رکھا وہ باغیوں، دشمنوں، شیطانوں اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

اگر حاملہ عورت اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے اس پر آسانی ہو جائے گی۔

۱۰۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ آپ کے نعلین کا ایک حصہ ٹوٹ گیا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

ناولنی اصلہ۔ مجھے عطا فرما دیں تاکہ اسے گانٹھ دوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

هذه اثرة ولا احب الاثرة (مسند طیالسی '۲۴۲۶) فرمایا یہ ممتاز ہونا ہے اور میں ممتاز ہونے کو پسند نہیں کرتا۔

الفاظ کے معانی:

الشرع: نعلین کا وہ حصہ جو دونوں انگلیوں کے درمیان ڈالا جاتا ہے۔ **الزمام:** وہ مقام یہاں۔ **الاثرۃ:** ہمزہ پر زبر اور ثا اثر یوثر۔ عطا کرنا اس کا معنی شے کا ممتاز ہونا بھی ہے۔

الغرض آپ ﷺ نے اصلاح نعل میں ممتاز ہونا پسند نہ فرمایا۔ یاد رہے خدمت میں فضیلت اور جواز ہے' خادم کو ثواب بھی ملے گا۔ ہاں آپ ﷺ نے تواضعا اور صحابہ سے ممتاز نہ ہونے کی وجہ سے اس کو پسند نہ فرمایا۔ اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جس میں آپ ﷺ کسی کام (لکڑیاں لانے) میں جانے لگے تو صحابہ نے عرض کیا۔

نحن نکفیک رسول اللّٰہ اللہ کے رسول یہ کام ہم کرلیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم یہ کام نبھالو گے۔ مگر

اکرہ ان اتمیز علیکم فان اللّٰہ یکرہ من عبدہ ان یراہ متمیزا بین اصحابہ۔ (المقاصد الحسنہ ۴۴۷) میں تم سے ممتاز رہنا پسند نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی آدمی اپنے دوستوں میں ممتاز رہے۔

ہم نے لغت کے مطابق مفہوم بیان کر دیا ہے۔ مگر حقیقت اللہ تعالیٰ ہی

Marfat.com

جانتا ہے۔ آپ ﷺ کے عمل کی حکمت کیا تھی؟

۱۱۔ شیخ ابو الحسن بن ابراہیم بن سعد الخیر نے نعل مبارک کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

یامبصرا تمثال نعل نبیه
قبل مثال النعل لا متکبراً

(مثال نعل نبوی کی زیارت کرنے والے اسے چوم لے، تکبر سے کام نہ لے)

واعکف به فلطا لما علقت به
قدم النبی مروحًا ومبکراً

(اس کے ساتھ چمٹ جا کیونکہ اس کے ساتھ صبح و شام قدم نبوی متعلق رہے ہیں۔)

اوما تریٰ ان المحب مقبل طد
لاوان لم یلف فیه مخبر

کیا تم نہیں دیکھتے کہ محب ٹیلوں (آثار محبوب) کے ساتھ چمٹتا ہے اگرچہ اس کے بارے میں اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی)

۱۲۔ ہمارے استاذ ادیب کامل حضرت ابو امیہ اسمٰعیل بن سعد نے ان پر یہ اشعار کہے۔

ولربما ذکر المحب حبیبه
بشبیهه فغداله متصورا

(اکثر محب اپنے حبیب کو شبیہ کے ساتھ یاد کرتا ہے اور اس کا تصور باندھتا ہے۔)

Marfat.com

اوما رأیت الصحف ینقل حکمها

فیوافق المتقدم المتاخرا

(کیا تم نہیں دیکھتے صحف سے حکم نقل ہوتا ہے اور متاخر' متقدم کے موافق ہی ہوتا ہے۔)

ویظن حین یری اسمه فی رُقعة

ان قدر رأی فیها الحبیب مصورا

(جب محب کسی کاغذ پر محبوب کا نام دیکھتا ہے۔ تو اس میں اپنے حبیب ہی کی تصویر دیکھتا ہے۔)

لاسیمانی حق نعل لم تزل صو

نالا خمص خیر من وطئی الثرا

(خصوصاً نعل پاک تو یہ اس ہستی کے پاؤں کو محفوظ رکھتی رہی جو سب سے افضل ہے۔)

فعساک تلثم فی غدٍ من لثمها

کأس النبی اِذرا وردت الکوثرا

(امید ہے اس کے بوسہ سے تمہیں حوض کوثر پر حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے جام نصیب ہو۔)

وللّٰہ ذالک الیوم عیداً معلما

بمطلعه ارخت ساعدا سعدی

(اللہ کی طرف سے وہ دن عید و خوشی کا ہے۔ جس دن آپ کا ظہور ہوا اور سعادت کو تقویت ملی)

Marfat.com

علیه صلاۃ نشرها طیبا کما

بحب ویرضی ربنا لمحمدی

(اللہ تعالیٰ کو حضور سے جو محبت ہے اس کے مطابق آپ پر درود و سلام نازل فرمائے۔)

بندہ کے والد کے پاس نعل نبوی کا ایک حصہ آباءؤ سے بطور وراثت منتقل ہوا ہے۔ ابن سمعانی کہتے ہیں کہ جب دمشق آیا تو میں نے ۵۳۶ھ میں وہاں شیخ عبد الرحمٰن بن ابی الحدید کے پاس اس کی زیارت کی۔ اس وقت کا حکمران اشرف اس کی وجہ سے ان کا بڑا احترام کرتا اور کہا آپ اسے میرے ہاتھ کر دیں تاکہ اسے مخصوص مقام پر زیارت کے لئے رکھ دیا جائے۔ لیکن نہ مانے' پھر ان کے وصال کے بعد یہ دار الحدیث اشرفیہ میں منتقل ہوا پھر یہ فتنہ تیموریہ تک وہاں ہی رہا۔

راقم مخطوطہ:

اللہ تعالیٰ کی توفیق' عنایت' مدد اور مہربانی سے فقیر احمد بن محمد بن صالح بن حسن بن محمد بن صالح اللہ تعالیٰ اس کی' اس کے والدین اور تمام اہل اسلام کی مغفرت فرمائے) اپنے اور بعد میں آنے والے جسے اللہ چاہے کے لئے یہ مقالہ نقل کیا' اس سے فراغت تو رمضان المبارک بروز بدھ ۹۱۴ ہجری کو شہر قوط ہوئی۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

مالک نسخہ کے تحریر کردہ فوائد:

ابو المفاخر عبد القادر محمد النعیمی (اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں اس پر لطف و کرم فرمائے۔) عرض کناں ہے' شیخ صلاح صفدی نے "الوافی" میں شیخ محمد رشید

Marfat.com

البستی کے حالات میں لکھا کہ انہوں نے اشرفیہ کے دار الحدیث میں نعل مبارک کی زیارت پر یہ اشعار رقم کئے ہیں۔

هنيئا لعيني قدرات نعل احمد

فيا سعد جدي قد ظفرت بمعصدي

(میری آنکھوں کو مبارک ہو کہ انہیں حضور ﷺ کے نعل کی زیارت کا شرف ملا' اے خوش بختی دیکھ مجھے میرا مقصد حاصل ہو گیا)

وقبلته اشفي الغليل فزاوني

فياعحبا ذادا لظمًا غليلي

(میں نے شفا پانے کے لئے اسے چوما' لیکن اس نے محبت کی پیاس کو دو بالا کر دیا)

تمثلتمو الى ولديار بعيدةً

فخيل لى ان الفوأد لكم معنا

(میرے لئے محبوب کی مثال ہی بنا دو اگر اس کا وطن دور ہے اور مجھے یہ بتا دو کہ اس کے ساتھ ہے۔)

وناكم قلبى على البعد بيننا

فاوحشتموا لفظاً وانستموا معنًا

(باوجود ہمارے درمیان دوری کے دل انہیں سے سرگوشی کرتا ہے۔ الفاظ اگرچہ وحشت میں ڈالتے ہیں مگر معنی محبت و انس عطا کرتا ہے۔ اگر مجنوں سے کہا جائے تجھے لیلیٰ سے ملاقات چاہئے یا تمام دنیا کی نعمتیں)

لقال غبار من تراب نعالها

Marfat.com

احب الی نفسی واشفی لبلواها

(تو وہ کہے گا اس کے جوتے کی خاک مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری اور اس میں تمام مشکلات کا حل ہے۔)

بندہ نعیمی کہتا ہے:

یاترابًا تحت نعل النبی اجابًا

ها سواد یتلوالیتنی کنت ترابًا

(اے نعل نبی کی خاک طیبہ میری آنکھوں کی فریاد کو قبول فرمالے' کاش میں مٹی ہوتا۔)

قاضی ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن جماعہ نے کہا:

احسن الی زیارۃ حی لیلیٰ

وعهدی من زیارتها قریب

(لیلیٰ (محبوبہ) کے محلہ کی زیارت بہت خوب ہے اس کی ملاقات کا وعدہ بھی قریب ہے۔)

وکنت اظن قرب العهد یطفی

طیب الشوق فاز دار اللهیب

(میں خیال کرتا تھا کہ وعدہ کا قرب میری آگ کو ٹھنڈا کردے گا مگر اب تو شعلے بھڑکنے شروع ہو گئے۔)

امام فاکہانی' نعل کا ادب واحترام:

شیخ ابو حفص عمر بن ابی الیمن فاکہی اسکندری نے دمشق میں جب نعل مبارک کی زیارت کی' اسے سر پر رکھا' اس کے ساتھ چہرہ ملا اور آنسو جاری ہو

Marfat.com

گئے اور یہ اشعار کہے۔

ولو قیل للمجنون لیلٰی ووصلها
تریدام الدنیا وما فی طوایا ها

عبدالقادر اور نعیمی نے بھی اس تمثال کو چوما اور روتے ہوئے کہا:

سکنتم ربا الفواد فاضحت لاجلکم
زیارته فرضًا علی کل مسلم

(تم دلوں میں بستے ہو اور تمہاری وجہ سے ان میں رونق ہے' آپ کی زیارت ہر مسلمان پر فرض ہے۔)

بکم اصبح الوادی بعظم شانه
ولو لا کم کان غیر معظم

(تمہاری وجہ سے وادی باعظمت ہو گئی اگر تم نہ ہوتے وہ باعظمت کہاں تھی)

نذر علی لان رأیتک ثانیا
من قبل ان اسقی کوؤس حامی

(مجھ پر لازم ہے میں تمہیں دوبارہ دیکھوں' پہلے اس سے کہ مجھے آخری پانی پلایا جائے)

لاعفرن علٰی ثراک مجاجری
واقول هذا غایة الانعام

(میں تمہاری خاک پر اپنے ابرو کر رکھ کر کہوں گا میں نے سب سے بڑا انعام حاصل کرلیا ہے۔)

Marfat.com

اذا جئت الدیار بطیب قلبی
ویسکن عند رؤیتها الفواد

(جب میں محبوب کے دیار میں جاؤں گا تو میرا دل مطمئن ہو جائے گا اور اس کی زیارت سے میرے دل کو سکون ملا)

انوه بالدیار ولیس قصدی
سوی اهل الدیار هم المراد

(آیا تو میں اس علاقہ میں ہوں مگر یہ میرا مقصود نہیں' میرا مقصود تو اس علاقہ میں بسنے والے (محبوب) سے ہے۔)

✵ ✵ ✵

Marfat.com

خدا ساختہ اور خود ساختہ میں فرق کرنا ایمان کی بنیاد ہے

سلسلہ اشاعت
1

کیا
اولیاء اللہ اور بُت
ایک ہیں؟

مصنف

مصلح العصر علامہ مفتی محمد خان قادری

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ہم قارئین کرام کی توجہ اس طرف مبذول کروانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہر جگہ خدا ساختہ اور خود ساختہ میں فرق رکھنا لازمی ہے اگر ہم یہ فرق نہیں کریں گے تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

حجر اسود کی مثال

اسے ہم ان مثالوں کے ذریعے سمجھ سکتے ہیں مثلاً کائنات کا کس قدر اور کتنا ہی قیمتی و خوبصورت پتھر ہو ہم اسے بوسہ نہیں دیں گے اور نہ اسے اپنا شفیع بنا کر اس کا احترام کریں گے بلکہ اگر ہم اسے اپنا شفیع سمجھ کر احترام کریں گے تو یہ سراپا ظلم و زیادتی ہوگی اور یہ خود ساختہ تصور ہوگا جس کی اسلام میں ہرگز گنجائش و اجازت نہیں۔

پتھروں کی پوجا کرنے والوں سے سن لیجئے' امام بخاری نے باب وفد ابی نے حنیفہ کے تحت حضرت ابورجاء عطاردی تابعی سے نقل کیا۔

کنا نعبد الحجر فاذ او جدنا	ہم پتھر کی عبادت کرتے۔ جب
حجرا ھو خیر منه القیناه	اس سے بہتر خوبصورت پتھر پاتے
واخذنا الاخر فاذا لم نجد	تو اسے پھینک کر دوسرا لے لیتے
حجر اجمعنا جثوة من تراب	جب پتھر نہ پاتے تو مٹی کا ڈھیر
ثم جئنا بالشاة فحلبنا علیه ثم	بناتے اس پر بکری کا دودھ ڈال کر

Marfat.com

طفناله　　　اس کا طواف کرتے۔

(البخاری۔۲۔۶۲۸)

بحمد اللہ! کوئی مسلمان ایسا کرنا تو کجا سوچ بھی نہیں سکتا۔

مگر ایک پتھر ایسا بھی ہے جس کی زیارت و بوسہ کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اسے دیکھنا سعادت سمجھتے ہیں بلکہ اسے اپنے حق میں روز قیامت شفاعت کرنے والا مانتے ہیں اور وہ حجر اسود ہے آخر اس کا اس قدر احترام و عزت کیوں؟ اس لئے کہ یہ خدا ساختہ ہے یعنی اسے یہ مقام اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ لہٰذا اسے محترم نہ ماننا ظلم و ستم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا۔

الحجر یمین اللہ تعالٰی فی الارض　　یہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔

(الکامل لابن عدی، ۱۔۳۳۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا حجر اسود اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کا درجہ رکھتا ہے۔

یصافح بھا عبادہ　　اس سے وہ اپنے بندوں کو مصافحہ کا شرف عطا کرتا ہے۔

(سبل الہدیٰ، ۱۔۱۸۰)

گویا حجر اسود کا چومنا اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کا بوسہ لینا ہے۔

Marfat.com

شفاعت حجر اسود

امام دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ حجر اسود کو اس حال میں لائے گا۔

لہ عینان یبصر بھما ولسان ینطق بہ یشھد لمن استلمہ بحق (سنن الدارمی: ۲-۴۰۲)	اس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھے گا۔ بولنے والی زبان ہوگی جس سے یہ اپنے سلام کرنے والے کے بارے میں گواہی دے گا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا حجر اسود کو روزِ قیامت اس حال میں لایا جائے گا۔

لہ لسان ذلق یشھد لمن یستلمہ بالتوحید (شعب الایمان: ۳-۴۵۱)	اس کی زبان ہوگی جس سے یہ بول کر اپنے سلام کرنے والے کی توحید پر گواہی دے گا۔

خدا ساختہ تصور کی وضاحت

اسی خدا ساختہ تصور کی وضاحت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کر دی ہے۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں، امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ نے حجر اسود سے

Marfat.com

مخاطب ہو کر فرمایا ہم پتھروں کے سامنے جھکنے والے نہیں۔

ولو لا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلک ماقبلتک — اگر ہم نے تجھے رسول اللہ ﷺ کو چومتے نہ دیکھا ہوتا تو ہم تجھے کبھی نہ چومتے۔

(شعب الایمان: ۳۔۴۵۱)

آپ نے واضح کر دیا کہ ہم جو تجھے چومتے ہیں تو یہ ہمارا خود ساختہ تصور نہیں بلکہ تجھے بوسہ دینے اور احترام کا حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس قدر دیا کہ خود رسول اللہ ﷺ تجھے بوسہ دیا کرتے تو تیرا احترام خدا ساختہ ہے۔

شفاعت کی مثال

اس طرح اگر کوئی آدمی اپنے طور پر کسی شخص، درخت اور بت کے بارے میں کہے یہ روز قیامت ہماری شفاعت کرے گا جیسے اہل کفر اپنے بتوں کے بارے میں کہتے ہیں تو یہ سراسر زیادتی اور ظلم و شرک ہے اس لئے قرآن میں واضح کیا کہ ان کے پاس ان پر کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ خود ساختہ ٹھہرے۔

لیکن امت مسلمہ مانتی ہے کہ حجر اسود ہماری شفاعت کرے گا تو یہ خود ساختہ تصور نہیں بلکہ خدا ساختہ تصور ہے جیسے اوپر احادیث آئیں ہیں۔

مقام محمود والے کی شفاعت

اگر ہم حبیب خدا ﷺ کو ہر جگہ دنیا و آخرت میں اپنا شفیع مانتے ہیں اور آپ ﷺ کی شفاعت کو اپنے ایمان کا حصہ مانتے ہیں تو یہ ہمارا خود

Marfat.com

ساختہ تصور نہیں بلکہ خدا ساختہ ہے اور اس سے کتاب و سنت معمور و مالا مال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو شفاعت کبریٰ کا مقام عطا فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں آپ کے اسی مقام کا ذکر و اعلان ان الفاظ میں کیا۔

عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محموداً — قریب ہے تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (الاسراء۔ ۷۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ سے مقام محمود کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا۔

ھی الشفاعة — یہ مقام شفاعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگ گروہ در گروہ ہر نبی کے پاس سفارش و شفاعت کے لئے جائیں گے مگر بات نہیں بنے گی حتیٰ کہ تمام مخلوق شفاعت کے لئے سرور عالم شفیع المذنبین ﷺ کے پاس آئے گی۔

فذلك یوم یبعثه الله المقام المحمود — تو اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر کھڑا فرمائے گا۔

(الصحیح للبخاری، کتاب التفسیر)

تو اگر امت مسلمہ آپ ﷺ کو شفیع مانتی ہے تو اس کی بنیاد قرآن و سنت نے فراہم کی ہے یہ بتوں کی طرح از خود گھڑی ہوئی اور خود ساختہ چیز

Marfat.com

نہیں۔ اس کے بعد بتایئے یہ کہنا کس قدر ظلم ہے کہ کوئی بت اور نبی ولی شفاعت نہیں کرسکتا۔ کہاں خودساختہ بت اور کہاں محبوبان بارگاہ الٰہی۔

حضرت ملا علی قاری (ت۔ ۱۰۱۴) نے اہل اسلام اور اہل شرک کے درمیان فرق کرتے ہوئے لکھا۔

لایظن بارباب العقول ولو کانوا کفاراً ان یعتقدوا ان الحجر ینفع ویضر بالذات وانما کانوا یعظمون الاحجار او یعبد و نها معللین بان بهؤلاء شفاء نا عند الله ومقربونا الی الله زلفی فهم کانوا یمسونها ویقبلونها تسبیا للنفع وانما الفرق بیننا وبینهم انهم کانوا یفعلون الاشیاء من تلقاء انفسهم ما انزل الله من سلطان بخلاف المسلمین فانهم یصلون الی الکعبة بناء علی ما امر الله ویقبلون الحجر بناء علی متابعة رسول الله صلی الله علیه وسلم والافلا فرق فی حد الذات ولا فی نظر العارف.

اہل عقول و اصحاب دانش اگرچہ کفار ہی کیوں نہ ہوں ان کے متعلق یہ ظن و گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ یہ عقیدہ رکھیں کہ پتھر بالذات خود نفع و نقصان دیتے ہیں مشرکین ان پتھروں اور اصنام کی تعظیم کرتے ہوئے ان کی عبادت کرتے تھے تو صرف اس علت کے پیش نظر کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے شفیع ہیں اور یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب تر کرنے والے ہیں تو وہ ان کو ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے تھے اور انہیں نفع حاصل کرنے کے اسباب و ذرائع سمجھتے تھے۔ ہمارے اور ان کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ وہ ان اشیاء کو اپنی طرف سے کرتے ان کے لئے

Marfat.com

بالموجودات بين بيت و بيت ولا بين حجر و حجر سبحان من عظم باشياء من مخلوقاته من الافراد الانسفانية كرسول الله والحيوانية كناقة الله والجمادية كبيت الله والمكانية كرم الله والزمانية كليلة القدر و ساعة الجمعة وخلق خواص الاشياء فی مكتوياته وجعل التفاوت والتمايز بين اجزاء ارضه وسماواته

(مرقاۃ المفاتیح‘۵_۳۲۵)

اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل و حجت نازل نہیں فرمائی بخلاف اہل اسلام یہ کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم و امر کی وجہ سے۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں تو متابعت رسول ﷺ کی بناء پر ورنہ ذات کے اعتبار سے اور موجودات کا صحیح عرفان رکھنے والے کی نظر میں ایک مکان کا دوسرے مکان اور ایک پتھر کا دوسرے پتھر کے ساتھ کوئی تفاوت و تمایز نہیں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہا عزت و عظمت سے نواز دیا‘ افراد انسانیت میں سے رسول اللہ ﷺ کو‘ افراد حیوانیت میں سے ناقۃ اللہ (حضرت صالح کی اونٹنی) کو‘ افراد جمادات میں سے بیت اللہ کو‘ افراد مکانات میں حرم الٰہی کو زمانہ کے اجزا اور افراد میں سے لیلۃ القدر‘ ساعت جمعہ کو اور اپنے تقادیر میں خواص اشیاء کو

Marfat.com

تخلیق فرمایا اور زمینوں اور آسمانوں
کے اجزاء میں باہم تفاوت اور امتیاز
پیدا فرمایا۔

اعتراض برہمن

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی () نے برہمن ہندو کے اعتراض کے جواب میں جو گفتگو کی ہے نہایت ہی قابل توجہ ہے۔

شما از قبور مدد و شفاعت فی طلبیند باید که بر شما هم شرك عائد شود القصه هرچه مقصد شما و مراد شما از اهل قبور است همان قسم مقصود من از صورت کنهیاو کالکاست بحسب ظاهر نه قوت اهل قبور و نه بت	تم اہل قبور سے مدد و استعانت اور شفاعت طلب کرتے ہو تو چاہیے تم یہ بھی ہماری طرح مشرک ہو جائیں کیونکہ جو مقصود تمہارا اہل قبور سے استعانت ہے وہی کنھیا اور مالکا وغیرہ کی صورتوں سے ہمارا ہے ظاہری اعتبار سے نہ اہل قبور میں طاقت و قدرت ہے اور نہ بتوں میں۔

متعدد جوابات

اس کا جواب متعدد وجوہ سے دیتے ہیں۔

ایسی چیزیں جن کی عطا اللہ تعالیٰ ہی سے مخصوص ہے مثلاً اولاد دینا' بارش عطا کرنا اور امراض دور کرنا اگر ذہن اللہ تعالیٰ سے خالی ہو اور ان کا سوال کسی ولی سے ہو تو یہ شرک ہے اور مسلمان ہرگز ایسا نہیں کرتے البتہ

Marfat.com

ہندو اپنے بتوں سے ایسی التجا کرتے ہیں۔

آگے چل کر لکھا۔

وانه پفته که هرچه شما از اهل قبور است همان قسم مقصود من از صورت کنهیا وکالکاهست نیز خطا در خطا ست که ارواح را تعلق به بدن خود که در قبر مدفون است البته می باشد زیرا که مدت دراز دریں بوده اند و ایں هاقبور معبودان خود را تعظیم نمی کنند بلکه از طرف خود صورت ها وسنگ هاتراشیده ودرختان و دریا ها را قرار مدهند که صورت فلانے هست بے آنکه چیز را تعلق بان روح باشد

یہ جو کہا کہ جو مسلمانوں کا مقصودِ اہل قبور سے ہے وہی ہمارا مقصود کنھیا اور کالکا سے ہے یہ سراسر غلط بات ہے کیونکہ (ہر کوئی جانتا ہے) ارواح کا جو قبر میں مدفون بدن کے ساتھ بلاشبہ تعلق قائم ہے اس لئے کہ دراز عرصہ تک اس میں قیام پذیر رہے ہیں اور ہندو و برہمن اپنے معبودوں کی قبور کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ صورتوں پتھروں اور درختوں اور دریاوں کو اپنے طور پر کہہ دیتے ہیں کہ یہ فلاں کی صورت ہے حالانکہ اس کے ساتھ اس شخص کی روح کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ عزیزی: ۲۔۱۰۸)

بندوں کو عطا کردہ قوتوں اور علوم کا ذکر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کیا کہ میں نے اپنے

Marfat.com

بندوں خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کو اور ان کے ظاہری و باطنی حواس کو ایسی قوتیں عطا فرمائی ہیں کہ ان کے لئے دور ونزدیک کا کوئی معاملہ نہیں اگر تمہارے اندر ایسی قوتیں نہیں تو ان کا انکار نہ کیا کرو کیونکہ ایسی قوتیں انہیں اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر عطا کیں ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اشیاء کے حقائق سے آگاہی

قرآن مجید نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں واضح کیا۔

وعلم آدم الاسماء کلھا — اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی۔ (البقرہ۔۳۱)

اس کی تفسیر میں اہل تفسیر کے اقوال کا مطالعہ کیجئے اور بتایئے کونسی چیز تھی جس کا نام سیدنا آدم علیہ السلام نہ جانتے ہوں بلکہ تمام مفسرین نے تصریح کی ہے کہ صرف اشیاء کے نام ہی نہیں بتائے بلکہ ان اشیاء کے خصائص، صفات اور حقائق سے بھی آگاہی فرمائی۔ امام فخر الدین رازی (ت۔۶۰۶) کہتے ہیں۔

ای علمہ صفات الاشیاء و نعوتھا و خواصھا — اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کی صفات، نعوت اور خواص کا علم عطا فرمایا۔ (مفاتیح الغیب:۲۔۱۷۵)

حتیٰ کہ مفسرین نے لکھا پیالہ اور چمچ تک کے نام بتا دیئے۔ امام ابن کثیر (ت۔۷۷۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

Marfat.com

الصحيح انه علمه اسماء الاشياء كلها ذواتها وصفاتها وافعالها	صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کی ذات' ان کی صفات اور افعال سے آگاہ فرما دیا۔

اس پر بخاری و مسلم کی روایت سے تائید لا کر لکھا۔

فدل هذا على انه علمه اسماء جميع المخلوقات (تفسیر القرآن العظیم: ۱-۷۳)	اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء سے آگاہ کر دیا۔

کیا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ مجھے یہ مقام حاصل ہے؟ ہرگز نہیں یہ مقام صرف اس کے برگزیدہ نبی کا ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم اور آسمان و زمین سے آگاہی

اسی طرح سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کیا۔

وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين (الانعام: ۷۵)	اور اس طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

۱۔ امام ابن جریر طبری (ت ۔ ۳۱۰) اور امام ابن ابی حاتم (ت ۔ ۳۲۷) نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی

Marfat.com

ہے۔

جلی له الامر سره و علانیته فلم یخف علیه شئ من اعمال الخلائق	ان پر ہر معاملہ کا ظاہر و باطن آشکار کر دیا حتیٰ کہ تمام مخلوق کا کوئی عمل بھی ان پر مخفی و پوشیدہ نہ رہا۔

(جامع البیان۔ تفسیر ابن ابی حاتم)

۲۔ امام آدم بن ابی ایاس، ابن منذر، ابو حاتم، ابوالشیخ اور امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد تابعی سے یہ تفسیر ذکر کی ہے۔

فرجت له السموات السبع فنظر الی مافیهن حتی انتهی بصره الی العرش و ضربت له الارضون السبع فنظر الی مافیهن	سات آسمانوں کو ان کے سامنے منکشف کر دیا تو انہوں نے عرش تک تمام اشیاء کو دیکھ لیا پھر سات زمینوں کو ان پر منکشف کر دیا تو جو کچھ ان میں تھا انہوں نے اسے ملاحظہ کیا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علمی مقام یہ ہے تو خود ہی غور کر لیجئے حبیب خدا ﷺ کا علمی مقام کیا ہوگا؟

صاحب مشکوۃ کے استاذ امام شرف الدین حسین بن محمد الطیبی (ت۔ ۷۴۳) اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

جب ہم حضور ﷺ کے فرمان، مجھے دیدار الٰہی ہوا اس نے میرے دونوں شانوں کے درمیان دست مبارک رکھا جس سے میں نے سینے میں ٹھنڈک پائی۔

فعلمت ما فی السموات	تو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں

Marfat.com

والارض — اور زمین میں ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس رؤیت پر غور کرتے ہیں تو نہایت ہی واضح فرق سامنے آتا ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اشیاء کو دیکھا پھر انہیں ان کے خالق کا ایقان ہوا لیکن حبیب ﷺ نے پہلے خالق کا دیدار کیا اور پھر اشیاء کی طرف متوجہ ہوئے پھر حبیب ﷺ کو عین الیقین باللہ جبکہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو علم الیقین باللہ حاصل ہوا پھر۔

الحبیب علم الاشیاء کلها والخلیل رأی ملکوت الاشیاء (الکاشف:۲-۲۹۲) — حبیب ﷺ نے تمام اشیاء کو جان و پہچان لیا جبکہ خلیل علیہ السلام ملکوتی اشیاء کو دیکھ پائے۔

ایک دلچسپ سوال و جواب

معراج حبیب خدا ﷺ کے بیان میں ارشاد الٰہی ہے۔

سبحان الذی اسرٰی بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی الذی بارکنا حوله لنریه من ایتنا انه هو السمیع البصیر (الاسراء-۱) — پاکیزگی ہے اس ذات کو جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

سورۃ النجم میں ارشاد ہے۔

لقد رای من آیات ربه الکبرٰی — آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی

Marfat.com

نشانیاں دیکھیں۔ (النجم۔۱۸)

امام فخر الدین رازی (ت۔۶۰۶) نے یہاں دلچسپ سوال کر کے جواب دیا ہے جس سے مذکورہ مسئلہ پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

سوال: دونوں مقامات پہ لفظ 'من' بعضیہ بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ کو بعض آیات کا مشاہدہ عطا ہوا حالانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

وکذلك نری ابراهیم ملکوت السموات والارض	اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو دکھائے سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں۔ (الانعام۔۷۵)

یہ الفاظ آیت آشکار کر رہے ہیں کہ انہیں سماوی و ارضی تمام آیات کا مشاہدہ کروایا تو اس سے

فیلزم ان یکون معراج ابراهیم علیه السلام افضل من معراج محمد ﷺ	لازم آرہا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معراج حضور ﷺ کے معراج سے افضل ٹھہرے۔

جواب۔ دونوں معراجی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر آشکار یہ کیا کہ حضور ﷺ نے آیات اللہ کا جبکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آیات سماوی و ارضی کا مشاہدہ کیا اور بلاشبہ آیات الٰہیہ کا مشاہدہ ان سے کہیں افضل ہے۔ امام رازی کے الفاظ ہیں۔

لذی راه ابراهیم ملکوت المسوات والارض والذی راه محمد ﷺ بعض آیات الله	جو آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھیں وہ سماوی و ارضی ہیں جبکہ حضور ﷺ نے بعض آیات اللہ

Marfat.com

تعالیٰ و لا شك ان ايات الله افضل

کا مشاہدہ کیا اور بلاشبہ آیات اللہ سماوی وارضی آیات سے کہیں افضل ہیں۔ (مفاتیح الغیب:۲-۲۹۲)

جب زمین وآسمان کی اشیاء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظر ہے تو پھر حبیب خدا ﷺ کی نظر وعلم کہاں تک ہوگی؟

حضرت یعقوب علیہ السلام اور خوشبوءِ قمیص

حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہوئے کافی سال ہو گئے وہ کنویں اور جیل سے ہوتے ہوئے مصر کے بادشاہ بنے یہ نہایت ہی صبر وشکر کی خوبصورت داستان ہے جب راز کھل جانے کا وقت آگیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا اب تم مصر غلہ لینے جاؤ گے تو وہاں:

فتحسسوا من يوسف واخيه

یوسف اور اس کے بھائی کو تم تلاش کرنا (یوسف-۸۷)

اسی سفر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اظہار کر دیا۔

انا يوسف وهذا اخي

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے (یوسف-۹۰)

بھائیوں سے کہا۔

اذهبوا بقميصي هذا فالقوه علی وجه ابی يأت بصيرا

میرا یہ کرتہ لے جاؤ اس کو میرے باپ کے منہ پہ ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (یوسف-۹۳)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا جب قافلہ قمیص یوسف لے کر مصر سے چلا تو ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے خاندان کو جمع کر کے فرمایا۔

انی لاجد ریح یوسف	میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔

ملک شام میں بیٹھ کر مصر سے چلنے والے قمیص کی خوشبو پا لینا انبیاء علیہم السلام کی ہی شان ہے۔

اس سے بھی دور کی خوشبو پانا

مصر سے شام۔ بنسبت شہر مدینہ سے سدرہ قریب ہے سوچیے کہاں ہے سدرۃ المنتہیٰ اور کہاں شہر مدینہ۔ سدرہ ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے۔ ایک آسمان سے دوسرے تک کا سفر نوری پانچ سو سال کا ہے مگر سنیئے امام احمد خفاجی (ت۔۱۰۶۹) حضور ﷺ کے ارشاد گرامی

لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا	اگر میں امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا۔

کی وضاحت وتفسیر میں لکھتے ہیں یہ ارشاد گرامی آشکار کر رہا ہے کہ باطنی طور پر آپ ﷺ بشروں کے ساتھ نہیں فقط ظاہری طور پر ہمارے ساتھ ہیں۔

الحاصل ان بواطنهم وقواهم الروحانية ملكية ولذا ترى مشارق الارض ومغاربها وتسمع الطيط السماء وتشم رائحة جبريل عليه الصلاة	حاصل یہ کہ ان کا باطن اور روحانی طاقت ملکی ہے اسی لیے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھتے ہیں اور آسمان کی آواز سنتے ہیں اور جبریل علیہ السلام جب آپ کی طرف

Marfat.com

والسلام اذا اراد النزول اليهم كماشم يعقوب عليه الصلوة والسلام رائحة يوسف عليه السلام ولذا اعرج به صلى الله و عليه وسلم الى السماء	نزول کا ارادہ کرتے ہیں تو آپ ﷺ ان کی خوشبو پا لیتے ہیں جس طرح یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس کی تھی اسی لیے آپ ﷺ کو آسمان کی معراج کرائی گئی۔
(نسیم الریاض: ۵۔۱۴۱)	

اور آگے فرمان نبوی ﷺ۔

لكن صاحبكم خليل الرحمن	لیکن تمہارے نبی رحمٰن کے خلیل ہیں۔

کے تحت خوبصورت نوٹ لکھا۔

اظهر اشارة الى ان مناسبته لهم بحسب الظاهر وانه بين اظهرهم لابحسب الحقيقة	واضح کیا کہ آپ کی صحابہ سے مناسبت فقط ظاہری ہے کہ وہ ان کے درمیان ہیں ورنہ حقیقت کے اعتبار سے کوئی مناسبت ہی نہیں۔
(ایضاً)	

ایک اور ارشاد نبوی ﷺ۔

تنام عيناى ولاينام قلبى	میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

کے حوالہ سے لکھا۔

يدل على ان باطنه ملكى وظاهره بشرى	یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا باطن ملکی اور ظاہر بشری ہے۔
(نسیم الریاض: ۵۔۱۴۱)	

Marfat.com

توجہ کیجئے جو ہستی سدرۃ سے آمد جبریل کی خوشبو پالیتی ہے وہ ہمارا صلوٰۃ وسلام کیوں نہیں سن سکتی؟

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کی آواز

اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر روانہ ہوا راستہ میں چیونٹیوں کی بستی تھی، ان کی سربراہ نے انہیں حکم دیا اپنے بلوں میں چلی جاؤ ورنہ تم ختم ہو جاؤ گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فتبسم ضاحکا من قولها — تو اس کی بات سے سلیمان مسکرا کر ہنسے۔

(النحل۔۱۹)

یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت ہے کہ انہوں نے کئی میل دور سے چیونٹی کی آواز سن لی اور سن کر مسکرا دیے ورنہ ہے کوئی قوت جو کسی چیونٹی کی آواز سن سکے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی کا مقام

اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی کا مقام بیان فرمایا کہ انہوں نے فرمایا۔

ایکم یأتینی بعرشها قبل ان یأتونی — تم میں سے کون ہے وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے۔

(النمل۔۳۸)

تو اس کے جواب میں ایک جن نے کہا۔

انا اتیک به قبل ان تقوم من مقامك — وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا اس سے پہلے کہ آپ مجلس

Marfat.com

(النمل۔۳۹) برخاست کریں۔

آپ نے فرمایا اس سے بھی پہلے چاہیے تو

قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ | اس نے عرض کیا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں اس کو لاؤں گا۔

پوچھا تم کتنی دیر میں لاؤ گے تو بتایا۔

قبل ان یرتد الیک طرفک (النمل۔۴۰) | حضور میں اسے ایک پل مارنے سے پہلے حاضر کر دوں گا۔

عباد الرحمٰن اور قرآن

یہاں اس طرف بھی توجہ کیجئے کہ جس قدر قرآن وسنت میں بتوں کی مذمت ہے شاید ہی کہیں ہو کوئی سورت و پارہ ان کی تکذیب و مذمت سے خالی نہیں بلکہ ان کی مدح و تعریف سے کفر کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے لیکن قرآن کی کوئی سورت دکھایئے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی شانیں' مدح و ثناء نہ کی ہو۔ پورے پورے رکوع اور سورتیں اس کے مقبول بندوں کی شانوں پر مشتمل ہیں۔ خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں نہایت ہی واضح طور پر کہا۔ ان کی رضا و ناراضگی' اطاعت و نافرمانی اللہ تعالیٰ کی رضا و نافرمانی ہی ہے۔ بتایئے کسی بت اور خود ساختہ کے بارے میں ایسی بات ہے' ہرگز نہیں تو پھر انبیاء و اولیاء کو بتوں میں شامل کرنا کونسا ایمان ہے؟ آیئے کچھ فرق سامنے لے آتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ کے دوست

ارشادِ الٰہی ہے۔

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیاء ھم الطاغوت یخرجونھم من الظلمات الی النور اولئك اصحاب النار ھم فیھا خالدون (البقرہ۔ ۲۵۷)	اللہ تعالیٰ ایمان والو کا ولی ہے جو انہیں ظلمتوں سے نور کی طرف نکالتا ہے (اور کفر سے اسلام تک پہنچاتا ہے) اور کفار و مشرکین کے ولی طاغوت ہیں جو انہیں تاریکی و کفر تک لے جاتے ہیں یہ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقربین و اولیاء کا تذکرہ کفار کے بتوں اور طاغوت کے مقابل فرمایا ہے۔ اگر طاغوت کو اولیاء اللہ میں شامل مانیں تو ان کا بھی (العیاذ باللہ) طاغوت و شیطان ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی دوزخی اور اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور ایسی بات کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا تو ماننا پڑے گا طاغوت و بت اور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دوست اور ہیں۔

۲۔ طاغوت کے ساتھ عداوت لازم جبکہ اولیاء سے عداوت اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ۔

اس سے پہلی آیت میں فرمایا۔

لا اکراہ فی الدین قد تبین	کچھ زبردستی نہیں ہے دین میں بے

الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن بالله فقد استمسر بالعروة الوثقٰی (البقرہ۔۲۵۶)	شک خوب جدا ہو گئی نیک راہ گمراہی سے تو جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی۔

یہ ارشاد الٰہی واضح اور اشکار کر رہا ہے طاغوت کا انکار لازم بلکہ اس کے ساتھ ایمان کفر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے دوست انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم پر ایمان لانا لازم ہے گویا معبودان باطلہ اور طاغوت کے ساتھ عداوت و دشمنی اہل ایمان پر فرض اور اولیاء کرام سے محبت عین ایمان ہے بلکہ ان سے دشمنی و عداوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ ہے جس کی نشاندہی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدس فرمان قدسی میں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب (البخاری)	جس نے میرے دوست سے دشمنی اختیار کی میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔

۳۔ اولیاء اللہ کے راستہ پر چلنے کی دُعا

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ مجھ سے یہ دُعا کیا کرو۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. (الفاتحہ:۶۔۷)	اے اللہ ہمیں سیدھی راہ چلا ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہے نہ ان لوگوں کی راہ جن پر غضب ہوا اور نہ ان کی راہ جو بھٹک گئے۔

Marfat.com

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے انعام یافتہ بندوں کا تذکرہ بھی فرما دیا ہے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ کے انعام یافتہ بندوں کی رفاقت نصیب ہوگی یعنی انبیاء، صدیقین، شھدا اور صالحین اور یہ رفاقت کس قدر حسین ہے۔

(النساء۔٦٩)

تمام مسلمان ہر وقت بالخصوص ہر رکعت نماز خواہ فرض ہو یا واجب سنت ہو یا نفل میں ان کی سنگت و رفاقت کی اللہ تعالیٰ سے اس کے حکم پر دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی راہ پر گامزن فرما۔

اگر نعوذ باللہ یہ مقدس ہستیاں، معبودان باطلہ اور بتوں میں شامل ہیں اور ان میں کوئی فرق ہی نہیں تو ان کی راہ پر چلنا کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی ہوتا نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اس کی تعلیم دیتا اور ان کے نقوش اقدام کو ہمارے لئے منزل مقصود ٹھہراتا' لہٰذا قطعی طور پر واضح ہوگیا کہ یہ مقدس ہستیاں اور مقربان بارگاہ خداوندی معبودان باطلہ اور ارباب من دون اللہ میں داخل نہیں ہے۔

۴۔ انہیں خوف و غم نہیں

معبودان باطلہ کے حوالہ سے فرمان ہے۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ

یقیناً تم اور جن کی پوجا پاٹ کرتے

Marfat.com

حصب جھنم ہو اللہ کے علاوہ جہنم کا ایندھن ہے۔ (الانبیاء۔۹۸)

لیکن اہل اللہ کے بارے میں فرمایا۔

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون سنو بلاشبہ جو لوگ اللہ کے دوست اور پیارے ہیں نہ ان پر کوئی خوف اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے۔ (یونس۔۶۲)

اگر اولیاء اللہ من دون اللہ اور بتوں میں شامل ہوتے تو جہنم کا ایندھن بنتے اور لعنت کے مستحق العیاذ باللہ۔لہذا ثابت ہوا کہ یہ محبوبان خدا اس زمرہ میں شامل ہی نہیں۔

۵۔ ملائکہ کا نزول

اللہ تعالیٰ کے دوستوں انبیاء و اولیاء پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو انہیں دنیا و آخرت کے حوالہ سے بشارت و خوشخبریاں دیتے ہیں کہ تمہارے رب کے ہاں تمہاری منشاء کے مطابق ہے۔ارشاد فرمایا۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیم الملائکة الاتخاقوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاء کم فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم ولکم فیھا ماتدعون

بلاشبہ وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش رہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے،

Marfat.com

لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو۔ (حم السجدہ: ۳۰-۳۱)

حالانکہ طاغوت اور معبودان باطلہ خود شیاطین ہیں اور ان پر شیاطین ہی اترتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہیں۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیاء ھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون (الانعام:۱۲۱)	اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

۶۔ جہنم کا ایندھن

بت اور معبودان باطلہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ ارشاد الٰہی ہے اے مشرکین

انکم وماتعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون لو كان هؤلاء الهة ما وردوها وكل فيها خالدون (الانبیاء۔۹۸)	تم اور تمہارے معبودان باطلہ جہنم کا ایندھن ہیں اور تم سب اس میں داخل ہونے والے ہو اگر تمہارے معبود در حقیقت خدا ہوتے تو دوزخ کی آگ میں داخل نہ ہوتے اور سب ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

مفسرین نے لکھا جب حضور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ مشرکین کے سامنے تلاوت کی تو ابن زبعری نے کہا ہمارے بت، اصنام اور انصاب اگر

Marfat.com

جہنم میں داخل ہونگے تو عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی یہودی حضرت عزیز علیہ السلام کی اور بنو ملیح ملائکہ کی پوجا کرتے ہیں لہٰذا یہ نبی جہنم میں داخل ہونگے تو اللہ تعالیٰ نے ان بدباطن لوگوں کا رد اور معبودان باطلہ اور اپنے مقربین کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرمایا۔

ان الذین سبقت لهم منا الحسنی اولئك عنها مبعدون لایسمعون حسیسها وهم فیما اشتهت انفسهم خالدون لایحزنهم الفزع الاکبر و تتلقهم الملئكة هذا یومكم الذی کنتم توعدون (الانبیاء۔۹۹)

جن لوگوں سے ہم نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے وہ نار جہنم سے دور رکھے جائیں گے وہ نار جہنم کے جوش کی آواز بھی نہ سنیں گے اور اپنی پسندیدہ نعمتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں انہیں سب سے بڑا دھماکہ (دہشت قیامت) غم میں نہیں ڈالے گی فرشتے ان کے استقبال کریں گے اور مبارک دیتے ہوئے کہیں گے یہ ہے تمہارا دن جن کا وعدہ تھا۔

خوب غور کر لیجئے دونوں کا انجام ملاحظہ ہوا ایک جہنم کا ایندھن اور اس میں دائمی رہنے والے ہیں اور ایک گروہ کے بارے میں واضح کیا کہ یہ جہنم سے دوری کی وجہ سے اس کی آواز تک نہیں سنیں گے بلکہ انہیں کوئی بڑے سے بڑا قیامت کا دھماکہ ہی غمگین نہیں کر سکتا۔

امام العصر علامہ محمد اشرف سیالوی ان آیات کے تحت رقم طراز ہیں۔

Marfat.com

دونوں آیات نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اولیاء کرام اور ارباب استقامت کے لئے منہ مانگی نعمتیں موجود ہیں اور ہر طرح کا انعام و اکرام انہیں حاصل ہیں لہٰذا ان کو اور شہدا صالحین کو مایملکون من قطمیر کا مصداق بنانا لغو باطل اور اس طرح شہداء کرام کے حق میں وارد قول باری تعالیٰ۔

بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین — بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں سے رزق دے جاتے ہیں' خوش ہیں۔

اور آنحضرت ﷺ کے لئے ارشاد ربانی۔

و للاخرة خیرلك من الاولی ولسوف یعطیك ربك فترضی — اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے اور بے شک عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

وغیر ذلک من آلایات قول منکرین کے بطلان و خذلان پر اول دلیل ہیں لہٰذا اصنام و انصاب اور صور و تماثیل کے حق میں وارد آیات کو انبیاء کرام رسل عظام علیہم السلام اور اولیاء اللہ تعالیٰ اور شہدا و صالحین پر چسپاں کرنا قطعاً باطل ہے .... بلکہ جس طرح ان الذین سبقت لھم منا الحسنی الایۃ۔ حضرت عزیز اور حضرت مسیح علیہا السلام اور ملائکہ مقربین کو انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم سے مستثنیٰ کر دیا اور کفار کے زعم فاسد اور قول باطل کو رد کر دیا ہے اسی طرح ہماری پیش کردہ آیات بینات نے اور اس کے علاوہ قرآن وحدیث میں مذکورہ دلائل نے خارجیوں

Marfat.com

کے اس زعم فاسد اور قول باطل کا فساد و بطلان بھی واضح کر دیا ہے۔
نیز ان کی قرآن دانی اور مطالب فہمی کا بھانڈا بھی عین چوراہے میں پھوٹ گیا ہے جو اعتراض کفار و مشرکین نے آنحضرت ﷺ پر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا اور اپنے مقربین کو علیحدہ فرمادیا وہی اعتراض اب ان اسلام و ایمان کے دعوے داروں نے اہل اسلام اہل سنت و جماعت پر کر دیا اور یہ پتہ نہ چلا کہ یہ اعتراض کن لوگوں کا ہے اور کس پر ہے اور اس کا جواب تو کئی صدیاں پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرما دیا۔

(جاء الصدور۔ ۲۴۳۔۲۴۴)

۷۔ بارگاہ اقدس کے آداب

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کی بارگاہ اقدس کے آداب سکھائے۔ ان کی خدمت میں یوں بیٹھو' ان سے یوں بات کرو' ان کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اگر تم نے اس میں احتیاط سے کام نہ لیا تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

یایھا الذین امنوا لاترفعوا	اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی
اصواتکم فوق صوت النبی ولا	نہ کرو اس غیب بتانے والے کی
تجھروا ولہ بالقول کجھر	آواز سے اور ان کے حضور بات
بعضکم لبعض ان تحبط	چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک
اعمالکم وانتم لاتشعرون	دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ
(الحجرات۔۲)	کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو

Marfat.com

جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

برائے تقویٰ منتخب لوگ

اور فرمایا جو اپنی آوازوں کو میرے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں پست کرلیں گے ایسے ہی لوگ صاحب تقویٰ ہیں اور تقویٰ خلاصہ دین اور اس کی روح ہے فرمایا۔

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئك الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ واجر عظیم (الحجرات۔۳)

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

راعنا نہ کہو

یہ بھی حکم دیا کہ گفتگو و تحریر میں ایسا کوئی لفظ استعمال نہ کرو جس میں میرے حبیب ﷺ کی بے ادبی کا شائبہ یا بو ہو جیسے کہ صحابہ راعنا کہتے تھے' جب مخالفین نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا تم اگرچہ اچھی نیت سے یہ لفظ کہتے ہو مگر دشمن اس کی آڑ میں میرے حبیب ﷺ کی بے ادبی کرنا چاہ رہا ہے لہٰذا تم یہ لفظ ہی بدل ڈالو۔ آیندہ انظرنا کہا کرو۔ پڑھیے ارشاد الٰہی۔

یایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم.

اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں کہو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے

Marfat.com

لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کے تحت تمام مفسرین کرام نے یہ اصول بیان کر دیا کہ ہر وہ لفظ نہ بولو اور نہ لکھو وسنو جن میں حبیب خدا ﷺ کی بے ادبی کا شائبہ یہاں ہم علامہ محمد علی شوکانی کے الفاظ نقل کر رہے ہیں۔

وفی ذلک دلیل علی انه ینبغی تجنب الالفاظ المحتملة للسب والنقص وان لم یقصد المتکلم بها ذلک المعنی المفید للشتم سدا للذریعة دفعا للوسیلة وقطعاً لمادة المفسدة والتطرق الیه

اس آیت میں دلیل واصول ہے کہ تمام الفاظ سے اجتناب لازم ہے جن میں سب وشتم کا احتمال وشائبہ ہو اگرچہ متکلم کا مقصد مذکورہ معنی نہ ہوتا کہ بے ادبی کا دروازہ ہی بند رہے اور اس کی وجہ سے فتنہ وفساد نہ پھیل سکے۔

(فتح القدیر، ۱۔۱۲۴)

کیا کسی بت یا معبود باطل کو یہ شان حاصل ہے ہرگز نہیں بلکہ ان کی اعلانیہ مذمت کرنا ضروری اور ایمان کا حصہ ہے جو ان کا احترام کرے گا وہ ایمان سے فارغ ہو جائے گا۔

۸۔ اتباع کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی اتباع وتعظیم کا حکم دے رکھا ہے یہاں تک واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی صورت ہی یہی ہے کہ تم اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

Marfat.com

محبوب بن جانا

بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے سید الانبیاء علیہ السلام کو یہ امتیاز بخشا کہ جو آپ ﷺ کی اتباع کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لے گا یعنی باقی انبیاء علیہم السلام کی اتباع کرنے والوں کو قرب الٰہی اور انعامات ملیں گے مگر وہ محبوب الٰہی نہیں بن سکیں گے یہ شان اللہ تعالیٰ نے فقط اپنے حبیب ﷺ کو عطا کرتے ہوئے فرمایا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ	اے محبوب فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو
فاتبعونی یحببکم اللہ	دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار
ویغفرلکم ذنوبکم	ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور
(آل عمران ۔۳۱)	تمہارے گناہ بخش دے گا۔

جن ہستیوں کی اتباع و تعظیم سے انسان، اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے انہیں بتوں اور خود ساختہ اشیاء میں شامل کرنا ظلم عظیم نہیں ہے تو اور کیا ہے، کیا یہ شان کسی بت کو حاصل ہے ہرگز نہیں بلکہ ان کی اتباع تو کجا ان پر لعنت ڈالنا ایمان ہے۔

۹۔ یہ شعائر اللہ ہیں

جیسے اذان، نماز، روزہ، اسلام کے شعائر ہیں اس سے کہیں بڑھ کر قرآن، صاحب قرآن اور حضرات انبیاء علیہم السلام شعائر اللہ ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے حوالہ سے کہتے ہیں۔

چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں پیغمبر، قرآن، کعبہ اور نماز (حجۃ اللہ)

Marfat.com

ارشاد الٰہی ہے۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب	اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو بے شک اس میں دلوں کا تقویٰ ہے۔

(الحج۔۳۲)

کیا بت شعائر اللہ ہوتے ہیں' کیا ان کی تعظیم و عزت تقویٰ کہلاتی ہے۔

ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان کی توہین و مذمت ہر باشعور کا فریضہ ہے' ان کا گرانا سنت وطریقہ' حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہے خواہ وہ کعبہ کے اندر ہی کیوں نہ ہوں لیکن جن چیزوں کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے مقرب بندوں سے ہو ان کا حسب درجہ احترام لازم ہو جاتا ہے مثلاً صفا و مروہ۔ مقام ابراہیم۔ حجر اسود۔ عرفات۔ منی۔ مزدلفہ۔

شہر حبیب ﷺ کی قسم

یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے شہر کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا۔

لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد	میں اس شہر کی قسم اٹھاتا ہوں جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔

(البلد:۱۔۲)

امام بدر الدین زرکشی (ت۔۷۹۴) نے ان آیات مبارکہ سے یہ استدلال کیا کہ یہ مکہ و مدینہ دونوں کی قسم ہے کیونکہ ان دونوں کو محبوب خدا ﷺ کے تلووں کا بوسہ نصیب ہوا۔

Marfat.com

يمكن ان يريد به المدينة ويكون فى الاية تعريض بحرمة البلدين حيث اقسم بها وتكرار البلد مرتين دليل على ذلك وجعل لاسمين المعنين اولى من ان يكونا لمعنى واحد وان يستعمل الخطاب فى البلدين اولى من استعماله فى احدهما بدليل وجود الحرمة فيهما

یہاں بلد سے شہر مدینہ بھی مراد ہو سکتا ہے تو آیت میں دونوں شہروں کی حرمت کا ذکر ہو جائے گا کیونکہ یہ دونوں کی قسم ہے۔ لفظ بلد کا تکرار اس پر دلیل ہے۔ دو اسماء کے دو معانی کرنا واحد معنی سے اولیٰ ہوتا ہے خطاب کا دونوں شہروں کے لئے قرار دینا ایک سے اولیٰ ہے تاکہ دونوں میں حرمت کا ثبوت و وجود واضح ہو جائے۔

(البرہان فی علوم القرآن:۲۔۱۵۳)

بلکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ مقام جہاں حضور ﷺ کا قدم لگے یہ اس کی قسم ہے۔

بابى وامى يا رسول الله قد بلغت من الفضيلة عنده ان اقسم تراب قدميك فقال لااقسم بهذا البلد

یا رسول اللہ، میرے والدین آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کس قدر مقام ہے کہ اس نے آپ کے قدموں کی خاک کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا لا اقسم بهذا البلد۔

(نسیم الریاض:۱۔۱۹۶)

کیا یہ معبود باطل کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ ایسا تصور ہی کفر ہے۔

Marfat.com

۱۰۔ در محبوب ﷺ سے ہوتے ہوتے آؤ

بتوں اور معبودان باطلہ کے پاس جانے سے اور ان کی عزت کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے لیکن حبیب ﷺ کو یہ مقام بخشا کہ اگر کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے تو فرمایا میرے حبیب ﷺ کے در پر آجائے۔ وہاں آکر اللہ تعالیٰ سے توبہ و معافی مانگے اور میرا حبیب ﷺ اس کی سفارش کردے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا۔ پڑھیے ارشاد الٰہی۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (النساء:٦٤)	اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی شفاعت فرما دے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

ماذون من اللہ

اوپر آپ نے پڑھا رسول کی اطاعت' اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دوسرے مقام پر فرمایا ہم نے۔

وداعیاً الی اللہ باذنہ (الاحزاب۔٤٦)	آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف داعی اپنے اذن سے بنایا۔

Marfat.com

یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ' اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسب درجہ ماذون ہوتے ہیں۔ یہ بتوں کی طرح لوگوں کے ہاتھوں کے تراشے ہوئے نہیں ہوتے یعنی خود ساختہ نہیں بلکہ خدا ساختہ ہوتے ہیں اور اس فرق کو سمجھ لینا ایمان ہے۔

حدیث بخاری

آخر میں اس حدیث کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے جو صحیح اور بخاری میں ہے۔ حضور علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جب بندہ میری اطاعت و فرمانبرداری کر کے میرا ہو جاتا ہے تو پھر وہ میری صفات مقدسہ کا مظہر بن جاتا ہے۔ الفاظ حدیث ہیں۔

فاذا جبته فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بهاوان سالنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه
(الصحیح للبخاری: باب التواضع)

جب میں بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بنتا ہوں جن سے وہ گرفت کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں کی قوت ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں عطا کرتا ہوں اور وہ پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

Marfat.com

یعنی جب بندہ اپنے کو ذات الٰہی کے سامنے فنا کر دیتا ہے تو اس کے ظاہری جسم و صورت کے علاوہ کچھ نہیں رہتا پھر اس میں تصرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے یہ کوئی اتحاد حلول نہیں بلکہ یہ مقام فنا ہے۔

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (ت۔۶۰۶) اس حقیقت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس زبان کے ذریعے سمجھاتے ہیں۔

ولهذا قال علی بن ابی طالب کرم الله وجهه والله ماقلعت باب خیبر لقوة جسدانية ولكن بقوة روحانية	اس قوت روحانی کی بنا پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ اپنی جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ ربانی طاقت سے اکھاڑا تھا۔
(مفاتیح الغیب:۵۔۶۸۷)	

حبیب خدا کی توانیاں اور قرآن

یہاں ہم اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ کسی اور کی توانیوں میں شک کی گنجائش ہو سکتی ہے تو ہو لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء علیہ السلام کے بارے میں شک کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں کیونکہ قرآن مجید نے واضح کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کی توانیاں اپنی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی توانیاں حاصل ہیں۔

اللہ کا ہاتھ

بیعت رضوان کے موقع پر چودہ صد صحابہ نے جب حضور ﷺ کی بیعت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کو اپنے دست اقدس پر بیعت قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

Marfat.com

ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله' ید الله فوق ایدیھم جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی انہوں نے اللہ کی بیعت کی اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر۔ (الفتح)

یہ کنکریاں اللہ نے پھینکیں

ایک غزوہ کے موقعہ پر نبی اکرم ﷺ نے دفاع کی خاطر سنگریزے کفار کی طرف پھینکے جس سے کافروں کے منہ اور آنکھیں بھر گئیں آپ کے اس عمل کے بارے میں فرمایا۔

ومارمیت اذ رمیت ولکن الله رمی نہیں پھینکا جب آپ نے پھینکا مگر اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔

(الانفال۔۱۷)

زبان و دل کی ضمانت

آپ ﷺ کے زبان و دل اقدس کے بارے میں فرمایا ان کی ذاتی خواہش ہی نہیں بلکہ ان فکر اور ان کا قول اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حق ہی ہوتا ہے۔

ومایـنطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (النجم۔۳،۴)

جب آپ ﷺ کی توانیاں یقینی اور قطعی طور پر' اللہ تعالیٰ کی توانیوں کا مظہر ہیں تو پھر آپ کے کمالات کو چیلنج کرنا کیسے درست ہے۔ آیئے ہم اہل علم و معرفت کی بات نقل کرتے ہیں۔

Marfat.com

امام شیخ زادہ امام بوصیری کے شعر

فان من جودک الدنیا وضرتھا   ومن علومک علم اللوح والقلم

(یا رسول اللہ ﷺ دنیا و آخرت آپ کی سخاوت کا مظہر اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا حصہ ہے) کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

امامن اکتملت بصیرتہ بالنور الالھی فیری بھا بالذوق ان علوم اللوح والقلم جزء من علومہ کما ھی جزء من علم اللہ تعالٰے سبحانہ لانہ علیہ السلام عند الانسلاخ عن البشریۃ کمالا یسمع ولایبصر ولا یبطش ولاینطق الابہ جلت قدرتہ وعمت نعمتہ کذلک لایعلم الابعلمہ الذی لایحیطون بشئ منہ الا بماشاء کما اشار الیہ بقولہ وعلمک مالم تکن تعلم

(حاشیہ شیخ زادہ۔ ۲۱۹)

جس کی بصیرت نے نور الٰہی سے فیض پایا تو وہ اس سے دیکھتا ہے کہ لوح و قلم کے علوم آپ ﷺ کے علوم کا جز ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے علوم کا جز ہیں کیونکہ آپ ﷺ جب شریعت سے فنا ہوتے تو اب آپ ﷺ کا سننا' دیکھنا اور بولنا اس ذات اقدس کی توانائی سے ہے جس کی قدرت غالب اور انعامات عام ہیں اس طرح آپ ﷺ کا علم اس کے علم کا فیض ہے جس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جس قدر وہ چاہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ارشاد کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ تمام سکھا دیا جسے نہ جانتے تھے۔

تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''شان انبیاء و اولیاء'' (حدیث ولی

Marfat.com

کی تشریح) کا مطالعہ کیجئے۔ الغرض قرآن وحدیث اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی شانوں، کمالات، مقامات، معجزات و کرامات سے مالا مال ہیں تو ان مقدس ہستیوں کو بتوں میں شامل کرنا اور انہیں ان کے برابر قرار دینا سوائے جہالت کے کچھ نہیں۔ اگر ہم خود ساختہ اور خدا ساختہ تصور کو اچھی طرح سمجھ لیں تو معاملہ حل ہو جائے گا۔

نوٹ: اگر کوئی آدمی ان کے آداب میں جہالت سے کام لیتا ہے تو اس سے ان کے کمالات وتصرفات میں کمی نہیں آئے گی مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر ان کی کسی نے عبادت کی تو اس سے ان کے مرتبہ میں کمی تو نہیں آئی اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو حبیب اللہ، کسی کو اسد اللہ اور کسی کو سیف اللہ کا درجہ دیا ہے تو ہمیں دل و جان سے تسلیم کر لینا چاہیئے اور انہیں کبھی بھی خودساختہ بتوں کی صف میں لانے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

حلیمہ دو جہاں قربان ہو تیرے مقدر پر
تیرے کچے سے گھر میں رحمتِ پروردگار آئی

نور خدا

سیّدہ حلیمہ کے گھر

تالیف

مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلی کیشنز

Marfat.com

Marfat.com

شرفاء مکہ کا دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو بدوی آبادی اور دیہات میں بھیجدیا کرتے تھے تاکہ بچے کھلی فضا میں بہتر نشوونما پانے کے ساتھ ساتھ لسانی فصاحت و شستگی اور عرب کی خالص زبان حاصل کریں۔ مدتِ رضاعت کے بعد معقول معاوضہ دے کر بچوں کو واپس لایا جاتا تھا۔ اسی لیے نواحِ مکہ کے قبائل کی بدوی عورتیں سال میں دو مرتبہ ــــ بہار اور خزاں میں ــــ بچوں کی تلاش میں شہر مکہ آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اسی دستور کے مطابق اس سال قبیلہ بنو سعد کی جو دس عورتیں بچوں کو حاصل کرنے کے لیے مکہ آئیں ان میں ایک خاتون حلیمہ رضہ سعدیہ بھی تھیں۔ حلیمہ رضہ کے ساتھ شیر خوار عبداللہ نامی بچہ، ان کا شوہر حارث، اور ایک اونٹنی تھی۔ اس سفر کی روئیداد حضرت حلیمہ خود بیان کرتی ہیں۔

قدمت مكة فی نسوة من بنی سعد فالتمس بها الرضعاء فی سنة شهباء فقدمت علی اتان لی قمراء كانت اذمت بالركب ومعی صبی لنا وشارف لنا والله ما تبض بقطرة وما ننام ليلنا ذلك اجمع مع صبيناذاك ما نجد فی ثديی ما يغنيه ولا فی شارفنا ما يغنيه (السيرة النبويہ لابن كثير ۱: ۲۲۵، ۲۲۶)	میں بنی سعد کے خاندان کیساتھ مکہ میں بچوں کو حاصل کرنے کے لیے آئی۔ حالت یہ تھی کہ اس سال شدید قحط تھا۔ میری سواری نہایت ہی کمزور اور لاغر تھی جس کا چلنا دشوار تھا میرے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جو دودھ کے ساتھ سیر نہ ہو پاتا اور نہ ہی ہمارے پاس سیر ہو کر کھانے کے لیے کوئی چیز تھی ساری رات اس بچے کی روتے اور ہماری جاگتے بسر ہو جاتی۔

سواری کے لاغر ہونے کی وجہ سے حضرت حلیمہ مکہ میں دوسری دائیوں کے بعد

Marfat.com

پہنچیں۔ تمام کی تمام عورتیں بچے حاصل کر چکی تھیں لیکن کسی خاتون نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، یہ محسوس کرتے ہوئے کہ آپ یتیم ہیں لہٰذا معقول معاوضہ نہیں ملے گا، نہ لیا۔ جب حلیمہ کو پتہ چلا کہ سوائے آپ کے کوئی دوسرا بچہ نہیں رہا، اپنے خاوند سے کہا:

واللّٰہ انی اکرہ ان ارجع من بین صواحبی لیس معی رضیع لانطلقن الی ذلک الیتیم فلاخذنہ	اللہ کی قسم اب میں خالی نہیں جاؤں گی۔ میں اس یتیم بچے کے ہاں جاتی ہوں اور اسے ساتھ لے جاتی ہوں۔

(السیرۃ النبویہ لابن کثیر ۱ : ۲۲۶)

اس کے خاوند حارث نے کہا:

لا علیک ان تفعلی عسی اللّٰہ ان یجعل لنا فیہ برکۃ۔	ایسا ضرور کر لینا چاہیے۔ شاید اللہ تعالیٰ اسی میں برکت عطا فرمائے۔

(السیرۃ النبویہ لابن کثیر ۱ : ۲۲۶)

فرماتی ہیں کہ جب محلہ بنی ہاشم میں آپ کا مکان تلاش کرتی ہوئی میں وہاں پہنچی تو آپ کے دادا عبدالمطلب سے میری ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا:

من انت ؟	تو کون ہے؟

میں نے عرض کیا:

انا امرۃ من بنی سعد	میرا تعلق بنی سعد سے ہے۔

فرمایا:

ما اسمک ؟	تیرا نام؟

میں نے اپنا نام حلیمہ بتایا:

Marfat.com

فتبسم عبد المطلب و	تو وہ مسکرائے اور فرمایا بس بس
قال بخ بخ سعد وحلم	سعادت اور حلم کا اجتماع ہے ان
خصلتان فیھما خیر و	میں خیر اور عزت ہی عزت ہے۔
عز الابد۔ (انسان العیون ' ۱ : ۱۴۷)	

نام وغیرہ پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ جب حلیمہ مکہ شریف میں داخل ہوئی تھیں تو عبد المطلب کو ہاتف غیبی کی طرف سے یہ آواز آئی تھی :

ما ان لہ غیر الحلیمۃ مرضعۃ

نعم الامینۃ ھی علی الابرار

آپ کے بیٹے کو حلیمہ خاتون کے علاوہ دودھ پلانے کے لیے کوئی عورت نہیں لے جائے گی اور وہ نیک اور امانت دار خاتون ہے۔

(سبل الھدی والرشاد '۱ : ۳۸۰، آثار المحمدیہ '۱ : ۴۷)

آپ کے دادا کے علاوہ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی اس پر آگاہ کر دیا گیا تھا کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حلیمہ کو جب آپ کی دیگر عظمتوں سے آگاہ فرمایا تو ساتھ فرمایا :

قیل لی ثلاث لیال استرضعی	مجھے تین دن سے خواب میں کہا
ابنک فی بنی سعد ثم فی	جا رہا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کے
ال ابی ذویب	لیے بنی سعد، آل ابی ذویب سے
(طبقات ابن سعد' ۱ : ۱۱۱)	دودھ پلانے کے لیے انتظام کرو۔

یہ سن کر حضرت حلیمہ نے عرض کیا :

فان زوجی ابو ذویب	میرا خاوند ہی ابو ذویب ہے۔

اس کے بعد عبد المطلب حلیمہ سے یوں مخاطب ہوئے :

"اے حلیمہ یہ میرا بچہ یتیم ہے۔ اسے دیگر خواتین اس لیے نہیں لے گئیں کہ

Marfat.com

انہیں معقول معاوضہ کی امید نہ تھی ۔ اگر تو پسند کرتی ہے کہ تیرے بخت جاگ جائیں تو اسے لے جا۔ حلیمہ نے انہیں کہا کہ آپ مجھے تھوڑی سی مہلت دیں تاکہ میں اپنے خاوند سے دوبارہ مشورہ کر لوں ۔

فانصرفت الی صاحبی فاخبرته فکان اللہ قذف فی قلبہ فرحا وسرورا فقال لی یا حلیمہ خذیہ ۔

(انسان العیون ۱، ۱۴۷)

میں نے جاکر اپنے خاوند سے تمام ماجرا عرض کیا لیکن مجھے تعجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اتنی خوشی اور فرحت پیدا کر دی تھی کہ فی الفور کہنے لگے کہ حلیمہ دیر مناسب نہیں اس خوش بخت بچے کو حاصل کر لے ۔

میں جلدی سے واپس گئی تو حضرت عبدالمطلب میرا انتظار کر رہے تھے جب میں نے بچہ لانے کو کہا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا ۔ ساتھ چلنے کو کہا ۔ آپ مجھے اس مکان میں لے گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ۔ آپ کی والدہ نے مجھے خوش آمدید کہا ۔

پہلی زیارت

جب میں مولد النبی (جائے ولادت) میں داخل ہوئی تو دیکھا :

فاذا هو مدرج فی ثوب صوف ابیض من اللبن و تحته حریرة خضراء راقد علی قفاه یغط یفوح منه رائحة المسك ۔

(انسان العیون ۱، ۱۴۷)

آپ دودھ سے بھی سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور نیچے سبز رنگ کا بچھونا ہے، آپ سوئے ہوئے تھے اور آپ کے جسم اطہر سے خوشبو کے حلے پھوٹ رہے تھے ۔

Marfat.com

جب کپڑے کو چہرۂ اقدس سے ہٹایا گیا،

نا شفقت ان اوقظه من نومه لحسنه وجماله (انسان العیون، ۱: ۱۴۷)	تو میں آپ کے حسن و جمال میں اس طرح گم ہو گئی کہ مجھے جگانے کی ہمت نہ رہی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان الفاظ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

پس بخواستم کہ بیدار می کنم اورا از خواب پس عاشق شدم بر حسن وجمال وے۔ (مدارج النبوۃ، ۲: ۱۹)	جگانا چاہا مگر میں آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر رہ گئی۔

جب میں کچھ سنبھلی تو میں نے نزدیک ہو کر آپ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا

فوضعت یدی علی صدرہ فتبسم ضاحکا ففتح عینیه الی فخرج من عینیه نور حتی دخل خلال السماء وانا انظر فقبلته بین عینیه واخذته (آثار المحمدیہ لاحمد زینی دحلان ۱: ۴۷)	آپ نے تبسم فرمایا اور آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا جب آپ نے آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ آنکھوں سے ایک نور نکل رہا ہے اور اس کی شعاعیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ میں رہ نہ سکی۔ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان۔ (جبین مقدس پر) بوسہ دیا اور گود میں اٹھا لیا۔

صاحب سیرت حلبیہ نے حضرت حلیمہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

وما حملنی علی اخذہ (ای فی ابتداء الامر) الا انی لم اجد غیرہ والا فما ذکرته	جب لینے گئی تھی تو مجبوری تھی کہ کوئی بچہ نہ ملا تھا لیکن جب زیارت سے مشرف ہو گئی تو اب آپ کو

Marfat.com

من اوصافه مقتض لاخذه۔ (سیرت حلبیہ ۱:۱۴۷) | لے جانا میرا تقاضا بن گیا۔

حلیمہ کی گود میں

حلیمہ سعدیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے ایک پستان سے ان دنوں دودھ نہیں آ رہا تھا۔ اس ضمن میں امام ہمدانی سبعیات میں حلیمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان احد ثدیی حلیمہ کان لا یدر اللبن منہ فلما وضعتہ فی فم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم در اللبن۔ (انسان العیون ۱:۱۴۷)

کہ میرے ایک پستان سے دودھ نہیں آتا تھا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پیش کیا تو آپ کی برکت سے اس سے بھی دودھ جاری ہو گیا۔

آپ کی برکت سے میرے دوسرے بچے کو بھی سیر ہو کر دودھ پینا نصیب ہوا۔ میرا خاوند جب اونٹنی کا دودھ دوہنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں اور اس نے اتنا دودھ دیا کہ ہم تمام نے سیر ہو کر پیا۔ آج ہم نے اطمینان کے ساتھ رات بسر کی۔

عدل وانصاف

امام ابن سبعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہ فرمایا کرتیں۔

کنت اعطیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الثدی فیشرب منہ ثم احولہ الی الثدی

میں جب آپ کو دایاں دودھ پیش کرتی تو آپ نوش فرماتے پھر بائیں جانب رخِ انور کرتی تو

الا یسر فیأبٰی ان یشرب منه — تو آپ دودھ پینے سے انکار فرما دیتے۔

(سبل الھدیٰ ۱: ۷۷۴)

علماء امت نے بیان کیا کہ یہ اعراض عدل و انصاف کے تقاضے پورا کرنے کے لیے تھا

و ذالک من عدله صلی اللّٰه علیه وسلم لانه علم ان له شریکا فی الرضاعة۔ — یہ اعراض عدل کی وجہ سے تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ میرے ساتھ دودھ پینے میں میرا دوسرا بھائی بھی شریک ہے۔

(سبل الھدیٰ ۱: ۷۷۴)

حجرِ اسود کا چہرۂ اقدس کے بوسے لینا

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ رات گزارنے کے بعد جب ہم نے صبح واپسی کا ارادہ کیا تو خواہش ہوئی کہ جانے سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کر لینا چاہیے۔ چنانچہ میں آپ کو اٹھا کر حرمِ کعبہ میں لے گئی۔ طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے چاہا کہ حجرِ اسود کو بوسہ دوں لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب آپ کو حجرِ اسود نے دیکھا تو اپنی جگہ سے حرکت کر کے آپ کی طرف بڑھا حتی کہ چہرۂ اقدس کے ساتھ چمٹ کر اس نے بوسے لینے شروع کر دیے۔

بیہقیٔ وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس روایت کو یوں نقل کرتے ہیں:

روی ان حلیمه لما اخذته دخلت علی الاصنام فنکس الھبل رأسه وکذا جمیع الاصنام من اماکنھا تعظیما له وجاءت به الی الحجر — یہ منقول ہے کہ جب حلیمہ آپ کو لے کر حرمِ کعبہ میں گئیں تو تمام بتوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا وہ آپ کو حجرِ اسود کے پاس لے کر پہنچیں تو وہ دیکھتے ہی آپ کی طرف

Marfat.com

الاسود ليقبله فخرج من	بڑھ کر آپ کے چہرۂ اقدس کے ساتھ
مكانه حتى التصق بوجهه	چمٹ گیا۔
الكريم صلى الله عليه وسلم.	

(المظہری، ۶ : ۵۲۸)

سواری کی ایمان افروز گفتگو

آپ کی والدہ محترمہ اور دادا اکرم کی اجازت اور طواف کعبہ کے بعد جب حلیمہ اور اس کا شوہر واپس لوٹنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پہ بٹھایا گیا تو وہ سواری جو لاغر وکمزور تھی دفعتاً تندرست و توانا ہوگئی اور رفتار میں اتنی تیز کہ دیگر تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ حتی کہ دیگر خواتین حلیمہ سے بار بار سوال کرتیں کہ کہیں آپ نے کی سواری تبدیل تو نہیں کر لی؟ انہوں نے فرمایا سواری تو نہیں بدلی سوار بدلا ہے۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ میری سواری جھوم جھوم کر چلتی اور کبھی کبھی گنگناتی تو یوں محسوس ہوتا جیسے کہہ رہی ہے۔

واللہ ان لی لشانا شانی	اللہ کی قسم آج مجھے اللہ نے عظیم شان
بعثنی اللہ بعد موتی	عطا کر دی ہے۔ موت کے بعد دوبارہ
وارد لی سمنی بعد هزالی	زندگی، کمزوری کے بعد پھر طاقت
ویحکن یا نساء بنی سعد	عنایت کر دی ہے۔ اے بنی سعد
انکن لفی غفلة وهل تدرین	کی عورتو! تم غفلت میں رہیں تمہیں
من علی ظهری؟ علی ظهری	پتہ ہے میری پشت پر کون سوار ہے؟
خیر النبیین و سید	میری پشت پر سید الانبیاء اور
المرسلین وخیر الاولین والاخرین وحبیب رب	رب العالمین کا محبوب سوار ہے۔
العالمین۔ (انسان العیون ۱ : ۱۴۸)	

پتھروں کا سلام ۔ درختوں کا استقبال

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حلیمہ کی واپسی پر راستے کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اذا مشت بہ علی وادیا لیس	جہاں جہاں سے آپ کی سواری
اخضر فی الوقت دکانت	گزرتی وہاں وہاں سبزہ اُگ آتا
تسمع الاحجار تنطق بسلامہا	پتھر آپ کو سلام عرض کرتے ۔ درخت
علیہ والاشجار تحن باغصانہا	اپنی ٹہنیوں سمیت جھک کر استقبال
الیہ ۔ (المظہری ۶ : ۵۲۸)	کرتے ۔

علاقہ کی شادابی

حضرت حلیمہ جب آپ کو لے کر بنی سعد کے علاقہ میں پہنچیں تو وہ علاقہ جہاں قحط سالی کی وجہ سے گھاس تک نظر نہ آتی تھی آج اتنا سرسبز و شاداب ہو چکا تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی ۔ اس شادابی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حلیمہ کہتی ہیں :

لا اعلم ارضا من اراضی	اللہ کی وسیع زمیں ہماری زمین سے
اللہ اجدب منہا ۔	بڑھ کر کوئی سرسبز نہیں

(انسان العیون ۱ : ۱۴۸)

خوشبوؤں کی خیرات

جب آپ کی سواری حلیمہ کے ہاں پہنچ گئی تو کیفیت یہ تھی :

لم یبق منزل من	آپ کی برکت سے بنی سعد کے
منازل بنی سعد الا شممنا	ہر گھر سے کستوری کی طرح خوشبو
منہ ریح المسک	آتی تھی ۔ (سبل الھدیٰ ۱ : ۳۷۲)

Marfat.com

حلیمہ کا گھر — فیضان کا گہوارہ

جب بنی سعد کے لوگوں نے آپ کی آمد پر بے شمار برکتوں کا نزول دیکھا تو ان کے دلوں میں آپ کی عظمت اور محبت پیدا ہو گئی۔ ان سب کو آپ کے مبارک ہونے کا اس طرح کامل یقین ہو گیا کہ جس کسی کو بھی کوئی بیماری یا تکلیف ہوتی بھاگا بھاگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا۔

امام محمد بن یوسف شامی لکھتے ہیں:

القیت محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قلوب الناس حتی ان احدھم کان اذا نزل بہ اذی فی جسدہ اخذ کفہ صلی اللہ علیہ وسلم فیضعھا علی موضع الاذی فیبرأ باذن اللہ تعالیٰ سریعاً۔

لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت اس طرح راسخ ہو چکی تھی کہ اگر کوئی بھی ان میں بیمار ہو جاتا تو وہ آکر آپ کا دستِ اقدس پکڑ کر اپنے جسم کے ساتھ مَس کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فی الفور اس کی تکلیف کو رفع فرما دیتا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، ۱: ۲۷۴)

بکری کا سجدہ اور بوسہ

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں اپنے صحن میں آپ کو گود میں لیے بیٹھی تھی کہ اتنے میں میری بکریاں آگئیں۔

اذ مرت بہ غنیماتی فاقبلت واحدۃ منھن حتی سجدت

وہ تمام میرے پاس سے گزرتی گئیں لیکن ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے

Marfat.com

له وقبلت رأسه ثم ذهبت   سرِ اقدس کو چوم لیا اور سجدہ کیا۔

الی صواحبها۔ (انسان العیون ۱: ۱۴۸)

آپ کے پنگھوڑے کو فرشتے حرکت دیتے

قاضی ثناء اللہ پانی پتی آپ کے خصائص شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعد من الخصائص ان   آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پنگھوڑے

مهده صلی الله علیه وسلم   کو فرشتے حرکت دیتے تھے۔

کان یتحرک بتحریک الملائکة۔ (المظہری ۶: ۵۲۷)

کھیلنے سے اجتناب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھیل کود سے لگن نہ تھی۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں:

وکان صلی الله علیه وسلم   آپ جب بچوں کو کھیلتا دیکھتے تو

یخرج فینظر الی الصبیان   آپ اجتناب فرماتے۔

یلعبون فیجتنبهم۔ (سبل الھدیٰ ۱: ۴۷۳)

حلیمہ کے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ رہی

جب نورِ مجسم کا حلیمہ کے گھر ورود مسعود ہوا تو ان کا گھر بغیر چراغ جلائے روشن رہتا۔ محدث ابن الجوزی نقل کرتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ فرمایا کرتی تھیں:

اذا رضعته فی المنزل   جن دنوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ

استغنی به من المصباح۔   وسلم کو دودھ پلایا کرتی تھی ان دنوں

(المیلاد النبوی ۵۴)   مجھے چراغ کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

Marfat.com

سب سے پہلی گفتگو

حلیمہ سعدیہ کے گھر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں جب زبان کھولی تو آپ کی زبان سے جو الفاظ نکلے وہ اپنے محبوبِ حقیقی کی حمد و ثنا پر مشتمل تھی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے:

اول کلام تکلم صلی اللہ علیہ وسلم به حین فطمته اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ وبکرۃ واصیلاً (السیرۃ النبویہ، ۱:۲۲۸)	سب سے اولین گفتگو جو آپ نے فرمائی وہ ان کلمات پر مشتمل تھی۔ اللہ سب سے بڑا اور بزرگ ہے اور تمام حمد اسی اللہ کے لیے ہے۔ صبح و شام اسی کی تسبیح ہے۔

بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

لا الٰہ الا اللہ قدوسانا العیون والرحمٰن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ قدوس ہے تمام لوگ سو گئے لیکن رب رحمٰن کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔

یہ بھی واضح رہے کہ جب سے آپ نے کلام کرنا شروع فرمایا ہر بات سے پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں:

وکان صلی اللہ علیہ وسلم لا یمس شیئًا الا قال بسم اللہ (انسان العیون، ۱:۱۵۱)	آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کہے بغیر کسی شے کو ہاتھ تک نہیں لگاتے تھے۔

جب آپ دو سال کے ہوتے تو ایک دن آپ نے حضرت حلیمہ سے پوچھا

Marfat.com

کہ دن کے وقت میرے رضاعی بھائی نظر نہیں آتے کہاں چلے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر انہوں نے بتایا:

یرعون بھما غنما لنا فیروحون من اللیل۔	وہ صبح سے شام تک بکریاں چرانے جاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

ابعثنی معھم؟	کیا آپ مجھے بھی ان کے ساتھ جانے کی اجازت دیتی ہیں؟

حلیمہ نے محبت کی وجہ سے اجازت نہ دی لیکن آپ نے اصرار فرمایا تو کہا کہ کبھی کبھی چلے جایا کرو۔ چنانچہ آپ کبھی کبھی اپنے بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے تشریف لے جاتے۔

رضاعی بھائی بہنوں کے تاثرات

جب آپ چراگاہ سے اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ واپس آتے تو حلیمہ سعدیہ ان سے آپ کے احوال دریافت کرتیں۔ ان کے بیان کردہ تاثرات کی چند جھلکیاں تفسیر مظہری کے حوالے سے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ان اخی الحجازی اذا وقف بقدمیہ علی الوادی یخضر لوقتہ۔	ہمارے حجازی بھائی کے جہاں جہاں قدم پڑتے ہیں وہاں سبزہ اگ آتا ہے۔
۲۔ اذا جاء الی البئر ونحن نسقی الاغنام لیعلوا الماء الی فم البئر۔	جب ہم بکریوں کو پانی پلانے کے لیے کسی کنویں پر لے جاتے ہیں تو ہمیں پانی نکالنے کی ضرورت

Marfat.com

نہیں رہتی بلکہ پانی خود بخود اوپر
آجاتا ہے۔

۳۔ اذا قام فی الشمس ظلتہ الغمامہ۔ — دھوپ کے وقت بادل ان پر سایہ کر لیتا ہے۔

۴۔ تاتی الوحوش الیہ وھو قائم نتقبلہ۔ — تمام وحشی جانور آپ کے قدموں کو چومتے رہتے ہیں۔

امام ابن الجوزیؒ نے ان کے تاثرات میں یہ بھی نقل کیا گیا ہے۔

۵۔ لا یمر علی شجر ولا حجر الاسلم علیہ۔ (المظہری، ۶، ۵۲۸) — کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں جس کے پاس سے آپ کا گزر ہو اور وہ آپ کو سلام نہ کہے۔

۶۔ اذا مشی علی الصخر یغوص تحت قدمیہ کالعجین (المیلاد النبوی ۵۵) — جب آپ کسی سخت پتھر پر قدم رکھتے ہیں تو وہ آٹے کی مانند نرم ہو جاتا۔

Marfat.com

فہرست

مقالات 4,3

مقالہ 1۔ انتم اعلم بامور دنیا کم کا صحیح مفہوم 5

مقالہ 2۔ صحابہ اور علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 11

انتساب 13

ابتدائیہ 15

حضور کی شان علمی بیان کرتے 19

۱۔ میں نے زمیں وآسمان کی ہر شئی کو جان اور پہچان لیا 21

۲۔ دنیا وآخرت کے تمام امور سے مجھے آگاہ کر دیا گیا ہے 22

۳۔ ابتدائے خلق سے لے کر دخول جنت تک 23

۴۔ عالم ماکان ومایکون 24

۵۔ ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں جو تجھ پہ عیاں نہ ہو 24

۶۔ قیامت تک کے معاملات کو میں ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں 25

۷۔ جو چاہو مجھ سے پوچھو 26

۸۔ ہر سوال کا جواب لے لو 27

میرے دائیں بائیں تمام صحابہ رو رہے تھے 31

آپ ناراض کیوں ہوتے؟ 33

منافقین کے سوالات کا نمونہ 33

یہ آسمانی خبریں تو دیتا ہے مگر اپنی اونٹنی کے بارے میں نہیں جانتا 34

۹۔ کل فلاں کا فر اس جگہ مرے گا 36

۱۰۔ میں ہر شے کا مشاہدہ کر رہا ہوں 37

۱۱۔ اہل جنت ودوزخ کے ناموں کا علم 38

۱۲۔ تو جنتی اور دوزخی ہے 39

Marfat.com

۱۳۔تین صد سے زائد فتنہ پرور لیڈروں کے نام ولدیت اور قبیلہ کی نشاندہی	39
۱۴۔مجھے تاقیامت فتنوں کے بارے میں آگاہ فرمایا	40
۱۵۔مجھے تاقیامت معاملات سے آپ ﷺ نے آگاہ فرمایا	41
۱۶۔فضاؤں میں اُڑتے آنے والے پرندوں تک کا علم ہمیں عطا فرمایا	42
۱۷۔جو کچھ فرماتے ہو کر رہتا	43
۱۸۔امت کا نیکی وبدی کیساتھ پیش کیا جانا	43
۱۹۔میں امت کے ہر شخص کو پہچانتا ہوں	44
۲۰۔آپ آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھتے	44
۲۱۔آپ پر ہمارا رکوع وخشوع مخفی نہ تھا	45
۲۲۔رات کی تاریکی میں دن کے طرح دیکھتے	45
۲۳۔حضور ﷺ کے علم کے بارے میں بھیڑیے کا اعلان	46
۲۴۔یہ بکری بغیر اجازت ذبح ہوئی ہے	46
۲۵۔تمہارا والد تو فلاں ہے	47
۲۶۔تم نے حج اور نماز کے بارے میں پوچھنا ہے	48
۲۷۔تم پوچھو گے یا میں بتاؤں؟	49
۲۸۔حضور ﷺ آپ کو مبارک ہو	50
اللہ ورسولہ اعلم	51
آج کون سا دن ہے؟	52
کون سا مہینہ ہے؟	52
یہ کون سا شہر ہے؟	53
اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں	54
ساری زندگی شرمندگی	55
حضور ﷺ کا اپنے خالق کی بارگاہ میں ادب	57

Marfat.com

فصل

صحابہ کے مستقبل کے بارے میں اطلاعات وارشادات 60

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنتی ہونا 61

چار خلفاء کا جنتی ہونا 61

خلافت کے بارے میں اشارہ 61

خلافت تیس سال تک رہے گی 62

نبی، صدیق اور دو شہید 62

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت 63

جب تک عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہے تم پر فتنہ کا دروازہ بند رہے گا 63

ہمارے بغیر عثمان رضی اللہ عنہ طواف نہیں کریں گے 64

معانی قرآن پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد کریں گے 65

یہی بات مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی 65

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت 66

کل اسے جھنڈا دوں گا جسکے ہاتھ خیبر فتح ہو جائے گا 67

میرے بعد تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا 67

فاطمہ رضی اللہ عنہا تم سب سے پہلے مجھے ملو گی 68

میرے بیٹا حسن دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا 69

میرے بیٹے حسین کو شہید کیا جائیگا 69

تم میں سے ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے 70

یہ اسی سائل کا معاملہ ہے 71

تم سے طویل ہاتھ والی پہلے ملے گی 72

مجھے حضور ﷺ نے بتادیا تھا تمہاری موت مکہ میں نہ ہوگی 73

Marfat.com

تم کافی عمر زندہ رہو گے 73

تمہارے ہاں بیٹا ہوگا جو خلفاء کا باپ بنے گا 74

ان کی بینائی ختم ہو جائیگی اور موت کیوقت لوٹ آئے گی 75

ہم نے ان کو دفن کرتے وقت یہ آواز سنی 75

ابو درداء اسلام لانے کے لئے آئے ہیں 76

جاؤ خاتون سے خط لاؤ 77

تمہاری موت اسلام پر آئے گی 78

تم شہادت کا درجہ نہ پاسکو گے 78

میں اونٹنی لے آیا 79

تجھے باغی گروہ شہید کرے گا 80

آج ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ 80

تم ان میں سے نہیں ہو 81

جب تمہارے پاس بالشت زمین کا کیس آئے تو وہاں سے نکل جانا 81

تم میں سے آخری فوت ہونے والا آگ میں فوت ہوگا 82

مکہ میں چار آدمی اسلام کیطرف راغب ہو چکے ہیں 82

قاتل جنت میں مقتول کیساتھ 83

اسے جنتی کھائے گا 83

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اور تین بشارتیں 84

بغیر حساب جنت میں داخلہ 84

اب میری تمہاری ملاقات نہ ہوگی 85

آج رات رجل کلیم تمہارے پاس آئے گا 86

تم اور تمہاری اولاد شام کی سربراہ بنے گی 86

Marfat.com

تم ایک صدی زندہ رہو گے	87
تم شہادت پاؤ گی	87
سو سال کے بعد کوئی صحابی نہ رہے گا	88
سراقہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے	88
غیبی خبروں کی اطلاع دینے کی وجہ سے ایمان لانا	91
تمہارے لیے ملک شام کا خواب ہی کافی ہے	93
میں نے تجھے نعتیہ اشعار دیئے ہیں	94
وہ مال کہاں ہے جسے تم مکہ میں دفن کر کے آئے ہو؟	96
جدہ میں کس کا مال ہے؟	96
تیرے اور صفوان کے درمیان کیا معاہدہ ہوا تھا؟	97
کیا تو نے اپنی بیوی سے یہ بات کہی ہے؟	99
فضالہ تیرا کیا ارادہ ہے؟	100
اے شیبہ تیرے ارادہ سے اللہ کا ارادہ بہتر ہے	101
حضرت عدی بن حاتم کا ایمان	102
حبیب عجمی کا ایمان	105
باذان اور اس کے ساتھیوں کا ایمان لانا	111
ہم اعلان کرتے ہیں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں	112

مقالہ 3۔ وسعتِ علم نبوی ﷺ

پیش لفظ	117
علم میں اضافہ کی دعا	126
روزانہ علوم کی بارش	127
پہلی دلیل	128

Marfat.com

رحمٰن نے قرآن پڑھایا	130
خصائص الفاظ قرآنی سے آگاہی	132
خصائص آیات قرآنی سے آگاہی	132
سورتوں کے خصائص کا علم	133
قرآنی اشارات خفیہ کا علم	134
قرآن میں ہر شے کا بیان	135
علامہ راغب اصفہانی کی رائے	137
علامہ زرکشی کی رائے	138
دوسری دلیل	139
سنت نبویہ سراپا حکمت	139
سنت بھی وحی ہے	140
تیسری دلیل	142
اپنے بعد قیامت تک ہونے والے واقعات کا علم	148
قیامت تک آنے والے ہر معاملہ کی اطلاع دے دی	148
تمام عوالم پر مطلع فرمایا	149
تمام عرش کا مشاہدہ	150
عالم جنت و نار	151
عالم محشر کی تفصیلات	151
عالم علویات سے آگاہی	152
امتوں کا آپ پر پیش کرنا	153
تمام دنیا کا مشاہدہ کروایا گیا	154
اللہ تعالیٰ نے [illegible] دکھادی	154

Marfat.com

وقوع سے پہلے امور غیبیہ کا ملاحظہ فرمانا	155
مخفی امور غیبیہ کا ظہور سے پہلے آپ ﷺ کے لیے آشکار ہو جانا	156
دلی خیالات سے آگاہی	157
ابتداء خلق سے لیکر دخول جنت و دوزخ تک کے احوال سے آگاہ فرمادیا	158
دلی امور پر اس قدر اطلاع کہ سوال سے پہلے جواب	161
بشارت غیبیہ	161
آیات میں موافقت و تطبیق	166
اولیاء کرام کا علم غیب	167
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ	170
چوتھی دلیل	170
آیت مبارکہ کی کچھ تفصیل	171

مقالہ 4۔ قرآن اور روحانی علوم

پیش لفظ	179
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر	179
سرور عالم اور باطنی علوم	184
علم غیبی لدنی	189
قرآن بحر محیط اور تمام اشیاء پر مشتمل ہے	190
حقائق علوم سے بے خبری	190
فصل	191
فضیلتِ علم	191
سب سے افضل علم	191
علم توحید دوسرے علوم کی نفی نہیں کرتا	192

Marfat.com

نفس کی پہچان 193
فصل 194
نفس اور روح انسانی 194
نفس سے کامل جوہر مراد ہے 194
نفس ناطقہ کے مختلف نام 195
اقسام تین ہیں 196
علم کی اقسام واصناف 201
ہر آیت کے سات باطن 202
قرآن میں ہر چیز کا بیان 202
حق قرآن کون ادا کر سکتا ہے 203
عقلِ نبوی تمام علویات وسفلیات پر محیط ہے 204
عملی علم اور تین حقوق 205
علم عقل کے تین مراتب 206
فصل 207
علم صوفیاء 207
تحصیل علم کے طریقے 208
حصول علم ربانی کے دو طریقے 211
رسالت ونبوت میں فرق 214
حقیقت حکمت 216
فصل 217
تحصیل علوم میں نفوس کے مراتب 217
فصل 220

Marfat.com

علم لدنی کی حقیقت اور اس کے حصول کے اسباب 220

مقالہ 5۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

ابتدائیہ 226
یہ بزرگ کون ہیں؟ 228
حمد وصلوۃ کے بعد 230
ہر عالم کا حال دوسرے سے مختلف ہے 231
حیات دینوی، برزخی اور اخروی 233
موت فنا نہیں، بلکہ دنیا اور آخرت کے درمیان پردہ ہے 233
مذکورہ اشکال کا حدیث میں جواب 237
اختیار نبوی ﷺ 238
تو زندہ ہے 239
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی 240
کون کس پر حجت ہے 241
ا۔ایسی دلیل جس پر تمام اہل علم متفق ہیں 241
۲۔قبر میں لفظ ھذا سے سوال 242
بعض اہل علم کا رد 243
دلائل عقلیہ قطعیہ 243
روح کائنات حضور ﷺ ہیں 243
اولیاء کاملین کے مشاہدات 244
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے 244
ایں سعادت بزور بازو نیست 245
امام ابوالعباس المرسی کا قول 245

Marfat.com

ساری کائنات عزرائیل کے سامنے 247
قبر میں نکیرین 248
جنت کہاں اور جہنم کہاں؟ 248
نکیرین جس ذات کے بارے میں سوال کرتے ہیں اس کا درجہ کیا ہوگا؟ 248
سارے اونچوں سے اونچا ہمارا نبی 249
مصطفیٰ ﷺ کی سماعت پہ لاکھوں سلام 249
ایک دن آئیں گے سرکار قضا سے پہلے 250
اہل ایمان کی ارواح ماذون ہوتیں ہیں 251
انبیاء حج اور عمرہ کرتے ہیں 251

مقالہ 6۔ قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا علمی محاسبہ

میزان حروف 261
حرف آغاز 263
حمد وصلوۃ کے بعد 267
ضرورت مقالہ 267
شیخ بن عثیمین کا رد 268
عقیدہ پر خطرناک اثرات 269
علم الٰہی کے تصور میں عثیمین کی غلطی 271
شیخ عثیمین کے کلام کا رد 272
ثقہ علماء کی آراء میں اشعار کی تشریح 274
شارحین قصیدہ کا تذکرہ 274
اشعار کی تشریح 277
اس میں بتایئے عقیدہ کے خلاف کون سی چیز ہے؟ 278
شعر کی تشریح 280
کیا رسول اللہ ﷺ لوح قلم کے علوم جانتے ہیں؟ 283

Marfat.com

انسان کا علم لوح وقلم سے بھی زیادہ ہے 288
انسان کا علم لوح محفوظ سے بھی زائد ہے 290

مقالہ 7۔ حضور ﷺ کے ظاہر و باطن پر فیصلے

اللہ تعالیٰ پر ہی میرا اعتماد اور بھروسہ ہے 295
فصل 298
فصل 300
سید الانبیاء کا مقام 303
امام بلقینی کی گفتگو 303
امام سبکی کی گفتگو 304
قول ابن عباس کی توجیہ 304
احادیث کی شہادت 305
باطن پر ایک اور فیصلہ 308
فصل 309
حضور ﷺ کی خصوصیت 312
فصل 314
فصل 316
حدیث کی دوسری تاویل 316

مقالہ 8۔ حضور ﷺ کے ظاہر و باطن پر فیصلے

احادیث اور باطن پر فیصلے 322
دیگر انبیاء کا مقام 323
مشاہدہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام 324
صوفی کون؟ 327
خربوزہ نہ کھانا 328

Marfat.com

کامل صوفیہ کی شان 328
صوفیہ کی دو اقسام 329
ا۔ صوفیہ سنت 329
۲۔ متصوفہ فلاسفہ 329

مقالہ 9۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف اور کتاب کا تعارف 335
اساتذہ 335
علمی مقام 335
تلامذہ 335
تصانیف 336
کتاب کی اہمیت 336
کتاب کی ثقاہت 339
آپ تمام کے سردار ہیں 341
حمد کا جھنڈا میرے ہاتھوں میں ہوگا 342
حضرت آدم اور تمام لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے 342
مغفرت کی خوشخبری 343
سب سے پہلے شفاعت کرنیوالے ہیں 343
دعا میں ایثار 343
اعلیٰ خطاب کے ساتھ عزت بخشی 344
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ معجزہ قرآن ہے 345
پتھر کا سلام اور کھجور کا رونا 345
اکمل معجزات 345
آنکھوں کی بینائی لوٹانا 345

Marfat.com

ایمان کی زندگی عطا کرنا 346

سب سے زیادہ اجر و ثواب آپ ﷺ کو حاصل ہوگا 346

حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے 347

تمام جن و انس کے رسول 348

سدرۃ المنتہیٰ پر کلام 348

بعد میں آ کر جنت میں پہلے 348

سب سے پہلے روضہ اقدس سے اٹھنا 348

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی 349

وسیلہ آپ کا مقام ہے 349

ستر ہزار امتی بلا حساب جنت میں 349

حوض کوثر اور حوض قیامت کی ملکیت 349

مناقب میں افضل و اعلیٰ 349

مال غنیمت کا حلال ہونا 349

اخلاق عظیمہ کے مالک 350

بلا واسطہ کلام کا شرف 350

سب سے جامع کتاب 350

عمل کم، اجر زیادہ 350

زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں 350

رحمۃ للعالمین کی شان 351

امت عادل حکام کے درجہ پر فائز 352

امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی 352

کتاب اللہ کی حفاظت 352

عدم قبولیت عمل پر پردہ 352

Marfat.com

جامع کلمات سے نوازا گیا 353

مقالہ 10۔ نعل پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدمت اسلاف 360

نعلین اٹھانے کا شرف پانے والے 361

تعارف مصنف 363

لقب 363

ولادت 363

تعلیم واساتذہ 363

سفر 363

تصانیف 363

اہل علم کی رائے 364

نعل اسماعیل بن ابراہیم کے پاس کیسے آئے؟ 366

الفاظ کے معانی 369

راقم مخطوطہ 372

مالک نسخہ کے تحریر کردہ فوائد 372

امام فاکھانی اور نعل کا ادب واحترام 374

مقالہ 11۔ کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں؟

حجر اسود کی مثال 379

اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ 380

شفاعت حجر اسود 381

خدا ساختہ تصور کی وضاحت 381

شفاعت کی مثال 382

مقام محمود والے کی شفاعت 382

اعتراض برہمن 386

Marfat.com

متعدد جوابات	386
بندوں کو عطا کردہ قوتوں اور علوم کا ذکر	387
حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اشیاء کے حقائق سے آگاہی	388
حضرت ابراہیم اور آسمان وزمین سے آگاہی	389
ایک دلچسپ سوال وجواب	391
حضرت یعقوب علیہ السلام اور خوشبو قمیض	393
اس سے بھی دور کی خوشبو پانا	394
حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کی آواز	396
حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی کا مقام	396
عباد الرحمن اور قرآن	397
اللہ کے دوست	398
طاغوت کے ساتھ عداوت لازم جب کہ اولیاء سے عداوت اللہ سے اعلان جنگ	398
اولیاء اللہ کے راستے پر چلنے کی دعا	399
انہیں خوف وغم نہیں	400
ملائکہ کا نزول	401
جہنم کا ایندھن	402
بارگاہ اقدس کے آداب	405
برائے تقویٰ منتخب لوگ	406
راعنا نہ کہو	406
اتباع کا حکم	407
محبوب بن جانا	408
یہ شعائر اللہ ہیں	408
شہر حبیب ﷺ کی قسم	409

Marfat.com

درِ محبوب ﷺ سے ہوتے ہوئے آؤ 411

ماذون من اللہ 411

حدیث بخاری 412

حبیب خدا کی توانیاں اور قرآن 413

اللہ کا ہاتھ 413

یہ کنکریاں اللہ نے پھینکیں 414

زبان و دل کی ضمانت 414

مقالہ 12۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر

پہلی زیارت 422

حلیمہ کی گود میں 424

عدل وانصاف 424

حجر اسود کا چہرۂ اقدس کے بوسے لینا 425

۔۰۰اری کی ایمان افروز گفتگو 426

پتھروں کا سلام۔۔۔۔درختوں کا استقبال 427

علاقہ کی شادابی 427

خوشبوؤں کی خیرات 427

حلیمہ کا گھر۔۔۔۔فیضان کا گھوارہ 428

بکری کا سجدہ اور بوسہ 428

آپ کے پنگھوڑے کو فرشتے حرکت دیتے 429

کھیلنے سے اجتناب 429

حلیمہ کے گھر میں چراغ کی ضرورت نہ رہی 429

سب سے پہلی گفتگو 430

رضاعی بھائی بہنوں کے تاثرات 431

Marfat.com

Marfat.com

امیرِ کاروانِ اسلام

مفتی محمد خان قادری

کا دینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر

- شرح اج سک متراں دی
- حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
- والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
- علماء نجد کے نام اہم پیغام
- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
- کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
- ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
- محبت اور اطاعت نبوی علیہ السلام
- نعل پاک حضور ﷺ
- صحابہ اور علم نبوی ﷺ
- امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
- قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
- خواب کی شرعی حیثیت
- علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
- معراج حبیب خدا
- محافل میلاد اور شاہ اربل
- حضور ﷺ کی رضاعی مائیں
- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
- عورت کی امامت کا مسئلہ
- عورت کی کتابت کا مسئلہ

- معارف الاحکام
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
- فتاویٰ رضویہ جلد چہاردم
- ترجمہ فتاویٰ جلد پانزدہم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ہفتم
- صحابہ اور محافلِ نعت
- صحابہ کے معمولات
- علم نبوی ﷺ اور منافقین
- حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے ہیں؟
- سدرہ تیری راہ گزر
- منہاج اصول الفقہ
- ذخائرِ محمدیہ ﷺ
- مسلک صدیق اکبرؓ عشق رسول ﷺ
- شرح سلام رضا
- نورِ خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
- اسلام اور تحدید ازواج
- اسلام میں پُھپھی کا تصور
- فضائلِ نعلین حضور ﷺ

- شبِ قدر اور اسکی فضیلت
- اسلام اور تصورِ رسول پاک ﷺ
- اسلام اور احترام والدین
- والدین مصطفیٰ ﷺ جنتی ہیں
- نسب نبوی ﷺ کا مقام
- وسعت علم نبوی ﷺ
- اسلام اور احترام نبوت
- اسلام اور خدمت خلق
- نظام حکومت نبوی ﷺ
- فضیلت درود وسلام
- شان نبوت علیہ السلام
- تفسیر سورۃ الضحیٰ والم نشرح
- شاہکار ربوبیت ﷺ
- ایمانِ والدین مصطفیٰ ﷺ
- حضور ﷺ کا سفرِ حج
- امتیازاتِ مصطفیٰ ﷺ
- در رسول ﷺ کی حاضری
- صحابہ کی وصیتیں
- رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
- مزاحِ نبوی ﷺ
- تبسم نبوی ﷺ
- منہاج النحو

- امام احمد رضا بحیثیت قاطع بدعات
- برکات محافل سے محرومی کیوں؟
- زوال امت کا ازالہ کیسے؟
- آیئے قرب مصطفیٰ ﷺ پائیں
- اساس ایمان۔ محبت الٰہی
- جماعت نماز تسبیح
- ٹخنے ننگے کرنے کا حکم
- قرآنی الفاظ کے صحیح مفاہیم
- سرمہ اور روزہ
- کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں
- یارسول اللہ ﷺ کہنا ایمان یا شرک
- اسلام اور ایصال ثواب
- منہاج المنطق
- مقصد اعتکاف
- تفسیر سورۃ الکوثر
- تفسیر سورۃ القدر
- امامت اور عمامہ
- عصمت انبیاء
- روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
- علم نبوی ﷺ اور متشابہات
- Why Did The BELOVED PROPHET (SAW) Perform Many Nikkahs?

- کیا رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
- رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں مسئلہ ترک
- حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
- بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور کا فیصلہ خطا نہیں
- قرآنی الفاظ کے صحیح مفاہیم

- حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- نماز میں خشوع وخضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت
- احوال وآثار۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی
- والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی

- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- اللہ اللہ حضور کی باتیں ایک ہزار احادیث کا مجموعہ
- میلاد النبی اور شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ
- مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی کیفیات جذب ومستی
- تفسیر کبیر (آخری بائیس سورتوں کا ترجمہ)
- حضور ﷺ کے ظاہر اور باطن پر فیصلے

Marfat.com